بعون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان

[illegible]

دیوان ناسخ

[illegible]

[illegible]

دیوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہوں بوستان ثنائے نبیؐ کا

ہے منت خدا کے مجھ پہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

تجھ سا علم باب علم کرماتی تفصیل کا

جو کچھ کہ دل میں ہو کوئی جاری زبان پر

حکم خدا سے حق ہوا اور ہم ہو جبر سے غدیر کا

[illegible]

[illegible]

مسیحا بھر بعیت آنیکا چرخ چہارم سے
نہیں ہی سی کم رتبہ ترے جلوے کے بیجو کا

ہو نزدیک اوس سلیمان زمان کا دور آئیگا
بیابانوں میں ہوگا ایک مسکن دام و ددکا

خدا تیرا معرف ہی ملک تیرے موصوف ہیں
نہیں حد بشر کہنا ترے اوصاف بیحد کا

بنا ہی مہتابان قصر یاقوت اپنے جلوے سے
سیہ خانہ نظر آتا ہی گنبد زبرجد کا

نہ سوچی جاہ دنیا منہ کیا ہی شاہ دین تو نے
سر سلطنت تکیہ ہی گویا تیری مسند کا

ے رکن پر یاجوج ماجوج آکے دنیا میں
جو پشتیبان تو ہوتا نہ ذوالقرنین کی سد کا

نمازوں میں مسیحا سا پیمبر مقتدی ہوگا
وہی رتبہ ہی تیرا ابھی جو رتبہ تھا تیری جد کا

بھرا تجھ میں یہ حق نے علم رطب و یابس عالم
کہ جلد جسم کو رتبہ ہی قرآن مجلد کا

ہو کندی ناتراشیدہ ہیں انکو فیض صحبت کیا
سوا اسکے کہ پایا مرتبہ چوب مسند کا

معافی قل ہو اللہ احد سے کے ہین عیان ناسخ
برای قافیہ کھا ہی میں نے میم احمد کا

مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہی میرے گریبان کا

ازل سے دشمنی طاؤس مار آستین رکھتے ہیں
دل پرداغ کو کیونکر ہی عشق زلف پیچان کا

کسی خورشید وکو جذب دل نے آج کھینچا ہی
کہ نور صبح صادق ہی غبار اپنے بیابان کا

شگفتہ مثل گل ہر فصل گل میں داغ ہوتے ہیں
بنا ہی کیا بہار انکا لہو خاک گلستان کا

دیوان چہارم

۳

جو سرخی آئی ہی عکس شفق سی ... سے منہ پر
حسد سے رنگ ہوتا ہی مبدل چرخ گردان کا
ضرر کالک کو اب شم کا نہ سمجھتے ہیں
یقین اعدا کو ہی زہر سا قلمدان ... کا
کسی سے دل ... وحشت ... میں ... کا
... بیابان کا
یہ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہی روی خندان کا

ولہ

جس جا ہی حسن فوراً قدردان پیدا ہوا
چاہ میں یوسف گرا تو کاروان پیدا ہوا
شکستہ دل جو ہیں وطن میں ... فلک ... پیدا ہوا
ہی نطفہ فولاد سے ... کہاں پیدا ہوا
جب تھا ... نام ... تو بھی تھا
باغ کی خلقت سے اول باغبان پیدا ہوا
خانہ دل میں چراغ شام آیا صبحدم
عالم پیری میں عشق نوجوان پیدا ہوا
ہم

شیر سے تا شربت مرگ ایک سی تلخی ہے یہان
غم لگا کھانے وہین انسان جہان پیدا ہوا

ہو وسیع دریا جسمین ہو اک عرش اعظم ہر حباب
تنگنائی اک ابھر جسد مین اک جہان پیدا ہوا

یہ دہن ہے تنگ اوسکا جو تولد ہوتے ہی
سب لگے کہنے یہ لڑکا بے دہان پیدا ہوا

رشک سے میرے سخن پر خلق ہوتی ہے ہلاک
حیف دنیا مین تو کیون مین بیزبان پیدا ہوا

وصل کی شب غل موذن نے مچایا قبل صبح
کیا خروس بیمحل بہر اذان پیدا ہوا

وادی ہستی مین آتے ہی عدم کی راہ لی
ساتھ اپنے توسن عمر روان پیدا ہوا

بیگنہ کرتا ہے اے ناسخ ہزارون کے وہ خون
دوسرا دنیا مین اب چنگیز خان پیدا ہوا

گلفشان عکس ہوا اسکے رخ رنگین کا
ہے جو کشتہ مین عالم سبد گلچین کا

خاک ہو جاینگے ہم شوق ہو گیا تزئین کا
سرمہ خاک لحد دیدہ ہے آخر بین کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

فرقت یار مین کیا ہوش اوڑ جاتے ہین
شہپر خواب ہے جو پر ہے مرے بالین کا

آج ہوتا ہے دلا درد جو میٹھا میٹھا
دھیان آیا ہے تجھے کسکے لب شیرین کا

بیٹھ جائے جو گل اندام ہمارا اکدن
عطر کھینچین ابھی نظارگی گل قالین کا

چاند کیطرح ہے خرمن مین وہ دہقان زادہ
کیون نہ ہر خوشہ مین ہو نور عیان پروین کا

وله

دیوان ناسخ

وله

زلف سے کیجیو شانے کو نہ زنہار جدا
کاٹ کھاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا

آنکھ بے لطف ہی پلکین ہون جو اے یار جدا
کسطرح آبلۂ پا سے کرون خار جدا

دلکو سمجھے کرینگے ابرو خمدار جدا
عضو کو عضو سے کر دیتی ہی تلوار جدا

لون جو بوسہ لبون سے ہون لب یار جدا
ہی وہ بلبل ہی جو غنچون سے ہو منقار جدا

سر عشاق یہان بکتے ہین معشوق وہان
کوی قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا

آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان حیوان
تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا

لاکھون نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور
انگلیان ہو گئین سیف کو یہ جو دو چار جدا

تیغ ابرو ہی جو بے قبضہ کرے خونریزی
ورنہ مہمل ہی جو قبضے سے ہو تلوار جدا

کیا ہی دلچسپ ہی واللہ بدن سرتا کا
مثل گل ہوتے نہین رشتۂ زنار جدا

ہم بغل ہوتے ہی مین جزو بدن ہو جاؤن
نہ تن یار سے ہو پیراہن زرتار جدا

نام رکعت ہی کہین لغزش مستانہ مین
نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

عیش ہی عاریت اس باغ مین رنج آرام
کیا ہون گلبن سے بھلا گل کی روش خار جدا

سر و سامان ہی کیا کہ غافل اکدن
جسم سے سر ہی جدا سر سے ہی دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نے
ہوئی تعمیر مری سقف سے دیوار جدا

سبزۂ خط سے ہوئے تیرے جو عاشق دیکھو
کرتی ہی حاشیون کو جدول زنگار جدا

دیوان ناسخ ٦

ساتھ زر کے پستی ہمت بھی ہوتی ہے زیاد
ورنہ مائل سو کی اسفل کس لیے قارون ہوا

اثر دہے بھی بارہا آسے دفینون پر نظر
کیا ہوا گر نیک کو نزدیک شب خون ہوا

میکدے میں ہم نے دیکھا انقلاب دور کا
دبا دہ سیدھا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا

میکشو روز ازل سے ہیں یہ صاحب ظرف دولت
جیسے اک پیمانے سے خالی خم گردون ہوا

بیت ابرو میں اسیر ایسا ہوا جیسے یا ند بچم
طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا

لڑکھڑا اونگا عروج نشہ میں تو کھیت
ایک ٹھوکر میں کئی ٹکڑے خم گردون ہوا

کیونکر اے ناصح خوار عشق دشمن مجھ نہ ہوا
کیسے موسیٰ کا علی شیر خدا ہارون ہوا

اپنے ابرو آئینے میں دیکھ کر بسمل ہوا
کھینچ کر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھ سے جانبر کوئی اے قاتل ہوا
اوڑ چلا گر پیش بسمل تیا طائر بسمل ہوا

اب کہاں نالے کرا وس لیلی کا سکن دل ہوا
تھا جرس جو بیشتر اس میں وہ اندرون محمل ہوا

نام نیک اہل حکومت کو کہاں حاصل ہوا
خلق میں مشہور اک نوشیروان عادل ہوا

سر سے پا تک ہر سر مو میرا فقط کیا دل ہوا
دیکھ کر اوس سرو قد کو سرو بھی مائل ہوا

اس ادا سے بارہ دیکھی اپنے تلوار کی
طائر رنگ حنا بھی طائر بسمل ہوا

دھیان لگے بند کرنے کا اگر آتا تجھے
کیون نہ تیر از خشم در سیرا چاک دل ہوا

محفل ہی مین جو تو آیا بر ہی میکشی — تھا جو شیشہ جوش می سے ایک فوارا ہوا
گرم ہو گیا عکس تیرے روی آتشناک کا — آئینے کی پشت کا معدوم سب پارا ہوا
رات غائب ہو گئی ظاہر ہوئے آثار صبح — وصل مین خورشید گویا شام کا تارا ہوا
چشم بد دور آج آتے ہین نظر گیا گال صاف — سبزۂ خط کیا غزال چشم کا چارا ہوا
ابر کو نسبت بھلا کیا چشم دریا بار سے — ایک مد روئے کنارے پر جو مد دھارا ہوا
شب ہوا کو لگئی جو اوسکی زلف عنبرین — دیر مین موص شرع سا عنبر سارا ہوا
اسقدر ہی تیز ظاہر آتش رنگ حنا — سنگ پا لگتے ہی بس تلوو سے انگارا ہوا
قد ترا سرو آنکھین نرگس لف سنبل رخ ہی گل — کون پھر اک مشت گل مین جو چمن آرا ہوا
جوش وحشت تیری آنکھون پر یہ جوش چشمونکو ہی — مثل آہو دشت مین ہر ایک آوارا ہوا
ہو گئی ہی شمع تیرے سامنے خجلت سے آب — شمعدان گویا تری محفل مین فوارا ہوا
چلیں سے سویا نہ دنیا مین کبھی جز خواب مرگ — بعد مرنے کے جنازہ مجکو گہوارا ہوا
زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ — گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارا ہوا
ہو رہا ہی بت پرستی کا یہ دنیا مین عذاب — مجکو ہر داغ جنون دوزخ کا انگارا ہوا
بیٹھنے پیچھے سے بد کہنے سے اہد ملا ہے — پیٹھ پر بار گنہ سے جمع لپشتارا ہوا
دور جھنکا ساقیا کیتے ہی تیرے ہجر مین — ہاتہ مین جام مئی گلرنگ انگارا ہوا

شمع کا فوری جلاتے تھے سواد نیکی کو پر
کوئی دم میری بھی ہی ہو بسان صبحدم

کیوں سلاطین نہ آنا گئے ہیں پاؤں
ہر سحر سنکر تری مجنون کا غل کہتی ہے خلق

سرکشی کرتے ہیں مجسے جو کہ ہیں پامال خلق
پار کے جاتے ہی بھر آئے مری آنکھوں میں شک

دیدۂ غول بیابان سے چراغان ہوگیا
مثل شب عہد شباب آنکھوں سے پنہان ہوگیا

تختۂ تابوت اب تخت سلیمان ہوگیا
چاک کیا صبح قیامت کا گریبان ہوگیا

شیر قالین بھی مجھے شیر نیستان ہوگیا
جو شفق تا روزن کا ہوا خورشید پنہان ہوگیا

رشک ہوتا ہے ناسخ بخت بلبل پر مجھے
جب کھلا غنچہ مرا گھر سے گریبان ہوگیا

کیا کہیں مرگ احبا میں جو ہمکو غم ہوا
بخل جتنا ہی زیادہ جود اوتنا کم ہوا

خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھک سر بلند
ناتوانی سر ہ جھکنے دیتی ہے سجدے کے سبب

زیست بھر سمجھا نہ مجکو چارہ سودائی عشق
ہوگیا گو نہ عیان میں عیان حال جہان

اپنے سر کو ٹھوکریں لگتی ہیں اپنی راہ میں

گر ہوا دشمن کوئی اوسکا بھی ہم کو ماتم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا

آسمان پہنچے ہیں پھر تواضع خم ہوا
سنگ در تیرا نگین حلقۂ خاتم ہوا

یار سے کا نور جو نظر آیا داغ کو مرہم ہوا
کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا

قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

[illegible]

آبلے چیچک کے جب نکلے عذار یار پر
حرف شک کے ہون جیسے پر ادب کے لغتین

فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندہا جسکہ ہی
منتین کر کر کے احسان کرتا ہین ہم کو سست

سب حسین اہی گل تری آگے ہوئی خجلت سے آب
خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے

ہوگیا ہی جوش سودا مرا مشہور نام
بلبلون کو برگ گل پر شبہہ شبنم ہوا

ذرہ سے جو چپیدہ دل ہی اوسکا رتبہ کم ہوا
وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا

جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا
ہر ستارہ بھی فلک پر قطرہ شبنم ہوا

اوسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا مین سم ہوا
حلقہ زنجیر گویا حلقہ خاتم ہوا

عشق اوس نور الہی کا ازل سے ہی مجھے
جس سے ای ناسخ ہزارون سال بعد آدم ہوا

کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا
مرگیا ہون دیکھکر جلوہ رخ پرنور کا

پاس ہی ان یارون کے جبتک مجھکو گشتی بزرگ
اوس پری چہرے کو تشبیہ کسسے دیجیے

ترک لذت کر دیا پہنچی نہ تا مجھکو گزند
شب جو دہیان اوس ماہ کا آیا دم فکر سخن

ماہ ہی اک خال رخسارہ شب دیجور کا
میری لوح قبر کو زیبا ہے پتھر طور کا

حرز آتا ہی نظر انسان کو انسان دور کا
جسکا ہر نقش قدم دکھلاتے نقشہ حور کا

نوش تو پیچھے ہی پہلے نیش ہی زنبور کا
صبح تک مضمون نہ ہاتھ آیا شب دیجور کا

بار غم سے یار کے گیسو میں ہر دلکو فغان
شام کر دیتی ہے چھلکا راہ اکر دور کا

خط سے زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
[illegible]

[illegible]

[illegible]

آتشیں رخ پہ ہوا خط معنبر پیدا
بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا

سعی سے گوہر مقصد نہیں ہوتا حاصل
نہ کبھی آب رواں میں ہوئے گوہر پیدا

زلف کو دیجیے کیا مار سیہ سے تشبیہ
سایۂ زلف سے ہو جاتے ہیں اژدر پیدا

ایک دل کیسا ہی سو دل ترے قامت پہ نثار
شکل دل کے دانے ہوں ہر شاخ صنوبر پیدا

ہو نہیں وہ صید کہ ہیں جزو بدن تک دشمن
تیر دل کے واسطے ہوتے ہیں مرے پر پیدا

آتش حسن سے خلقت ہے دل عاشق کی
جس طرح آگ سے ہوتے ہیں سمندر پیدا

ہوں وہ گریاں کہ پس از مرگ مری تربت پر
سبزۂ تر کی عوض ہو شرر تر پیدا

سایہ میرے تن پر داغ کا پڑ جائے اگر
مثل زنبور ابھی گلبن ہوں اخگر پیدا

کیوں نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہاں
نہیں ہوتا کہیں اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گل لالہ سے یہ معلوم ہوا
حسن و عشق ہوئے دونوں برابر پیدا

خبر مرگ احبا نے کیا مجھکو ہلاک
کیوں نہ یارب ہیں زمانے میں ہوا کر پیدا

حرف سخت اوسنے کہے مجھکو لب رنگین سے
دابی حیرت کی ہوئے لعل سے پتھر پیدا

کیا ہی ہے خاک کے پتلونکی سنہری رنگت
کیجیے اکسیر سے ایسا نہوا زر پیدا

دیکھنا پستی طالع کہ مرے گلشن میں
جای اشجار ہوا فرش مشجر پیدا

آتش رنگ حنا سے وہ صنم کہتا ہے
ہاتھ میں مچھلیوں کی جا ہو سمندر پیدا

۱۰

[illegible]

رہتی ہے ہر روشنی میرے سینہ جلانے سے دور
تن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا

غفلت اہل جہان تر دامنی کی ہے دلیل
غلبہ ہوتا ہے رطوبت سے مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہین اونسے تعلق دور ہے
خار سے کیا اوسنے سمجھے گوشہ چادر مہتاب کا

دید قاتل دیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے
ہون بہت ممنون احسان خنجر بے آب کا

ملتی ہے عاشق کو لذت فرقت معشوق مین
اضطراری ہجر ہے سرخاب سے سرخاب کا

کیا گداز دل مین ہو جاتی ہے حدت طبع کی
دیکھ لو تیزی مین ہے محتاج آہن آب کا

ہون وہ گریان بعد مردن گر ملے میرا غبار
گرد باد ون پر یقین عالم کو ہو دولاب کا

عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے
مانع گردنکشی ہے انحنا محراب کا

عکس پڑتا ہے جو تیرا آئینون مین بیشتر
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا

ہے یہی خورشید کا رتبہ حضور روی یار
سامنے خورشید کے رتبہ جو ہے مہتاب کا

نامۂ شرح جدائی یہ نہین دستار مین
پر رکھے جاتا ہے مرغ نامہ بر سرخاب کا

پانی پینے مین جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے
قند کا کوزہ وہین بنجائے کوزہ آب کا

ہے تنزل مین ترقی صاف دل کیواسطے
دیکھ لو بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا

پانون جو رکھتا ہے کھاتا ہے لہو سکا ٹھوکرین
یہ حریم کوی جانان ہے مقام آداب کا

جو ارادہ بھی کر سکتا نہین ترک وطن
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقت احباب کا

ولہ

ولہ

خال لکھتا ہوں دیدۂ تر کا | موج دریا ہے تار مسطر کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز | کیا برادر کو غم برادر کا

مرغ دل داغ کھائیگا جو یوہین | شبہ ہوگا گلی کبوتر کا

کرے یاد خدا جو اک ساعت | بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا

مست کہتے ہیں جسکو ابر بہار | گوشہ ہے میرے دامن تر کا

مثل مینا ہوں نہ کیوں جھک کر | آج ہے دور دور ساغر کا

کیوں نہ مصرع سے ہے قد موزون | کہ دہ مصرع ملا برابر کا

جلد میرا اپنا سر نہ پھرا | وہ سطر گویا ہے میسر کا

مرغ دل تب سے آپکا ہے صید | جب کبوتر اڑاتے تھے پر کا

ہے شب ہجر تا ابھی نہیں صبح | نہ رہا خوف روز محشر کا

قمری ہر تیرے گھر کے گرد اے سرو | دوسرا طوق حلقہ ہے در کا

ہجر میں چاندنی سے کیا خوش ہوں | طور ہے تربتوں کی چادر کا

رشک مہتاب پر سے کیا اوسکو | رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

جب ہوا گور میں عذاب فشار | دھیان آیا کنار دلبر کا

ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات | حسن محتاج کب ہے زیور کا

نہیں آغاز خط اوس شاخ گل کے روئی رنگیں پر | دھرا ہی برگ گل پہ عکس ہی مژگان بلبل کا

کلام غیب ہی ناسخ سنا جو پڑھ کے ناسخ
پسند آیا ہی تو ناسخ کلام استاد کامل کا

کافی ہیں اوسکو نشہ ہی لب کی شراب کا | ہی بوجھ جسکے ہاتھ میں ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہیں آبلے | نقش قدم میں جلوہ ہی چشم پر آب کا
کرتے ہیں تیرے عارض و قامت کو دیکھکر | بالائی سرو پھول کھلا ہی گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل | ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہی ہر شام وہی شام | انسان پر ہی زور فقط انقلاب کا
آتا ہی رشک اوس دل پر آبلہ سے مجھے | کیا جا بجا پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دور سے | محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہی خشت تیرے مجھے بوئی لطف یار | ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر | ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا
پیری بغیر سینے نہ دیکھا طلوع صبح | گذرا شب فراق میں موسم شباب کا
آتا نہیں ہی دونکہ بجز شست اندوان | بدلا ہی شیشہ سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار سے یہ اوٹھی گلوں کی آب | دن رات جوش باغ میں ہی ماہتاب کا

[illegible]

۱۳

دیوان ناسخ

اٹھتا ہی چرخ اوج پہ کیا کوکب ایک دن | ہوتا ہی دوپہر میں زوال آفتاب کا

[illegible]

جو ہر ہیں برگ گل تیرے چہرے کے عکس سے
بیجا ہے کیوں نہ آئینہ تختہ گلاب کا

رشتے سے ایک دل ہو جو نہ ہو عجب نہیں
عالم کی زندگی ہے تو رشتہ سحاب کا

ہجر فراق میں ہو بھی قدر شب وصال
آیا نہ یاد پیری میں عالم شباب کا

کرتے ہیں نت جھڑتے ہیں باد خزاں سے گل
فصل بہار پھر تو موسم شباب کا

آرائش جمال خداداد عیب ہے
موئی کمر کو ذوق نہیں ہے خضاب کا

پھر ہیں شعلہ رو یہیں خالی کنار سے
کیونکہ نہ گزند کماں میں ہو تیر شہاب کا

کس شعلہ رو کو باغ میں ہے قصد مے کشی
ہر شاخ گل میں ناک ہے سیخ کباب کا

ناسخ شراب پی شب ریک ہے تو کیا
محتاج آفتاب نہیں ماہتاب کا

کھل گیا ہے پیرہن میں جسم مہ پاریں کا
ایک عالم کو گماں ہے شمع اور فانوس کا

جو کہ میں مدہوش کیا اونکو ہی قدر داغ عشق
دستہ نرگس سمجھتے ہیں پر طاؤس کا

آ رہے پا کے بزم جاناں میں تو یہ بالیدہ
پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا

گل نہیں ہیں داغ حسرت بوستاں ہے
شعر ہر برگ شجر ہے کف افسوس کا

ہجر میں نالے ہیں ہونٹوں پر گیا آج بتا
وصل میں کیا کام ان لبوں سے تجھ کنار بوس کا

کافر عشق بتاں ایسا ہوں گر مر جاؤں میں
شمع جلتی ہو مرقد پہ ہو صدا ناقوس کا

دل میں ساکن ہے خیال اک بت بے پروا کا
آشیانہ مرے ویرانے میں ہے عنقا کا

جب مری نبض لگا دیکھنے ظاہر یہ ہوا
نور ہے دست مسیحا میں کف موسی کا

کسکے گیسو کے تصور میں ہے طوفان سرشک
حلقہ زلف ہے گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہے قد اور ہے رخ شعلہ طور
دست دلدار میں عالم ہے ید بیضا کا

کیوں نہ میں عالم بالا سے ہو مضمون بلند
ہے دم فکر خیال اوسکے قد بالا کا

ہو گیا سیلی اوستاد سے تغییر جو رنگ
چہرہ یار میں عالم ہے گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہے اولٹے جو گلستان میں نقاب
چہرہ گل میں تلون ہو نہ میں حربا کا

کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنے گل و میوے رکھ خاطر جمع
میں تو مشتاق چمن ہوں چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہے نرگس مستوں کا خیال
گنبد قبر میں ہے جوش خم صہبا کا

عشق میں یہ ہے کہ دم میرا اکھڑتا ہے
گھٹتا ہے جب کوئی مست گلا مینا کا

یاد مژگان میں جو یوں جوش پہ ہے سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہے کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھوں کو ہوا دیوانہ
ید بیضا سے ہوا ہے یہ خلل سودا کا

جاتے ہیں عالم بالا کو جو نالے سیاہ
ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

ویسی دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ
وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

تماشا کی جہان ہم دیکھتے ہیں گنج عزلت میں
ہمارے بوریئے کا نقش خط ہے ساغر جم کا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشاں میں
عجب نقشہ نظر آیا وہاں پر شان عالم کا

کہیں آئینۂ زانوے سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک میں جم کا

تعجب ہے میں یہ رہا اور عدم میں جا رہے ناسخ
مسافر ہوا دنی مکان میں ہوں گویا کوئی دم کا

کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا
ہر رگ گردن ہے یاں عالم ہمہ تیغ تیز کا

دود عنبر سے نہیں کچھ کم ہمارا دود آہ
ہے یہ بہتان میں خیال اک زلف عنبر بیز کا

ساتھ آہوں کے نہ ہو دود دل اس کا جل کہیں
اسلیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا

نیل پڑ جائے یقیناً کھائے گر دریا بھی نیل
لطمہ ہے اشک کے دریا ہی شور انگیز کا

دن جو اپنا صرف ہوتا ہے تجلی یار میں
رات بھر رہتا ہے عالم صبح شب آویز کا

اسقدر رستے ہیں تیرے جور سے اہل جہان
نام عشرت سے جہاں کے مٹ گیا چنگیز کا

وصل کی شب پہونچی ہے تو تیری رفتار ختم
خاک میں یار سے آگے ملایا شب دیز کا

عشق کر دیتا ہے سلطان گدا کا ایک سبب
کوہکن کی طرح آخر خون کیا پرویز کا

مانع رفتار صحبت وحشی کو ہوں کیا نہ تا پشت
تیز رو کرتا فرس اک کام ست مہمیز کا

اشک گرتے ہیں جب دم ہوتا ہے دل بے قرار
میری آنکھوں میں ہے عالم ساغر لبریز کا

ولہ

رات ایسا انتظار یار میں بیتاب تھا
بستر گل پر نہ تھا میں آگ پر سیماب تھا

میرے اشکوں کا فلک پر موجزن سیلاب تھا
ہالۂ مہ کی جگہ شب حلقۂ گرداب تھا

نرم دل محبوب جیسے تھے ہوئے ہیں سخت دل
سنگ ہیں جان کوہی پیش ازین جو آب تھا

رات مجکو تیرے آنے سے جو مایوسی ہوئی
انتظار مرگ تھا یا اشتیاق خواب تھا

شب چمن میں کس کف پا سے یہ نور افشانیان
جو ترا نقش قدم تھا سو گل مہتاب تھا

تیری محفل میں جو پاس رازپوشی تھا مجھے
مثل رنگ گل روان آنکھوں سے یان خونناب تھا

کچھ سمجھکر ناتوانی نے دیا ہی خم اوسے
قصر تن میرا بنا ہی جب سے بے محراب تھا

جلوہ فرما بام پر جو عارض جانان ہوا
چاند اوسکے سامنے اک کرمک شبتاب تھا

تیرے روئی آتشین کو دیکھتے ہی اڑگیا
اضطراب دل جسے سمجھے تھے وہ سیماب تھا

ہوگئی بالکل ہماری عمر غفلت میں بسر
عرصہ اپنی زندگانی کا مگر اک خواب تھا

گل کہیں دیکھا نہیں بے داغ حسرت کے سوا
میرے اشکوں سے مگر باغ جہان شاداب تھا

کی سیہ کاروں نے میرے نور عرفان کی یہ قدر
شپرہ سے خلق میں خورشید عالمتاب تھا

کسلیے ہر شب یہ ہوتا ہی گرفتار فراق
ہجر میں کیا اپنا مرغ نامہ بر سرخاب تھا

رات دن فرقت میں بیتا ہی مجھے رونے سے کام
یاد آتا ہی کہ اک آنسو در نایاب تھا

ذبح کرنے سے نہیں مرتا ہے ناسخ ہو اقاتل کو رنج
پنجۂ نازک میں اوسکے خنجر بے آب تھا

ولہ

۱۷

ولہ

ہجر میں مے سے سوا ہی نشہ ہوتا ہی خمار
باعث دوران سر ہی دور ہے جام کا

کھینچ لائی وادی ہستی میں ہتیابی مجھے
رہ گیا پیچھے عدم میں قافلہ آرام کا

آ رہی ہی تن پرستی حق پرستی کی عوض
مٹ گیا ہی کفر و خواری سے نشان اسلام کا

اپنے کشتوں کے عزا میں ہی سیہ پوش آپ بھی
وہ خط شبرنگ بھی گویا ہی عالم شام کا

اشتیاق چشم جانان میں گئے ہین جی سے ہم
ہو چراغ اپنی لحد پر روغن بادام کا

اے فلک دیکھوں تو کب تک رہے زوال آتا نہیں
منتظر بیٹھا ہوں میں بھی گردش ایام کا

جوشش مستی میں ناسخ مطلع ثانی پڑھوں
ساقی کوثر سے ہی مجکو سوال اک جام کا

لوح محفوظ اک نگینہ ہی علی کے نام کا
عرش کہتے ہیں جسے زینہ ہی اوسکے بام کا

رجعت خورشید اور شق قمر سے ہی عیان
ہی نبی مالک لیالی کا علے ایام کا

ولہ

دے دوپٹہ تو اپنے ململ کا
ناتوان ہوں کفن بھی ہو ہلکا

درد سر میں جو سر رگڑتا ہوں
تیرا دروازہ کیا ہی صندل کا

آتش رخ سے آنکھیں سینکتے ہیں
کیا زمستان میں کام منقل کا

ہی جو محبوب خوبرو بدخو
صاف عالم ہے اوسمین حنظل کا

[illegible]

ولہ

[illegible]

۱۹

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا

مٹی وہان کی لیگئے عطار بہر عطر
اوس شاخ گل کے منہ سے پسینا جہان گرا

رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال
کٹ کٹ کو تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نے برنگ شکستہ رنگ
بالای سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا

آزاد ہین قیود سے افتادگان خاک
اوڑتا پھرا شجر سے جو برگ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہ زنخدان سے عشق ہی
یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کریگا مجھے پائیگا سزا
شیشے کیطرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش سے سلوک مین افتادونکو ہو کیا
ٹھوکر نہ کھاکے ایکدن آب روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہی سلطنت
رویا مین سر سے افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے
مانند مست ہر شجر بوستان گرا

جب سے گلدام اوسنے دیکھا ہی مرے صیاد کا
ہوش بلبل مین نہ عالم نکہت برباد کا

ہی وہ دل ویران نہین جسمین فزون داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانۂ آباد کا

عہد طفلی سے اسیر عشق ہین مجنون ہوا
خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے استاد کا

ذبح وہ کرتا تو ہی سہ چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا

ولہ

[illegible]

ایک دل لیکر دیے قاتل نے مجکو لاکھ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا

کیون نہ اے عالم ہو اوسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا

کچھہ بھی حاصل ہاتھ آتا انکو نہین ہے جز زوال
سود نقصان ہو اجب ماہ کامل ہوگیا

مصحف رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
بے نقط قرآن بہی دنیا مین نازل ہوگیا

وادی وحشت مین عشق جرس نالان ہے قیس
ایک لیلی کیا بیان کس کسکا محمل ہوگیا

صبح ہوتے کچھہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

ولہ

رات بھر جو سامنے آنکھون کے وہ مہ پارہ تھا
غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا

بنگئے گرداب سیل اشک جاری گردباد
ابر کیطرح مین جس دشت مین آوارہ تھا

تونے آنکھین پھیر لین یان کام آخر ہوگیا
طائر جان پای بند رشتۂ نظارہ تھا

شب ترے پرتو سے لبریز لطافت گلستان
ہر گل شبو سے جاری نور کا فوارہ تھا

مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی
روز اول شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

خود ہی سوتی ہے ملیدہ دو نکو سیر باغ مین
بنتے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا

خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب
جن دنون اپنا خیال الخبار کا ہرکارہ تھا

شب نظر کی میں نے فرقت مین جو سوے آسمان
اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا

جو گلدستونکو دیکھون میان آس رو کا
تصور ہے بین کعبہ مین جا ہی محراب ابرو کا

کرون تحریر گر مضمون کوئی اوسکے گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامے پر یقین ہو شاخ شبو کا

سوال وصل ہین ہلنا پر یو تیری ابرو کا
اشارہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو کا

کیا سجدہ ہین کیا جب تیرے مصحف رخ کو
نہین کم سجدہ کی آیت سے یہ بیت ابرو کا

چڑھاتی ہی دماغ افلاک کو انسان کی کم ظرفی
کرے میل ہین سنگین جو ہو پلہ ترازو کا

او سیدہ مجکو ہوتا ہی اضافہ زر دجبرا
رہتو باندھتا ہون جیب ترے تعویذ بازو کا

نظر آتے ہین کیا کیا نیرہ مضمون فکر کرتے ہی
دکھاتا ہی مجھے عکس پری دان آئینہ زانو کا

جو کچھ ٹوٹے رہو زبان اور کھو نے لب شکین کے
تو عالم روزن دیوار مین ہو ناف آہو کا

نظر آتی ہی جسا او ہمین مجھے انجام کم جیوت
جو گورستان مین دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا

یہ بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جو شش ہنگیا ہون اپنے دروازے کی بازو کا

اگر لب سرخ ہین تیغ نشے ہی ہنکھین بھی ہین گلگون
بتون نے کر دیا ہی ایک ناک اعجاز و جادو کا

مین اون عالم کے دیوانو مین ہون طبع ہو آ
کرو مجکو نشانہ کوہ کو سنگ ترازو کا

روا جو ہون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
تہم کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا

مشرح جو ہی وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہی
وہ عالم ہی نے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا

یقین ہی سنتے سنتے اوسکا سر پھر نے لگے ناصح
بیان مین سامنے جسکے کرون اپنے تگاپو کا

ولہ

مسند کو دہن سے چھپا کر جو وہ رقصاں ہوتا
شعلۂ حسن چراغ تہ داماں ہوتا

استرہ منہ پہ جو پھرنے نہیں دیتا ہے بجا
محو دینا اسے کیونکر خط قرآں ہوتا

اپنے پہلو سے جو اک بار لگا لیتا وہ
ہو یقیں ساغر مئے چشمۂ حیواں ہوتا

نازک ایسا ہے وہ کافر وہیں ہوتا بدست
گذرا اوسکا جو کبھی زیر مغیلاں ہوتا

سنگ چقماق بھی بنتا تو مرا ضبط ہے یہ
نہ مری قبر کا پتھر شرر افشاں ہوتا

ہوں وہ وحشی کہ اگر دشت میں پھرتا شبگو
آگے مشعلچی وہیں غول بیاباں ہوتا

نکہت کاکل پیچاں سے جو دیتے تشبیہ
عطر محبوب کا ہر جز پریشاں ہوتا

کی مکافات شب وصل خدا نے ورنہ
کسلیے مجھپہ عذاب شب ہجراں ہوتا

اپنی صورت کا وہ دیوانہ نہ ہوتا تو کیوں
پانوں میں سلسلۂ گیسوئے پیچاں ہوتا

ایکدم یار کو بوسوں سے نہ ملتی فرصت
گر وہیں دیدۂ عالم سے نہ پنہاں ہوتا

کسکے پیماں تہ ثبات کو بھی آنکھ سے ہے
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جاناں ہوتا

خوں رولاتا وہیں ناسور بنا کر رونی
زخم بھی گر مرے تن پہ کبھی خنداں ہوتا

اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شب فرقت میں تو احساں ہوتا

کون ہے جو نہیں مرتا ہے ترے قامت پہ
کیوں نہ ہر سرو میں قالب بیجاں ہوتا

کیا قوی ہے یہ دلیل اوسکی پریزادی کی
ربط انساں سے کرتا جو وہ انساں ہوتا

ولہ

ولہ

[illegible]

نجات ہوگی عذاب حساب سے سبکو
جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا

جلا نہ آتش سودائی عشق سے جو یہان
تو وجہ باوسِ جہنم کا لبِ عذاب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہے کہ نام خدا
پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پر اوسکی
شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا

خلل پذیر ہمیشہ ہے کارخانۂ عقل
کبھی نہ خانۂ زنجیریان خراب ہوا

یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک بہم
کہ آیا غش مجھے اوسکا جو وقت خواب ہوا

یہ رنگ موج ہوا میری آہ گرم سے ہے
ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا

جہان نظر مین یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

ولہ

سرِ تشکل جادہ ہے پامال تیری چال کا
صید ہے کبک دری نقش قدم کے جال کا

ہے ظلمات سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہے خیال
آہ مرجائے اگر لب پر ہے بابِ استقبال کا

سبزہ ہے باغ جہان مین یا وہ ہمنام خدا
ہے بجا اوسکو پسند آئے جو کچہ اجلال کا

ہو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طالع نکہت بھی تبدیلی ہو گیا اس چال کا

طوق ہے گرداب ہے ہر موج ہے زنجیر پا
ہے ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا

تو شرار آتشین ہمتا ہے وہ کھاتا ہے آگ
بس یوہین ہوگا مقلد کبک تیری چال کا

میں اگر روؤں تو ہو سبزہ دام خاک کا

[illegible]

[illegible]

آپکو مردہ سمجھتا ہون فراق یار مین
لوگ سمجھے ہین غبار خط جسے دہو دہون

ناتوان ایسا ہوا ہون لاغر زلف یار مین
ہے کہین پتلی نہین سے نازک تر ترا ہی کمر

وصل کی شب ہو چکی اشک بہتا ہے جیحون
کہاتے ہین گن گن کے روز ساقیا ہم نے شراب

دریدہ گریبان پہ ہوتا ہے یقین خشسال کا
آتش رخسار سے جلتا ہے دانہ خال کا

مرغ دل اسکے اڑ نہین سکتا ہے دانہ زلف کا
باندھتا اسپہ ہے شانہ اے رومال کا

ہمنشین گہڑیال سا ہو ان کی گہڑیال کا
انتظار ایسا ہے ہمکو عید شوال کا

جسپہ تو مرتا ہے برسون سے وہ ہرہر ہے اور نہ
دسبدم ناسخ تجدد ہی بیان امثال کا

دور حسن یار نے عالم دکھایا کال کا
ہے تصور جسے آنکھون مین کسیکی چال کا

آدمی کو عشق نا پیا ہے زلف و خال کا
جب سے نظرون مین سمائی ہے کمر ابرین ہون

بیٹھے ہین عشاق ہو کر تیری آنکھون پر فقیر
حیلہ ہو موی پیمبر کی زیارت کا نہین

کیون نہ اوکا فر کرون سجدہ تیرے ابرو پر
سیکڑون عاشق ہین پامال ایک دانہ خال کا

میری پلکون مین ہے عالم سنرہ پامال کا
جا لو ہوتا ہے قمیدی دانے کا او زلف کا

رنج دیتا ہے بت آنکھون میں پڑ بال کا
ورنہ کیون استر نکیون مین کی کہال کا

لاہوتیون کو عشق ہے تیری کمر کے بال کا
صورت محراب ہے حلقہ تری خلخال کا

وله

تو نے شہباز نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا
ہم نے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا

[illegible]

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اوٹھا
ہر قدم پر جا بجا اک فتنۂ محشر اوٹھا

آپ میں دیوانہ چھوٹے ٹالتا ہوں اپنا سر
دست نازک سے نہ پتھر ای صنم پتھر اوٹھا

طرفہ گل اس باغ میں ہاں اے شبنم ہے عجب
ہنس کے بیٹھا جو تری محفل میں وہ رو کر اوٹھا

ہو صفائی دل کے آگے خاک آئینے کی قدر
میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اوٹھا

پانوں اوٹھ سکتے نہیں کیا جاؤں کوچے یار کو
ہاتھ اپنی زیست سے اب اے دل مضطر اوٹھا

دشمن سر ہے تری گردن کشی مانند شمع
افسر زر شوق سے رکھ پر نہ تا نا سر اوٹھا

کر دیا ہے یاد چشم و گردن جاناں نے مست
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اوٹھا

مجھ سے ہلتا ہے اب لیزم جنوں زنجیر کی
اور کوہ عشق کے کہتا ہے تو مگدر اوٹھا

زندگی میں صرف کرتا ہوں سکندر سی حصول
مثل قاروں خاک میں جا کر نہ بار زر اوٹھا

چاہیے تعمیر دل جو ساتھ اوٹھا لیجائیگا
یوں خرابی کے لیے دیوار اوٹھا یا در اوٹھا

ہوں وہ سجدہ گر اوڑائے خاک وحشت میں کبھی
تو بھی سمجھا غبار توسن دلبر اوٹھا

بات جن نازک مزاجوں سے نہ اوٹھتی تھی کبھی
بوجھ اونسے سیکڑوں من خاک کا کیونکر اوٹھا

مصحف رخ کا جو بوسہ لیکے میں منکر ہوا
مجھ سے کہتا ہے کہ اب قرآن تو سر پر اوٹھا

خاک میں ملتی ہے غیرت ندی ہیں ہمکو غیر
اس گلی سے بس ہماری خاک ای صرصر اوٹھا

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخن داں ہی نہیں
زانوئے فکرت سے ای ناسخ تو اپنا سر اوٹھا

لاغر ایسا ہون کہ کیونکر مین نظر آتا نہین
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا

اس خرابے مین بنایا جسنے گھر دیوانہ ہی
دیکھ ہر دروازہ پر ہی تا سہ نشان زنجیر کا

میری قسمت مین ہو بربادی عجب لیلا ہی اگر
کاغذ بادی بنے کاغذ مری تصویر کا

گلشن کوی بتان کا ہی جو زندان مین خیال
نغمۂ بلبل ہے ہر نالہ مری زنجیر کا

کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہی عیب بین
خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہو گیر کا

نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجھسے نہ کام
سادہ کاغذ ہی بگڑ یا نامہ مری تقدیر کا

پونہچے ہم آتش زبانونکو ضرر دشمن سے کیا
شمع کو کرتا ہی روشن تیشہ گلگیر کا

لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اڑ گیا
میری ہیکل مین ہی عالم کاغذ تصویر کا

اہل جنت کی بدولت ہوئی منعم کی قدر
[illegible] بے مس ہی یکسان خاک و اکسیر کا

برسون گذری ہین صدا باہر نکل سکتی نہین
ہی ہما ضعف دربان خانۂ زنجیر کا

ناتوانی سے نیا دا ہو ظالم یا نگاکرد
دیکھ لو اک بال ہی بانہ شکن شمشیر کا

شمع سان جلتے ہین بعد از مرگ اپنے عاشقان
کام ضبط تھا نہ کرنے لگی تنکا گیر کا

شکل اوسکی ایسی ہی دلچسپ کہ ہی جام سا
تا قیامت آئینے مین شبہ ہو تصویر کا

وہ تصور شیشہ ہون گر ہو تری بت پہ خلل
[illegible] سر بر کی حبابہ کی تصویر کا

کون عالم کے مرقع مین ہی عجب سایہ تباب
رنگ اوڑ جاتا ہی کھنچتے ہی مری تصویر کا

لکھتے ہین مضمون سوز داغ دل ہم اپنا
کام کرتا ہی ہمارا خامہ آتش گیر کا

بنگیا بت جو لگا عشق بتان مین جگر پر سنگ
نالہ ناقوس سا ہر نالہ ہوا زنجیر کا

۲۷

تو نزاکت سے گلستان تک جو صحبت مانگتا
رنگ رو ہی گل سے اوڑنے کی اجازت مانگتا

چہرہ ترا گل ہی فندق ہی وہ شمع طور ہے
تو اگر ہوتا ید بیضا سے بیعت مانگتا

آگ کرتا آب زر کے آبرو میری رہی
برق ہی گرتی جو میں باران رحمت مانگتا

اس گنہ پر تقسیم دوزخ میں مجھکو ڈالتا
کوچۂ جانان کے ہوتے گر میں جنت مانگتا

پیٹ رکھنے میں مزہ مجھکو ملا ہی بعد ذبح
موت سے باقی تو اور اک دم کی مہلت مانگتا

ہی یقین تیغ ہلال مجھکو نہ تھے آشنا
گر میں حال نزع میں بھی جام شربت مانگتا

غیر حسرت لیگیا یانسے کوئی کیا اپنے ساتھ
آسمان سے کس توقع پر میں دولت مانگتا

ہاتھ اوٹھا کر دونوں عالم سے خدا کو مانگتا
کیا میں اس وحشت سرا میں غیر وحشت مانگتا

گر طلب موج و نشان کرتا تو ملتے اشک آہ
ہاتھ آتی سینہ کوبی گر میں نوبت مانگتا

ہوں وہ عریان شوق کھینچتا اگر تو بھی
حرف بھی ہوتا دست میرا نامہ مانگتا

موج آب نازکی سے کام لیتا تیغ کا
خضر بھی ملتا تو میں جام شہادت مانگتا

گر نہ ہوتا سر فرو اشک غم شب سے
حشر میں کس منہ سے نامہ شفاعت مانگتا

بس چھا تھا لیلی یہ تماشا جس دل کا
یہ لفظ گل تو رحم خط میں نقطہ ومعر آئی

سیارا پردۂ غفلت ہی بس آہ وہ ہی محمل کا
گل رخسار یہ خالق نے کیوں نقطہ دیا تل کا

یقین ہی ایک دن باندھ مضمون باندھ جانیکا
ہمیں زردوان مضمون کو حضور سلطان عادل کا
ازل سے شیشہ کی دولت دیوانوں کی قسمت میں
ملی ہی بخشی لیکن بخت برگشتہ ہی عاشق کا
تنزل میں ترقی ہی ترقی میں تنزل سے
تماشا دیکھ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا
[illegible]

ولہ

تصور بندھ گیا ایسا خط رخسار قاتل کا
کہ جوہر بن گیا گویا مرے آئینۂ دل کا

اثر میرے جنون کا استوار ہی بعد مردن بھی
کھلے نہ ٹانکے سب مجنون بنا ہین مری گل کا

عیان ہوشیار ہے کیونکر نہ کوہ طور کا عالم
برنگ صاعقہ ہی ہر شرار تیغ قاتل کا

حضور گردن ساقی ہر اک شیشے کی گردن مین
نظر آتا ہی عالم کاوی مرغ بسمل کا

جنھین تقطیع شعر آتی ہی موزون سمجھتے ہین
ہی موزون یہ مہ نو مطلع ابروئے قاتل کا

جہان مین جو حسین ہی تجھسے کسب نور کرتا ہی
چراغ آگے ترے اے مہ جبین کا مہر سائل کا

برنگ لالہ اوس گل کا نہین کچھ آج دیوانہ
ازل سے داغ سودائی ہی پیدا ہر دل کا

کبھی بن رنگ حنا کی ہو نہ حاجت پای جانان کو
بنے گر رنگ پا میرے لہو کشتہ کی سل کا

خیال اوس سرو قامت کا جو آیا کنج زندان مین
برنگ طوق قمری ہی ہر اک حلقہ سلاسل کا

ترے رخسار تابان کا کبھی جو عکس پڑتا ہی
فریم آئینے کے بنتے ہین ہالہ ماہ کامل کا

کیا دروازہ بند اوسنے سنا جو دور سے نالہ
مری آواز بھی ہی اثر آواز سائل کا

دل اپنا جانبے غافل ہی ضعف تن سے نالان ہی
جرس سا کچھ نہین ہی وادی لیلی تصور ہی محمل کا

ملی جب خاک مین لیلی کہا مجنون نے حسرت سے
تمنا تھی غبار اپنا ہوا گرد ون محمل کا

تپ غم سے کر اثر سے گرم ہو جاتا ہی لو آتش
جو مفلس ہین بنا ہین جا بجا اکثر مری گل کا

محبت گلشن عالم مین جنسیت کی لازم ہی
کہ کیون اوس سرو پر عاشق صنوبر ہوئے دل کا

سرو دیکھینگے جو اوس سرو خرامان کا خرام دوستون کے روندتا ہی دل پہنا کر کفش تو	پھر نہ ٹھہرے گی زمین صحن گلشن زیر پا ای پری کہنا ہی زیبا تجکو دشمن زیر پا

ہو نہین رہ بیخودی رفع صداع وآبلہ
گر حنا سر پر ملی ناسخ تو صندل ہی زیر پا

ولہ

ضعف ہی راہ طلب مین سبب دامنگیر پا	آتی ہین رگہای پا مجکو نظر زنجیر پا
حاملان عرش چھوڑین جس مین اگر ساق عرش	وہ سراپا نور دکھلائے اگر تصویر پا
بیٹھے دو سر مجھے پھرنے دو مجکو دشت مین	میرے ہاتھون کی کرو کچھ فکر نہ تدبیر پا
لیچلے ہین کوی جانان سے یہ وحشت مجھے	وادی پرخار پر موقوف ہی تعزیر پا
قاصد ابسکے سر کی سوجہ ہوتی ہین چھالین فدا	راہ مین کچھتی ہین انکھین دیکھنا توقیر پا
جھکے کوی یار مین سجدہ کرنے پائے ہم	ہی بجا تقدیر سر سر گو نہ ہنسے تقدیر پا
رہگذر یار سے آگے نہین اٹھتے قدم	نقش پای یار کر لیتے ہین کیا تسخیر پا
بزم مین فانوس کیا آئینہ تصویر ہی	شعلہ ہی تصویر فندق شمع ہی تصویر پا
سر نقاہت سی پڑا رہتا ہی اپنا پانو پر	کاکل سر ہو گئی ہی اندنون زنجیر پا
تیرے کوچے مین قدم رکھنے کا مجہ پر ہی گناہ	سر مرا کیون کاٹتا ہی چاہیے تعزیر پا
قامت جانان سے پیچھے ہمسری کر کیجیو	سر اوٹھا کر دیکھے ای سرو تو شمشیر پا

کیجیے حاصل پھر ان آتش رخون سے کوئی داغ
بیچراغ ان وزرون اپنا خانہ تن ہوگیا

روندڈالا عالم بالا کو خوب اے شہسوار
ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا

گر قناعت ہو تو نان خشک ہے نعمت دلا
دیکھ لے پانی چراغ گل کو روغن ہوگیا

کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے
چاہ رہ ناسخ مجھے چیونٹی کا روزن ہوگیا

بیشتر سر سے یہان ہوتے ہین سامان پیدا
کھانے کے وقت سے پہلے ہوئے دندان پیدا

ہوگئے دفن ہزارون ہی گل اندام اسمین
اس لیے خاک سے ہوتے ہین گلستان پیدا

اے شب ہجر بتا دو ہوا مرے دست قرار
صبح محشر نہ ہوتا چاک گریبان پیدا

خار غم میں جو نہان ہین کہے ساری عمر
میری تربت سے ہوئے خار مغیلان پیدا

گر نہین ہے وہ پری کیون ہے جسد کا ایسا
کہ خدا نے تو کیے خاک سے انسان پیدا

ہم ضعیفون کو کہان آمد و شد کی طاقت
آنکھ کی بند ہوا کوچہ جانان پیدا

صدمہ دلکو جو ہوا نالہ سوزان نکلا
جسطرح سنگ سے ہو آتش پنہان پیدا

سنگ کہسار برای سر شوریدہ بنے
ہوئے پانوؤن کے لیے خار بیابان پیدا

ہون مین بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا
کی مرے درد نے خاصیت درمان پیدا

طلب آتش حسن ازلی مین ہون وہ گرم
کہ ہوا شعلۂ دل سینے مین بریان پیدا

۱۳۱

ولہ

غلط کہتے ہیں اُس رخ کا ہوا خط سے رقم پیدا
کہ زلفوں کی ہوئی تھی اسکے لکھنے کو قلم پیدا

تری ہی رہگذر میں گبر و مومن کرتے ہیں سجدے
ترے نقش قدم سے ہوگئے دیر و حرم پیدا

بیابان طلب میں ہم ہیں ایسے خضر کے پیرو
زمین کیا جسکا پتھر پر ہوا نقش قدم پیدا

فلوس داغ پاس افلاس میں پائے حسینوں سے
مقدم عشق سے کرتے تھے دینار و درم پیدا

عیاں ہے ہر حباب بحر سے کیفیت دنیا
ہزاروں خیمہ مینا میں ہزاروں جام جم پیدا

لب دریا اگر دھوئے وہ کافر اپنی زلفوں کو
تو سانپوں کی طرح ہر موج دریا میں ہو سم پیدا

مری تن سے نشانی ہے خراب آخر زمین
کیا اس شمع کو بزم جہاں میں صبح دم پیدا

فقط نقصان نہیں ہے عاشقی میں کچھ بھی حاصل ہے
جو کم ہوتا ہے دل سینے سے تو ہوتا ہے غم پیدا

کیا کرتا ہے گردوں بے نشان بنیاد ظالم کو
کہیں ہوتا نہیں شداد کا باغ ارم پیدا

لگا اپنی کمر سے وہ دوپٹہ کھولنے اک دن
تو میں سمجھا ہوا یہ جادۂ راہ عدم پیدا

جبیں کیونکر ہماری سجدہ میں گھس نہ ڈالیں
ہوا ہے تیرے سنگ آستاں سے ہر صنم پیدا

نہیں ممکن کہ کلک فکر سے لکھے شعر اچھے
برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا

کبھی روز ازل سے طینت موذی میں داخل ہے
کیا خالق نے ساتھ افعی کی نیش پیچ و خم پیدا

میں اگر زینت فتراک کے قابل ہوتا
حلق میرا بھی تہ خنجر قاتل ہوتا

ولہ

ملگیا ستے مین تو جبا کا چھپا کر منہ کو راہ | کہدیا کہدو نہین مین گر مین اپنے گھر گیا

ہون چراغ اوس بزم کا ناسخ کہ جسمین لاکھہا
پتلیون کا عالم ہستی تماشا کر گیا

خوب سا لطف نظارہ قاتل تہ خنجر کیا | سر دیا لیکن مہم عاشقی کو سر کیا
تو نہین ملتا تو ہم بھی تجھسے اب ملتے نہین | سنگدل ہمنے بھی اپنے دل کو اب پتھر کیا
جیتے جی کیا ہو کمند بیقراری سے نجات | برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
رو دی آتشناک کے نظارے کی آئی نہ تاب | اشک سے گویا اما آنکھونکو مینے تر کیا
جان شیرین کب گئی ہے کوہکن کی رایگان | کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
کب ہین بیداری سے گذرا اوس صنم کی عشق مین | جب کمر دیکھی خیال ہو ہی پیغمبر کیا
ہو گیا ضبط فغان کے ساتھہ سینہ چاک چاک | لاکھہ در وا ہو گئے گر ہمنے بند اک در کیا
کون ہے جسکو نہین اوس صاحب عصمت کی یاد | گھر مین بیٹھے بیٹھے اک عالم کو دلمین گھر کیا

جوشش مضمون سے طوفان اٹھا ناسخ بحر
کشتی طبع روان کو ہمنے اب لنگر کیا

دہر ہے بند آگئے تیغ صفاہانی کا | قاتل خلق ہے عالم تری عریانی کا
جاؤن وحشت مین کہان آدمی ہین کے سوا | ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا

حسرت پابوس قاتل دل سے نکلی وقت قتل
تیغ کا ناسخ مرے سر پر یہ احسان رہ گیا

اثر خون جگر میں کیا ہے آب زندگانی کا
نہیں مرتا میں فرقت میں برا ہو سخت جانی کا

مزا ہے تلخ فرقت میں ہے عیش زندگانی کا
چراغ گور ہے ساغر شراب ارغوانی کا

کھلے دروازہ ہر شب جاتے ہیں سوتے میں ہم جب سے
دیا ہے خانۂ ویران کو عہدہ پاسبانی کا

غم فوت عبادت کب ہے ہم رندوں کو ایسا ہے
یہاں ہر جام میں دریا ہے آب زندگانی کا

کبھی جو شیشۂ لبریز مے کی سرکشی دیکھی
تو عالم آگیا یاد اپنی مستی و جوانی کا

جگر کھنچتا ہے اک سو اک طرف کو زخم کھنچتے ہیں
ہزاروں خانۂ دل میں ہے غم کی میہمانی کا

کیا تو نے سبحہ انجام میری تنگ دستی میں
ہوا لبریز مے سے جام میری زندگانی کا

کوئی لکھا اوٹھاتا ہے جو اونکو اوٹھا نہیں سکتے
بندھا جن سے نہیں مضمون ہماری ناتوانی کا

وہاں نہ زخم دل کے قہقہے لے طور ہیں ناسخ
تصور ہے تجھے کس کے لباس زعفرانی کا

یہ نور ہے روے حسین کا کہ ہو خجل چاند چودھویں کا
جو حلقہ ہے زلف عنبریں کا وہ ایک نافہ ہے مشک چیں کا

زبس کہ وصف دہان شیریں کیا ہے ورد زبان شیریں
یہ میں جہاں تک ہے جان شیریں دہن میں ہے ذائقہ نگیں کا

وہ چشم فتان ہے غیرت گل وہ زلف پیچاں ہے رشک سنبل
عذار میں ہے شباہت گل بدن میں عالم ہے یاسمین کا

پھر مجھے گوشی میں ہے ... وصل کی شب ...
ہو گیا پیغام اجل کا مجھ کو ... نیم خواب

ولہ

یہی مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہوں میں ...

پس از وفات بھی تاثیر گریہ باقی ہے
مرے غبار سے ہوتا ہے ابر تر پیدا

یہ سرکشی سے ہے افتادگی کی قدر بلند
کہ آگ سو ہوئے جن خاک سے بشر پیدا

وہ آفتاب ہے پر تو فگن عجب کیا ہے
ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا

عدم سے جتنے کیا ہو وجود آبا کا
نہ امہات سے ایسا ہوا پسر پیدا

بنا ہے خاک سے یوں آپ کا تن پر نور
کہ جیسے ہو شب تاریک سے سحر پیدا

پناہ ملتی ہے خلقت کو مرگ ظالم سے
جو گرگ دن کو کریں قتل ہو سپر پیدا

جہاں میں جتنے تھے شیریں ادا اٹھتے خونریز
یقین ہے تیرے ہوں اب جا بجا نیشکر پیدا

ستارۂ سحری ہو اگر ترا آویزش
ہوئی ہے تیری بنا گوش سے سحر پیدا

لگے ہیں موتیوں کے پھل تو ...
ہوا جہان میں اوس سرو سا شجر پیدا

ملا ہے چشم ہے حسن و زلف آشفتہ گوش
کریں وہ چین جو سگے ہیں ... کہ پیدا

خدا کے کام کچھ آلات پر نہیں موقوف
ابو البشر ہوئے بے مادر و پدر پیدا

ردیف بای موحدہ

امو شب غم اب نہیں لگتے سوا تدبیر خواب
چھٹکے قید زیست سے کرتے ہیں ہم تسخیر خواب

وصل کی شب سو گیا تھا میں غم عمر بھر
آنکھ پھر لگنے نہ دی میری یہی تعزیر خواب

عالم اسباب میں اسباب غفلت ہیں عزیز
خلق کی آنکھ نہیں جاگی دیکھنا تو تعبیر خواب

ردیف الباء ۳۵

کیا تری الفت میں ہیں اک بالا ہی عندلیب
ہے شکست رنگ گل میں بھی نوای عندلیب

مثل پروانہ جو اس محفل میں جائے عندلیب
آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب

تو ہو ایسا گل کہ تیرے نقش پا کی خاک کا
عارض گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب

دست جاناں میں جو دیکھے طائر رنگ حنا
اپنے سر پا زور سے خاک اوڑائے عندلیب

ساعد و بازوی جاناں ہیں ہر رنگ شاخ گل
مرغ دل کا دم پکڑ کیا ہی سجائے عندلیب

ایکدم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر
چومتے ہیں غنچہ گل آج پائے عندلیب

آج میرے داغ سے چھو کر ہی پھیلا ہا نسیم
ارمغاں لیجا یہ گلشن میں برائے عندلیب

گر شباہت تیری لعلوں سے سہوا ہی رشک گل
دام میں کیوں آپکو ناحق پھنسائے عندلیب

ہو چلا ہی خشک ہر گل رشک روی یار سے
آنسو اشکوں کی گلشن میں بہائے عندلیب

چھوڑ دے گلشن میں اے صیاد اپنے دام سے
بہ زر گل ہی کرے گل میں بسائے عندلیب

رشک سے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گل پیرہن
وصل کی شب کیوں نہ نالوں سے جگائے عندلیب

گل پہ مرتے ہیں او شمشیر بھی غش ہو گئے
اپنے گا قصہ آفتابی ہو وداع عندلیب

تو ہی وہ گل ہے کہ چھوتی ہی نشاں ہاتھ کا
پڑتے ہیں کب وی گل پر نقش پای عندلیب

ہے یہی معلوم گلبانگ صریر کلک سے
ہے ابھی باقی بہت سا ماجرای عندلیب

ولہ

[illegible]

ردیف تای فوقانی

جا ہی گل دیکھوں الہی مند او سی محبوب کا
ہری سہی ہر صبح گلشن میں دعای عندلیب

نقش پا تیرا جو ہو اگل وہ ہی ای خوش خرام
ہر صدا اپنا ہی رشک نغمہای عندلیب

موسم گل ہو چکا آتی خزان مرحبا تینگے
بھیج گلشن میں شبیہ اپنی برای عندلیب

طوطیان محو تکلم کبک پا مال خرام
آفت قمری ہی قامت رخ بلای عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہوں غیر کی بھی دل کا حال
سو ہی گل ہرگز نہ دیکھوں میں رضای عندلیب

تو وہ ہی سر کا لہ آتش جو گذرے باغ میں
پرتو رخ سے چراغ گل جلائے عندلیب

چہرۂ جانان ہی گل ایسا کہ ہر دم ہاتھ میں
طائر رنگ حنا نالان ہی صدای عندلیب

صحن گلشن میں دکھا کر قامت گلرنگ کو
تو اگر جانے تو قمری سے لڑائے عندلیب

آتش گل سے جو اسکو سینک دے ای باغبان
دور ہو جائیں ابھی سب دردہای عندلیب

جانتی ہی شاخ گل صیاد تیرے ہاتھ کو
خود بخود کیوں تیرے قابو میں نہ آئے عندلیب

عازم سیر چمن گر ہو وہ رنگ گل پیرہن
توڑ کر پھولونکو رستے میں بچھائے عندلیب

جام مے خندان ہر رنگ گل ہی ساقی بزم میں
ہی یقین آئی لبِ طوطی سے صدائے عندلیب

ہر خیابان میں ہزار دن ہی پہ گرمِ گفتگو
کیا وبا یہ موسم گل ہی برای عندلیب

دیکھنا اوس گل کی بد ذاتی نہ پوچھی تا جواب
مجکو لکھا ہی ترا خط لیکے آئی عندلیب

موسم گل میں ہمیں تو داغ ہوا افلاس کا
آگ آنکھوں سے لگے زرگل یوں اوڑائے عندلیب

حاملان عرش اعلی کو بہاں ڈھونڈتے ہیں ہوش
عرش اعلی سے کہیں بالا ہی شان کوی دوست

داغ حسرت ہیں چراغ دیر و قندیل حرم
کون جا دلکش ہی دنیا میں بسان کوی دوست

غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیر شہاب
ایسے ای ناسخ ہیں ہم آتش زبان کوی دوست

اس چمن میں ہیں بے شمار درخت
پر کہاں مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہی بے سایہ
صدقے ہیں لاکھ سایہ دار درخت

میرے سوز دروں سے کیا نسبت
ہیں ہوں انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہی مجرے کو
کھڑے ہیں باندھکر قطار درخت

آنکھیں بادام ہیں زنخدان سیب
قد جانان سے ہے میوہ دار درخت

شبنم افشان نہیں ہوای خوش قد
تیرے غم میں ہیں اشکبار درخت

ہیں وہ دیوانے ہیں جو اہل متاع
سنگ کھاتے ہیں باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے
سبز کیا ہو سر مزار درخت

سر اوٹھاتے جو باغ میں ہیں کھڑے
رکھتے ہیں تیرا انتظار درخت

سرو شمشاد و سدرہ طوبے
صدقے اوس قد پہ ہیں یہ چار درخت

فندقین میوہ ہاتھ ہیں شاخین
گل ہیں رخسار قد یار درخت

۳۷

باغ عالم میں ثمرہ سہیں سکتے
زیر اشجار سایہ دار درخت

زلفیں شاخیں ہیں قد یار درخت
کون ایسا ہی مشکبار درخت

سایہ اوس سرو کا ہے مجھپر
پا ہمیں جیسں وحشت میں پربار درخت

کیا ہی خوش ہو کے چڑھ گیا منصور
دار گویا ہے میوہ دار درخت

تو نے تلوار ہلا نے کیوں نہ کریں
باغ عالم میں افتخار درخت

دنگ اوس گل پہ باغ میں ہوکر
بنگئے سرو گلعذار درخت

باغ کو جاؤں یاد زلف میں کیا
شاخیں رکھتے ہیں مثل مار درخت

بھولے رم دیکھکر تری آنکھیں
آج آہو ہیں شاخ دار درخت

تن عریاں شگفتہ داغ جنون
ہوں میں گویا شگوفہ دار درخت

سرو ہی میل چشم قمری میں
ہیں ترے عشق میں نزار درخت

میری تربت پہ نخل شمع کیطرح
پھولوں کی جا ہیں شعلہ دار درخت

تجھپہ مثل انار آتش باز
جلے اے سرو قد ہزار درخت

نخل تن یاں ہمیشہ ہے پرداغ
پھول لاتے ہیں ایک بار درخت

ہوے آب آب مثل فوارہ
دیکھکر سرو قد یار درخت

بہاگا دریا یہ میرے اشکوں سے
ہوگئے وار تھے جو پار درخت

باد سے رہ رہ کے ہلتے ہیں ار درخت

کھولکر ہاتھ تیرے لینے مشتاقوں سے

کوئی جاناں سے باغ میں ہے ... درخت

ردیف ثای مثلثه

تن پروری کہ شغل میں کھوتا ہی جان عبث
فربہ میں کیں مفت ہوی فرد ملک جان عبث
گروش میں ہے ہر روز زمین آسمان عبث
اس تنگنای دہر میں ہی یہ دھواں عبث

دیوان ناسخ

ہم پا برہنہ چلتی ہین کانٹونپہ کیا حموش
ہوتا ہی نعرہ زن جرس کاروان عبث

ہی صبح روز ہجر کہان ہوش میکشے
کھولی ہی می فروش نے اپنی دکان عبث

ڈالی ادھر گلی مین ادھر ٹکڑے ہوگیی
ای رشک ماہ پہنی قبای کتان عبث

روشن ہی تیرے نور سے کاشانہ فلک
ہی آفتاب و ماہ کے دو قبادان عبث

تیغ ہلال ہوگی نہ ابروسی کا نشان
پھرتی ہی رات دن یہ فلک کی فسان عبث

صد برگ سے ترا دل صد چاک کم نہین
ناسخ تجھے ہوئی ہوس بوستان عبث

ردیف جیم تازی

اوس گل کے کان کو نہین لور کی احتیاج
ہی وہ صدف نہین جسے گوہر کی احتیاج

ہمت جو ہی بلند تو ہون داغ پا بھی
ہون آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

لاغر جو ہم ہین وہی عرقناک کا ہی خم
اس خار خشک کو ہی گل تر کی احتیاج

گر بخت ہی بلند تو کیا چاہیے ہنر
تیغ ہلال کو نہین جوہر کی احتیاج

کرتا مجھے شہید نہ تنہا ہی پر رقیب
مانند شمر اوسکو ہی خنجر کی احتیاج

ہر گل زبان برگ سی کہتا ہی باغ مین
انسان کیا نبات کو ہی زر کی احتیاج

جب آگیا غبار ذرا سا پہاڑ سے
کیا ہی ولو نہین سد سکندر کی احتیاج

ردیف حای حطی

وصل میں تھا صبح سے بیزار میں
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح

تھر تھر ہو کر شمسا یہ پر زر ترا
دیکھ پاسے آری ہی پر خسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر
کا رچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر میں بار یاب
نور سے ہی سایۂ دیوار صبح

وصل کی شب ہو چکی اندھیرے
شام سے دکھلاتی ہی آثار صبح

وصل میں حاضر تو غائب ہجر میں
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

وصل کی شب آتی ہی جو تیرے ساتھ
تجکو کرتی ہے مقرر یار صبح

ہی یہاں کسکو شب فرقت میں ہوش
ہو چکی ہوگی ہزاروں بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب
شام کو کرتا ہے نو ر بار صبح

ہے دعا ای خالق لیل و نہار
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

ردیف خای معجمہ

ہی ناز کی سہی قامت جانان سمن کی شاخ
میں ہنوز عشق سے ہوں چنار کہن کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہی ظالموں سے ربط
خنجر کا دستہ کیوں نہ بنے گردن کی شاخ

ہم وحشیوں کے بخت جو برگشتہ ہیں ہیں
سیدھی کسیطرح نہو جیسے ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سے اوسنے تو ذقن
سبکو ہوا گمان کہ ہی سیب ذقن کی شاخ

آدمی کیا گر نگاہ مست ساقی کی پڑے
نشے سے ہوجاے چشم روزن دیوار سرخ

سیر گلشن میں ہوا ثابت گلوں کو دیکھکر
ہی بجا دنیا میں وہی مردم زردار سرخ

تیر سی لگتی ہی دلمیں بات جو کرتا ہی تو
ہیں لب نازک ترے مثل لب سوفار سرخ

ہو نہیں رنگیں بیاں چھوڑے جو سیر استخوان
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہیں منقار سرخ

ردیف دال مهمله

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہوں آمد سلطان میں در و بام سفید

پڑی عکس اوسکے لب سرخ کا گر ساغر میں
ہو خجالت سے وہیں بادۂ گلفام سفید

دید اوس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے
دیدۂ غیر ہوں مثل گل بادام سفید

بل بے طول شب فرقت ہوئی اتنا صبح
ہوگئے آہ مرے موی سیہ فام سفید

سوجھے مضمون بیاض رخ جاناں جو مجھکو
ہوگیا رنگ جھرکت صد ارقام سفید

سرخ پوش آئی نظر شوخ یہ ہی رنگ بدن
پہنے پوشاک جو سرو گل اندام سفید

گو پہنتا نہیں جز جامۂ رنگیں تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھے خودکام سفید

غرۂ کر حسن پہ روزہ یہ نہ اے سیم اندام
رنگ سب رنگوں میں پہنچتا ہی بہت خام سفید

اپنے رخسار پہ چھوڑی نہ کبھی جو نقاب
ہی ابھی صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھوں صاف وہ دیتا ہی جواب
بھیجتا ہی تجھے کا غذ وہ دلآرام سفید

اگر سے تھے اکدن چار آنسو چشم جاناں سے
بجا ہی سبزۂ نرگس پھولتی ہے میرے مدفن پہ

کسیکے ساتھ ہوکر گرم سوتا ہوں جو چار و ہیں
تو یاد آتی ہیں مجکو جو پڑی رہتی ہیں گلخن پہ

نہیں اس حرف سے تھا میں قتیل غیر پر راضی
نہ لگ جائے کہیں اوسکا لہو قاتل کے دامن پہ

تصور بعد مردن بھی جو ہی اک روی تاباں کا
تو گنبد کی عوض ہی برج خورشید اپنے مدفن پہ

جہاں میں تیرے دل جو بھی ہی بیچ رہتے ہیں
گرنا دل ہوتی ہے آفت ہوا کی شمع روشن پہ

تصور بھی عجب ہے دور ہیں ہم ہوں لیکن
لگی رہتی ہے آنکھ اپنی در جاناں کے روزن پہ

ہمارے زخم کے نظارے کی کتاب ہے اوسکو
تو اے جراح سینے باندھ ہی چشم سوزن پہ

ہوا ہوں صدمۂ بیداری شبہای ہجراں سے
کبھی سبزہ بھی خوابیدہ نہو گا میرے مدفن پہ

ہمارے ہاتھ سے دامن جھٹک کر تو گیا جس دم
گریباں آرہا بس ایک ہی جھٹکے میں دامن پہ

تری چلمن تو ہے فانوس تو ہی شمع کا نوری
گریں کیونکر نہ پروانے ہزاروں تیری چلمن پہ

تپ غم سے ہوا یہ حال میرا تیری فرقت میں
گراں گذرا ہے ضعف سے طوق گراں ہے میری گردن پہ

کسیکا درد ہوتا ہے کسیکے پیٹ ملنے میں
کہ جام و گل ہیں خنداں شیشۂ دل کے شکستن پہ

اگر ہوتا ہے اک دانہ بھی لو سمیں میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہے ناسخ میرے خرمن پہ

رکھیو سواد خط رخ رشک قمر سے دور
رہتی ہے شام صبح سے اکثر سحر سے دور

[illegible]

وصل جاناں کسکی قسمت میں ہمیشہ ہے دلا
جاتی ہے اک روز آخر جسم کو جان چھوڑکر

ہے وطن میں خاک برسر گوہر مضموں کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑکر

کوئی قاتل کو چلے وحشت میں ہم صحرا سے ہم
کھا گئے ہیں جسطرح سے تیر میدان چھوڑکر

ہوتی ہے عزت میں شوکت پر بڑی ایذا کے بعد
رنج اوٹھائے کسقدر یوسف نے کنعان چھوڑکر

حور ہے ساقی مرا کیونکر ہو مجھپر حرام
واعظا کرتا ہے کیا باتیں تو ایمان چھوڑکر

ہو الٰہی وصل جنت میں بھی مجکو یار کا
کب وہ انسان ہے جو جائے حور انسان چھوڑکر

سانپ کو قابو میں لاکر چھوڑ دینا زہر ہے
جان ہے مایوس بیٹھیں لب جانان چھوڑکر

سر پٹکتی پھرتی ہیں واں سنگ و خشت سے
چل بسے ہیں جسم کو کیا قصر و ایوان چھوڑکر

اعتماد صلا نہیں گر ہے جہاں میں نیکیں
اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑکر

زاہدا کیونکر وہ نہیں ترک یہ دنیا وہ ہے
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑکر

آج ہے تو پوشاک پر مرتا ہے تو کل دیکھیو
جائیگا نعش تیری لاش عریان چھوڑکر

روشنی کی سیر جب ہیں لیے شب فرقت میں کی
شعلے آلینڈ مجھے سرو چراغان چھوڑکر

دیکھیو فرقت ندیکھی ہے جو برق و ابر کی
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجکو گریان چھوڑکر

عیش تنہائی ہو امردوں کی کثرت سے محال
جاؤں یارب کہاں شہر خموشان چھوڑکر

مر گیا کیا ناسخ مکیش جو سارے میفروش
مسجد و بیٹھے ہیں اپنی اپنی دکان چھوڑکر

اسفل نہین ہی فیض سے اعلی کو بی نصیب
رکھتے ہین کس ادا سے زمین پر قدم حسین

میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ
تلوار تو تراہ کی باندھے تو سب ملک

سفلے کو گو کہ پر لگین لیکن ہی نارسا
دیکھین جو تجھسے آ کے مقابل زمین نشین

ایسا اوچھالتا ہی مجھے اضطراب دل
رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم

بے شبہہ نسر طائر اسیر مہ شکار ہو
ہر شب نہ تیرے در پہ گدائی اگر کرے

مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پہ
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پہ

تجھسے کرے وہ نگاہ آسمان پہ
کرنے لگین تراہ تراہ آسمان پہ

پہونچے کبھی ہوا سے نہ کلاہ آسمان پہ
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پہ

ہوتا ہوا کہ زمین پہ گاہ آسمان پہ
ملتی نہین ہے ماہ کو راہ آسمان پہ

پھینکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پہ
ہرگز نہ آفتاب ہو شاہ آسمان پہ

ناسخ بھلا دیا ہی وطن کو جو اسقدر
شاید مسیح کو ہے رفاہ آسمان پہ

زندان مین بھی کوچہ ترا اے یار آتا ہی نظر
تیری ہی عاشق کا گمان ہوتا ہی مجکو جان کا
تجھسے جدا ہین جب سے ہم ہو صحبت انسان سے رم

بلبل قفس مین ہی مگر گلزار آتا ہی نظر
کوئی بہت جو ناتوان بیمار آتا ہی نظر
غمخوار ہر اک ای صنم خونخوار آتا ہی نظر

ولہ

پاسبان حسن ہی خال وہی ایسا پر
کرتے ہین قفل حفاظت کو نقیض کا فوز پر
باغ عالم مین ہی پھل بیٹھا پایا تھا سوار
واسطے اوسکی تیغ کا ہی وزم سے اور پر

[illegible]

پاک ہے جو حسن وہ محتاج پردے کا نہیں
حاجت فانوس تھی نا شمع طور پر

بیخطر یون ہاتھ دوڑاتا ہوں لف یار پر
دوڑتا تھا جسطرح ثعبان موسی مار پر

سمت بنیاد ہی ہے ختم اپنے مکان تار پر
منہدم ہو چاند کی آ جای گر دیوار پر

کہتے ہیں سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر
کھینچی ہے تلوار کس بیرحم نے بیمار پر

ہے مژہ برگشتہ مائل ابروِ خمدار پر
میل ہے خنجر کو جنسیت ہے ہے تلوار پر

کیا نرالی گرم بازاری مہِ یوسف کی ہے
پڑ گئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر

تیر مژگان بھی غضب ہے پر کیا ابرو نے قہر
کٹ گئے لاکھون جو نوبت آ گئی تلوار پر

پنجۂ مژگان سہے جاتے ہیں ابرو کیطرح
ہاتھ کیا کہتے ہیں تن کر چشم اب تلوار پر

کیا پیون دور فلک میں ساقیا جام شراب
قطرۂ شبنم نہیں بچتا زبان خار پر

جب سے ہے مجھ ناتوان کو تیری مژگان کا خیال
خلق کہتی ہے ہوا ہے خار عاشق خار پر

تند خو ظاہر میں ہون باطن میں ہون باغ و بہار
جسطرح کانٹے لگے ہون باغ کی دیوار پر

دن کو زاہد بھی رہے ہیں اپنی سینہ بختی پہ
شمع مینا چاہیے میخانے کی دیوار پر

روی خندان صنم ہے یہ تصور میں مجھے
سبزۂ خط کا ہے عالم مرہم زنگار پر

بے ارادہ طی ہوئی جاتی ہے راہ عدم
طائر روح رواں کو کچھ نہیں درکار پر

[illegible]

عشق مجھے آیا جو میں پونہچا در دلدار پر
پاؤن سے کٹ کے رکھا سر سایۂ دیوار پر

شعر کہتا ہون کسیکی ابروے خمدار پر
قط نہیں میرے قلم پر پارۂ تلوار پر

میرے غم میں اشک ہیں مژگان چشم یار پر
داربست تاک ہی گویا در خمار پر

فاش ہوتا ہی چھپاتا ہون میں جتنا راز عشق
داغ سودا بنگیا طرہ مری دستار پر

سینے دیے ہیں لون ہی جراح ٹانکے بعد
ہنستے ہیں چاک گریبان زخم دہن دار پر

جاتا ہی دیکھکر مجھکو اوٹھا سے لہو
یہ گمان ہوا اوسکو میرے دیدۂ خونبار پر

کوی جانان میں ہون پر صحرا وطن بیدار
پاہی خفتہ خندہ زن ہیں دیدۂ بیدار پر

دور کرتے ہیں ٹہلنے میں صنم موباف کو
کیچلی برسات میں ہی مار جسم مار پر

اوسکی زلفین دو کین یا زوال حسن بھی
بس خدا نہ رہ چکا جب آئی آفت مار پر

آسمان کا منطقہ ٹھہرالیا ہی جسطرح
وہم یون موی کمر کا ہی جہان کو یار پر

کھودی ہی تصویر شیرین اسلیے فرہاد نے
روح بھی ٹپکا کرے سر حشر تک کہسار پر

بیٹھنے کا قصد کرتا ہون جو کوئی یار بن
سایہ چیرہ جاتا ہی مارے بخل کے دیوار پر

ہو نہ دنیا میں کسیکو انتظار خواب وصل
یہ نوشتہ ہی بیاض دیدۂ بیدار پر

کام کیا ہی مجکو اے ناسخ کسی اقرار سے
جان و دل سے ہون میں عاشق حیدر کرار پر

[illegible]

جب غزل ہارنے ہین میرے زور چلا مست ادا پر	تو الف لکھتے ہین جابجا صاد ہم اشعار پر
خون آتا ہی کسی مغفور کی مژگان سے ہو	دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم مین خار پر
زینۂ بام ترقی ہی بلند و پست دہر	دم مین پوہنچا تا فلک عیسی چڑھا جب دار پر
ہی یہ میرے ضعف کا روز جدائی مین اثر	شام ہی اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر
طاق کعبہ پر لگایا ہی کسینے آئینہ	یا جبین صاف ہی یہ ابروی خمدار پر
شب جو اوٹھی اوسکے روی حیرت افزا سے نقاب	چاند نے مثل سفیدی رنگ دی دیوار پر
سر برہنہ ہو گیا جوش جنون سے آفتاب	کون سے منقش کا داغ ہی دستار پر
باغبان کا کیون نہو رضوان سے عالی تر دماغ	آج پھولون کا ہی طرہ یار کی دستار پر
مجھسے دیوشی کا شکوہ سنکے بولا وہ صنم	گر رہی ہی بجلی خدا کے طالب دیدار پر
دیدۂ گریان سے چشمی جو کی تو مثل برق	کیا ہنسی آئی ہی مجھکو [illegible]
دیکھیے تا صبح سر شیخ منعم کیطرف	کیا گلی مسواک کا ہی [illegible]

ردیف زای معجمہ

تاثیر زلف سے ہی خط روی یار سبز	کرتا ہی جسم کو اثر زہر مار سبز
عاشق کو دل کے حال سے ہی کسکو اطلاع	باطن مین پر شرر ہی بظاہر چنار سبز
اکدن ہوئی صنوبر دل کو نہ تازگی	بے برگ ہو کے نخل ہوئی لاکھ بار سبز

ردیف صاد مهمله

لگتی ہین ہنستا ہی کرودنکو ہزاروں ہیچ کرن
ہوگیا ہی پیرمین عیش پاجوانی سے دو چند

دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثل آسیا
گر عوض ناقوس کے جاکر مین اک نالہ کرون

تو ہی وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکہکر
جی اوٹہے مردے ہزاروں سنکے گھنگرو کی صدا

کہتے ہین مستی مین جب ہم مدح شام رقص
ہاتھہ مین جمشید سے کرتا ہی جو ہی کا جام رقص

پیستا ہی دل کو تیرا ای بت خودکام رقص
تیکدی مین ہر طرف کرتے پھرین اپنا ہم رقص

کرتے ہین بلبلے تڑپنے کے اسیر دام رقص
واسطے رندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہی اوسکے سامنے
ہر سخن اوسکا ہی ناسخ نغمہ ہی کام رقص

ردیف عین مہملہ

رکھتے ہین گل عشق رخ شوق قد جانانہ شمع
کیونکر اوسکے آنسوؤنکا تار ٹوٹے ایکدم

دیکھتے ہی قامت جانان کو حیران ہین تمام
اوسکے نور رخ سے آگے بوستان بزم سے

شرم سے اوڑ جاتی ہی شعلہ کیون نہ جگنو کیطرح
اشک مالا موتیونکا دود کلغی شعلہ تاج

گل ہوئے ہین شکل بلبل صورت پروانہ شمع
کہتے ہی میرا زبان حال سے افسانہ شمع

فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع
دور ہوتی ہی برنگ سبزہ بیگانہ شمع

دیکھے محفل مین جو نور فندق بیانہ شمع
رکھتی تخت لگن مین شوکت شاہانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ در تک باوجود عذر لنگ
نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع

سبزۂ خط ہے نہ سارے جسم مین اک رنگ سا
لب عسل مین ہے مگس قامت ہے بے پروانہ شمع

لالۂ گل کو گلستان مین بنا دے گر چراغ
شاخ شبو کو کرے نور رخ جانانہ شمع

نشہ مے ہے جو منہ سے نکلی پڑتی ہے زبان
چاہتی ہے دست ساقی سے پیے پیمانہ شمع

تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر
گنتی ہے فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع

جلتے ہین معشوق جاتے ہین جو عاشق اوس پاس
کیون نہ محفل مین جلا دے شہپر پروانہ شمع

اور لکھتا ہون شب تاریک فرقت مین غزل
ہے مری آتش زبانی بھی خلوتخانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع
طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع

حال دل یا دلبر جانان مین یہ ہے جس طرح
شہد سے ہو کر جدا جلتی ہے یا پروانہ شمع

جل رہی ہین جو ہر آئینہ پہ دانو کی یاسہا
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع

دشمنی کرتا ہے جس سے ہو امید دوستی
روشنی کی جا جلاتی ہے مرا کاشانہ شمع

مجھسے نفرت غیر سے دوستی شعلہ رو کوئی تبا
ہے گئی آشنا پروانے سے بیگانہ شمع

ایسی شرمندہ ہے اوڑھا کے ابھی شعلہ شرار
بزم جانان مین جو پائے شہپر پروانہ شمع

گرکے بجلی نے نکالی ہے مری حسرت سراج
صبح تو ہے گرتی کہان روشن مرا کاشانہ شمع

حسن یوسف سے ہوئی پرنور ایسی اے مصر / روشنی میں تھا برابر سیل فرسنگ و شمع

سیکڑوں اس سے زیادہ مست کرتی ہے پرند / ہے برابر محتسب کا لیس اک سرچنگ و شمع

گیسوئے شبرنگ و خط سبز و رو ہی آئینہ / ہر شب اک ریک اور فانوس مینا رنگ و شمع

یار میرا سنگدل ہے اور میں موم دل / دیکھ لے جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ و شمع

خاک پہ جا کر اندھیری قبر میں لیٹے ہیں شبا / جانے جب ہم گر یجا تو وہاں اورنگ و شمع

شمع ساں جلتا ہے سینہ عشق سے ملتا نہیں / ایک ہے تیری وفاداری کا یاں ہی لنگ و شمع

بزم میں شب بھر اسکے رشک سے جلتی ہے / شاعروں کیا نسبت ... شنگ و شمع

عاشقوں سے ... آتش رنگ / ہے بہار شہاں میں رو رو کے آتش رنگ و شمع

شام سے تا صبح ہے ... جواب سیر لغات / سامنے رکھتا ہوں اپنے نسخہ فرہنگ و شمع

تھا تقاضا ایک رات ... ناسخ ... / گوش و چشم اپنے لگانے ... رنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عریانی جنوں میں مرے کام آئے داغ / طاؤس کی طرح ہے بدن پر قبای داغ

سوداگران شک کا ملتا نہیں دماغ / مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو برائے داغ

جلتا ہوں ... مثل آفتاب / حاصل ہوا نہ مجکو فلک سے سوائے داغ

وله

دیکھی نہیں جہاں میں مثل نگاہ ... داغ

ولہ

حسن مکان میں ہو تیرے رخسار کا روشن چراغ
ہے یقین بنجائیں دیواروں کے سب روزن چراغ

جب تلک ہے حسن معشوق تو ہے عاشق ہی نثار
گرد ہیں پروانے بھی جبتک کہ ہے روشن چراغ

جوش وحشت نے کیا ایسا مجھے آتش قدم
خانۂ زنجیر میں ہونے لگے روشن چراغ

روشنی ایسی ہے اوسکے سینۂ پرنور کی
ہوگیا مجکو یقین ہے زیر پیراہن چراغ

ہیں جو روشن طبع بغض اونسے کیا رکھتے ہیں
چور کو جسطرح آتا ہے نظر دشمن چراغ

روشن ایسا اوس گل رعنا سے ہے بستان میں
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل سوسن چراغ

ہیں جو عمدہ اون سے مفلس بہرہ ور ہوتے نہیں
آتش یاقوت سے ہوتا نہیں روشن چراغ

ٹانکنے آیا جو یار زخم دل سوزان مسیح
بن گیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزن چراغ

کر دون روشن آتش داغ جدائی سے اگر
برق سان کرنے لگے بیتابی و شیون چراغ

جھڑتے ہیں سنگ لحد سے تا بہ ہیں ہیں شرر
میری تربت پر جلاتا ہے ترا توسن چراغ

کوئی پروانہ جلیگا تو جلونگا شمع سے میں
دوستو ہرگز نہ رکھنا تم سر مدفن چراغ

ہوتی ہے نور خرد سے اہل غفلت کو گریز
بستر الشان بجھاتے ہیں دم خفتن چراغ

داغ حسرت جل اوٹھا گلگشت میں تیرے بغیر
آتش رنگ چمن سے ہوگیا روشن چراغ

پھونک سے مار غنچۂ لب سے اگر وہ رشک گل
بزم میں پھیلائے بجھکر نکہت گلشن چراغ

کیون نہ ہو پیر فلک کا حق ظاہر جسطرح یہ
ذات جب روشن کرے خورشید کا گردن چراغ

ردیف قاف

ردیف کاف تازی

ردیف میم

آج کل سے کچھ نہیں اپنی زبان سحر بیان
نطق عیسی کی طرح رکھتے ہیں مادر زاد ہم

یہ زمین ہی ہو فنا یہ آسمان سب بے مہر ہے
جی میں ہے اک اب نیا عالم کریں ایجاد ہم

روک لے اک بات کی بابت آپ دست تیغ کو
دیتے ہیں اے قاتل رقیبوں کو مبارکباد ہم

اوس نے تلوار ہی جڑ دیں فریاد پر چون جرس
ہر دہان زخم سے کرنے لگے فریاد ہم

قید ہستی تک ہیں تیرے دام گیسو میں اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہوں آزاد ہم

جیسے دیکھی ہے گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہیں صورت برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہیں اپنا دہان زخم بھی
کوئی دنیا میں نہ ہوگا جیسے ہیں ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو اے شیرین ہیں
جی نکھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اوٹھ گیا
کس سے مانگیں جا کے ناسخ اس غزل کی داد ہم

بند آتا ہے نظر جاتے ہیں سو سو بار ہم
جانتے ہیں یار کے در دار کو دیوار ہم

مانگتے ہیں یہ دعا سونے کے وقت اے یار ہم
ہوں ترے پاؤں کی آہٹ سے کبھی بیدار ہم

عین غفلت میں ہیں مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیدار ہم

یاد کوی یار میں ہیں رات دن بیدار ہم
آنکھیں وا رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم

نقد دل دیتے ہیں اک محبوب بازاری کو آج
در سودا سول لیتے ہیں سر بازار ہم

میکشی سے وقت ساقی میں ہیں بیزار ہم
سارے عالم میں ہیں فاسق میں ہیں ... ہم
چھوڑیں کیا ماہ مبارک میں درجہ ... ہم
زیست بھر ہو سکے ... کے دریا کی ... ہم
نرگس بیمار سے ... ہو گئے بیمار ہم
عالم وحشت میں ... ہیں خار ہم

خاکو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہین
سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین

تو بھی آغوشِ تصور سے جدا ہوتا نہین
اے صنم جسطرح دور اک دم خدا ہوتا نہین

ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے ظلم پیری مین
کوئی عزبار کہن سال اژدہا ہوتا نہین

فقر سے ایسی مری خاطر کو ہے چسپیدگی
محو اعضا سے نشان بوریا ہوتا نہین

دانۂ باروت بنتے ہین مرے تخم امید
تا نہ برق اونپر گرے نشو و نما ہوتا نہین

نشۂ عرفان نہین جبتک ولائے قیل و قال
تا نہ ہو لبریز ساغر بے صدا ہوتا نہین

بنگیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا
آئینہ مین جا کے عکس اوسکا جدا ہوتا نہین

موذیونکو روندتے پھرتے ہین ہم وحشت مین کب
سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین

ہو سر سلطنت یا تختہ تابوت تخت
پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین

بحر وحدت مین ہمین کو سر گیا مثل حباب
چوب کیا ملوا رسے پانی جدا ہوتا نہین

تیرے دیوانے ہین مشتاق عالم آدمی
کون گل ہے جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین

باغ عالم مین برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

ولہ

ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اوسکا سو نہین
ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہین

مشک مین خوشبو ہے پیچ و تاب سنبل کو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

ہزار دیوان کی یک سامنے اون سے کہ ناسخ

انتقام ہو تو سکھاتین سے بہ فلک ہم ہون

ولہ

ہی عجب رنگ کی وحشت نے سے کو دیوانے مین

زور ہی عشق نے یہ تفرقہ پروازی کی
آرزو ہی جو ہم روان میں ہین تن بھی ہون
گر رہی ہین تری ابرو کے اشارے قاتل
جیسے جنت مین ہین اپنی نہین بھی مدام

ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین
ہر جگہ بھٹکی سی ہی درکار ترے کوچے مین
ابکل ملتی ہی تلوار ترے کوچے مین
لا ہین گر طالع بیدار ترے کوچے مین

حال دل کہنے کی ناسخ جو نہین پاتا بار
پھینک جاتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
گھر جو بے یار ہی ویران تو تصور مین مدام
رشک سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی
گذرے ہین کوچۂ قاتل سے صبا کے جھونکے
ہوتے ہین جا کے ہی مکتب مین پریرو خونریز
پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر جا ہین قفس

سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
دیکھ کر برق کو فریاد کیا کرتے ہین
جا کے گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
دل ہی ولیکن آدے ہے ہم یاد کیا کرتے ہین
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
کیا یہ جلاددن کو اوستاد کیا کرتے ہین
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین

ولہ

خون کنک سے رنگ رگ گل ہی خار مین
داغ جنون کھلے ہین مرے جسم زار مین
ڈورا ہلال کا نہین دندان یار مین
جاتا ہی وہ جدھر کو یہ قدمونکے ساتھ کہہ
پونہچا وہ جب کہ دور مین پونہچا قریب مرگ
ہی مجکو یہ اشارہ نوروز اب کی سال
عاشق ہوا ہون دوستو مین اپنی شکل کا
آنسو مین اس طرح ہی مرا جسم ناتوان
اک آن مین نوازش فندق آئی مری
سایہ نہ دھوپ مین ہی نہ آئینہ مین ہی عکس
کھٹکا نہین ہوا نہین ملا جسکو داغ عشق
ہو شل گردباد بہم ربط باد و خاک
یون گور مین ہی ساتھ ہمارے خیال دوست
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
اوراق گل رگون سے جو سطر کشیدہ ہون

وله

پر زرے ہر رنگ گل ہی گریبان بہار مین
حیرت ہی اسنے پھول کھلے ایک خار مین
رشتہ پڑا ہی یہ گہر آبدار مین
ریگ روان ہی خاک مری کوی یار مین
عمر روان کے طور مین رفتار یار مین
جز عشق زلف کچھ نکرون سال یار مین
حیران ہی عکس آئینہ روے یار مین
رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار مین
سونے کے تار ہوگئے رشتے ستار مین
باقی نہین ہی خاک مرے جسم زار مین
دیکھو کہ ایک خار نہین لالہ زار مین
آئے سمند یار جو میرے غبار مین
جسطرح کوئی اژدہا رہتا ہو غار مین
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین
رنگین غزل اک اور لکھون مین بہار مین

ولہ

۵۶

آوارہ مثل گرد ہوں ہر رہگذار میں | سونپی عنان صبر کف سنے سوار میں
کیا خوش ہوں وصل شاہد نا پایدار میں | ہی خاک گرد باد کی صورت اتار میں
تڑپا کرونگا حشر تلک بن مزار میں | یا رب نہ موت آئی مجھے ہجر یار میں
ڈورے نہیں ہین نشہ کے چشمان یار میں | آہو اسیر ہو گئے دام شکار میں
رو یا لپٹ کے مین تو لگا کہنے ہنسکے یار | مانند ابر برق ہی تیرے کنار میں
دونا ہی حسن سانپ سنے ڈال ہی کیچلی | مو باف کیا ضرر ہے گیسوی یار میں
جس نے پہ وہ سوار ہوا منشگر کیا | شیرین ادائیاں ہین یہ ادہن سوار میں
کرتے ہین تارے کرمک شبتاب کیطرح | کرتا ہوں آہ گر مین شب ہجر یار میں
ہی لطف وہ قرہ ہی نہو جسمین سخت دل | روز ازل سے ربط ہی گل اور خار میں
اوس سرو قد کا دست حنائی ہی شعلہ زار | یان آگ لگ رہی ہی یہ برگ چنار میں
ہی یار خم میں یون نظر آتی ہی سوج می | جس طرح اژدہا کوئی پھرتا ہی غار میں
گر آنکھ ہی تو باطن انسان کی دید کر | کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار میں

ناسخ وہ محو عشق ہون سمجھا ہین لف یار
پھر عذاب سانپ جو آسے مزار میں

سر گرد ون آستان بت نازنین سے ہین | ہم جبین داغ سجدے مٹاون جبین میں

صف مژگان ہین اوسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ
کھڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازون کے یہ لشکر ہین

یان ازل سے داغ سودا ہی دل آگاہ مین — سنگ اسود جسطرح ہو نصب بیت اللہ مین
جا سکے کیا کوئی اوس قاتل کی جلوہ گاہ مین — سایۂ مژگان بچھا دیتا ہی کانٹے راہ مین
فیلسوفی محتسب کی دیکھنا اے میکشو — توڑتا ہی شیشۂ مے میکدے کی راہ مین
آبرو میری جو غیرونکی ہوئی وقت گریز — آبپاشی ہوگئی میری شہادت گاہ مین
خلق نے بہتان پر باندھی کمر کب ہی کمر — ہی کہان اوسکا دہن اک بات ہی افواہ مین
حسن جانان ایک عالم پر ہے ممکن نہین — یان کمی بیشی رہا کرتی ہی نور ماہ مین
دلمین رہتا ہی پر آنکھونکو نظر آتا نہین — کیا تفاوت اب رہا اوس بت مین اور اللہ مین
وہ بہشتی رو لگا بھرنے جو پانی ناز سے — دلومین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین
ہون تری تاثیر کا قائل جو ای مضمون شوق — یار کو مکتوب پہنچے نامہ بر ہو راہ مین
ہی وہ مجنون جو نظر آتا ہی زیر آسمان — کون لیلی ہی جنون انگیز اس خرگاہ مین
مثل نرگس ایک ٹیلے پر ہین آنکھین منتظر — کھل گیا ای گل یہ تیری فرقت جانکاہ مین
ہین ملازم بادشاہ حسن کی سرکار کے — ہم فلوس داغ حسرت پاتے ہین تنخواہ مین
بعد مردن اسکو رہتا اوسکو ہی حسرت نصیب — فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ مین

آنکو گلگشت کی اوسنے تو یہ سمجھے تدرو	سیر کو اوترا فلک سے ماہ تابان باغ میں

وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار
مجکو یاد آتا ہے ناسخ کوی جانان باغ مین

بسکہ نشہ ایجا د سے بیہوش ہون مین	خم گردون بھی تھا جیسے کہ مینوش نہین ہو
بھاگتا ہون سی گلرنگ سے مین کوسون دور	فرقت یار مین ستون کا مگر ہوش نہین
حسرت وصل مین دریا کیطرح بہتے ہین اشک	مثل ساحل ہمہ تن روز و شب آغوش نہین
ناز سے خنجر قاتل ہنسین ہوتا عریان	ہوس قتل مین مدت سے کفن پوش نہین ہو
قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سر بھی قلم	تو سبکدوش ہوا کیون نہ سبکدوش نہین ہو
نہین ممکن خم گردون مین ٹھہرنا میرا	مستی عشق سے وہ بادہ سرجوش نہین ہو
ہمہ تن صف سراپا کے صنم مین ہون زبان	ایک وصف دہن تنگ میں خاموش نہین ہو
یار آتا ہی عیادتکو نہ تو آتی ہے	تیری خاطر سے بھی ای تب فراموش نہین

اپنی آواز سے یہ انس ہے مجکو ناسخ
مثل دف بزم حبا مین ہمہ تن گوش نہین

جو بیگناہ ہین اونکا بھی خون حرام نہین	مقام عشق ہے یہ کعبے کا مقام نہین
فگار تیغ زبان ہون بسان زخم دہان	دہان زخم سزاوار التیام نہین

خط رخسار جاناں کے تصور میں جو روتا ہوں
تو ہیں در نجف کی طرح موسم ایک آنسو میں

کہاں وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو سوکھا
برنگ لعل گو بل پڑ گئے ہیں شاخ آہو میں

کسی مسجد میں خم ہوتا نہیں مانند گلدستہ
جھکا ہے سر مرا جب سے تری محراب ابرو میں

ہزاروں پا بزنجیر اوسکے یہ پابندی ہی آہی
تفاوت ہے قد دلجو میں اور سرو لب جو میں

کبھی ہے دھیان عارض کا کبھی یا طرۂ دلکو
کبھی ہیں خار پہلو میں کبھی گلزار پہلو میں

خیال روی جاناں میں جو بارو آٹھہ زانو ہوں
عیاں ہے مہر خورشید تاباں میرے زانو میں

کسی میں زر کسی میں سنگ یہ ہے پھیر قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونوں پلے ہیں ترازو میں

دل بیتاب سے ہے پیچ و تاب ہی جان گیسو پر
کہ تھا سیماب جیسے خرد اعظم مار جادو میں

بدن ہے گورا گورا اور چہرہ ہے بھبوکا سا
لگایا ہے گل لالہ خدا نے شاخ شبو میں

ہوا سے بال اڑ اڑ کر آئے ہیں جو اوسکے چہرے پر
غزال چشم شوخی کر رہے ہیں جلیے گیسو میں

گذرتی ہے نسیم زلف یار اس راہ سے اکثر
ہوگی روزن دیوار سے بو ناف آہو میں

مشبک اسقدر تیری نگہ سے میں سراپا ہوں
کہ ہے سوراخ موتی کی طرح ہر ایک آنسو میں

ہزاروں قتل ہوتے ہیں مگر یہ آبداری ہے
کہ لگتا ہے نہیں ہرگز لہو شمشیر ابرو میں

تصور اب تو کر سوتوں ادا ہم مژگاں کا
ہوے ہیں [illegible] کی طرح سوراخ پہلو میں

وله

کیا عجب نازک تن جانان ...
جان نکلی ہے بدن سے حسرت دیدار مین

کچھ نظر آتی نہ او کافر ... کمر
سالہا او ... رسیمان ... زنار مین

مار ڈالا بات مین ٹھوکر سے زندہ کر دیا
سحر ہے گفتار مین اعجاز ہے رفتار مین

رسم ملک حسن مین ہے گلفروشون کیطرح
داغ سودا بیچتے ہین لالہ رو بازار مین

خط کو ہے دُر نجف کے بالو نسے تشبیہ تام
کچھ نہ فرق آیا فروغ عارض گلزار مین

مردمک انہ ہے بہر مرغ دل تو دام مین
نشہ کے یہ لال ڈورے چشم مست یار مین

جو حسین ہے گھر مین اوسکا بیٹھنا ممکن نہین
ماہ کنعان کو پھرایا حسن نے بازار مین

ہے گمان خط کا جسے تجھیر ہوا اوسکا تمنہ
پڑ گیا ہے عکس لب آئینۂ رخسار مین

برگ گل ہر ایک پر ہے غنچۂ گل ہے قفس
جا ہی نالہ نکہت گل ہے مرے منقار مین

جا رہا ہے کوی جانان مین قریب وسیاہ
زاغ نے باندھا ہے اپنا آشیان گلزار مین

تھا بجا ہی شیر مادر شیر جو ہی کوہکن
پرورش پائی ہے میں نے دامن کہسار مین

میرے اشک گرم کا پیتے ہی قطرہ پڑ گئے
لاکھ تبخالے زبان مرغ آتش خوار مین

آتش رنگ حنا سے رقص مین رکھتی ہے پا
سیکڑون بل پڑ گئے موی میان یار مین

ہے تصور رات دن اک یاسمن رخسار کا
کیون نہ آجاے سفیدی دیدۂ بیدار مین

غسل میت جسکو کہتے ہین وہ ہے غسل شفا
موت ہے بحران کا اس عشق کے آزار مین

دیکھکر چشم تر عشاق کو کہتا ہے وہ
قطرۂ شبنم ہین جام نرگس بیمار مین

ایسے لکھے رنگین مضامین ناسخ نازک خیال
یکقلم اوراق گل ہون دفتر اشعار مین

ولہ

[illegible]

ہم زبانِ شمع سے سنتے ہین ہجر یار مین
بد نما ہی کیچلی جب تک ہی جسم مار مین

چاہیے کھل کھل کے مرنا عشق کے آزار مین
حسن ہی موباف سے وہ چند زلفِ یار مین

ہیے دلمین ہی غم خال و خطِ جانان سے داغ
کور گو آنکھین ہون پر دیدا ہو کم ممکن نہین

مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین
ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین

مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہی چاک چاک
ہی اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا

تار گیسو سے لگین ٹانکے دل افگار مین
بلبلین ہین دام مین آوارہ گل زار مین

گرمی بازار یوسف آگے اوس یوسف کے کیا
منہ دکھاتی ہی لگا دے آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار اونکو رنج دنیا مین نہین
خندہ ہی موجود جب دیکھو لبِ سوفار مین

کب چھٹے ایذا رسانی موذیونکی بعد مرگ
استخوان لگتا ہی ظالم کا ہر اک سوفار مین

راہِ خونریزی مین او قاتل جو رکھا ہی قدم
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین

آفتاب حشر بھی مجکو جگا کر جائے گا
سونے والا ہون کسیکے سایہ دیوار مین

ساقیِ کوثر پلاتا ہی مے خم غدیر
مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

دشت وحشت مین مجھے فکر تن عریان نہین
خار ہون لیکن خیالِ گوشہ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریان نہین
ہی طلسم تازہ خالی برق ہی باران نہین

[illegible]

گل جہان چاوش کرتی تھی صدائے دور باش
غیر شیر و گرگ آج اوس جا کوئی دربان نہین

سبزۂ خط ہے دہان یار نظرون سے عیان
خضر ہے لیکن نشان چشمۂ حیوان نہین

تیر قاتل کو سمجھتا ہون برنگ شاخ گل
گل یہ ہے پیوندی نہین ہے غنچۂ پیکان نہین

چشم تر کو کیون نہو دست حنائی کا خیال
کب سمندر ہے کہ جسمین پنجۂ مرجان نہین

وا ہین اپنی دیدۂ تر انتظار یار مین
کھل رہی ہین یان کنول لیکن مہ تابان نہین

ہجر مین دونون کیون رونیکے یہ ایام مین
سخت بیموقع ہے گر برسات مین باران نہین

بت پرستی کیا بری ہے گر خدا ملتا نہین
کفر مین کامل ہو ناسخ گو تجھے ایمان نہین

ولہ

پونچا سنان پر سکے اوسکے ابھی میر سر کہان
نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان

طول شب فراق کے شکوے سے فائدہ
مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان

ترکیب کو کمال ہے تاثیر زاہدا
پی بادہ ہے دعا کہ قدح مین اثر کہان

جاتا ہے صیدگاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے
اے مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان

آنکھین نہین منتظر ہین محبت یار کے دل
آتا ہے ناوک نگہ یار ادہر کہان

ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منتفع
حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان

حاصل نہین ہے دست تمنا کو غیر یاس
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان

ولہ

دل ہی اوسکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی یہ حال
عشق کا صدمہ زبانون سے بیان ہوتا نہین

کر دیا ہی غیبت مین چشم تصور نے مجھے
حسن تیرا الاکھہ پردون مین نہان ہوتا نہین

خاکسار دن سے ہی ہر جا سر کشونکی سرکشی
وہ زمین ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہین

جو سعادتمند ہین رہتے ہین وہ بی خانمان
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین

ہاتھہ اپنے طوق ہون کس مین کر ہی نشان
کسکا بوسہ لیجے ظاہر دہان ہوتا نہین

جتنے ہین صاحب سخن اونکی طبیعت موم ہی
ہی دلیل اسپر زبان مین استخوان ہوتا نہین

دم ہی جتبک جسم عاشق مین ہی جاکی دلیل
خوب جلجاتی ہی جو شمع پھر دھوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد ای ناسخ نہ کیونکر لادوا
زخمہا سے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

ہو جو تیرا روی رنگین پرتو افگن آب مین
ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین

کھولدین زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
جای ماہی بلبلون کا ہو نشیمن آب مین

تو لب دریا اگر جای اندھیری رات کو
قمقمے سارے حبابون کے ہون روشن آب مین

ہی افتادہ اوسے کیا ضرب دشمن سی گزند
تیر لگنے سے نہین پڑتا ہی روزن آب مین

رات دن روتا ہون کہ خورشید رو کے عشق مین
کیون نہ مثل نیلوفر ہوتا ہو گردن آب مین

لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان مین ہے
دیکھا لعل بدخشان کا ہی معدن آب مین

ہمیشہ کام مین غیر و ہنکے ہین سعادتمند — ہما کو اپنے لیے فکر عز و جاہ نہین

عبث ہی یار کو مجھ دل جلے کے قتل مین سوچ — چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہین

سفیدی کفن مردہ سے ہی داں مہتاب — شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہین

جما ہی بزم صنم مین رقیب سبز قدم — مین کیونکر اوسکو اوکھاڑون وہ کچھ گیاہ نہین

گرا تھا جسمین عزیز و کبھی سر کنعان — ہنوز چشمہ خورشید ہی وہ چاہ نہین

ہجوم فوج عدو سے جہان مین ای ناسخ — سوا سے قلعہ مرقد کہین پناہ نہین

مرد وارستہ کہین قید مکان کرتا نہین — طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہین

روز اک شام و سحر کرتا ہی پیدا ابر خلق — صبح میری شام غم کو آسمان کرتا نہین

رشک ہی جنکا خدا کو بھی یہ وہ ہین ادا — کچھ تو دیکھا ہی جو مین ترک بتان کرتا نہین

ہو گئین دیوانہ ہوا اگر جیب تو جیب ہی رہگیا — اسلیے مین ایکدم ضبط فغان کرتا نہین

ہی ہر اک آفت سے امن مسکن اہل فنا — باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہین

رحم کر عشاق پر گر چاہیے عمر دراز — پیر گردون طفل ظالم کو جوان کرتا نہین

کیا خرابات جہان ہی اپنی توبہ سے خراب — کوئی بھی اب مے فروشی کی دکان کرتا نہین

عیب اپنے آپ کر دیتے ہین ہم بد مست فاش — شیشہ کی جسطرح مے کو نہان کرتا نہین

صدمے لیے ہیں ہم نے ہزارون حساب مین
معروف ہین ہزارون فرشتے حساب مین

تعبیر ہی کہ یار کی پڑ جائیگی نگاہ
بجلی گری ہی رات کو کل مجھپہ خواب مین

تلوار میری حلق پہ حسرت نے پھیر دی
اک جا جو دیکھے عاشق و معشوق خواب مین

شب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین

نسبت ہی کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
خالی ہلال پاسے خدائی رکاب مین

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اکدن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین

سودائی چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل
خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین

بحر فنا مین مجھسے ہی سائل زبان موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

صبح شب وصال کے ہوتے ہی ہم کہان
ہی زہر سا قیا قدح آفتاب مین

کیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ ہوگئی ہر موج آب مین

بحر فنا مین ضد ہی تعین سے یکدگر
پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین

پیا سا رہی ہمارے لہو کا یو ہین رقیب
تلوار کیطرح ہوا گر غرق آب مین

اے کلک فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ
چھانٹا سا جائے شعر کوئی انتخاب مین

وله

عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین
بال آ گیا ہی صاف قدح آفتاب مین

ہم عرش تک پہونچتے ہین کیف شراب مین
اوسکی نگاہ پڑتی ہین چشم پر آب مین
پنہان ہی وہ بہار سے اسکے سحاب مین
روشن ہی داغ گریۂ چشم پر آب مین
کرتا ہی اک جہان بسر شب کو خواب مین
دریا ہوا ہی رشک فلک عکس یار سے
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہی ساقیا
بے وجہ زلف یار اولجھتی ہی بار بار
لیتے ہین رنج مرشد کامل مرید کا
سب بولے برج قوس مین داخل ہی آفتاب
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا
بے یار جام مین مرے آنسو ٹپک پڑے
چھوڑی نہین عذار عرقناک پر یہ زلف
کیون بال خور رکابی خط یار مین گمان
ہی رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب

دشوار قطع راہ نہین آفتاب مین
گویا کہ برق کوند رہی ہی سحاب مین
نسبت ہی کیا شراب کو اور آفتاب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین
خورشید جلوہ گر ہی بروج حباب مین
ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین
کیونکر رہے نہ مو سے کمر پیچ و تاب مین
مہتاب مین ہی داغ کلف آفتاب مین
رکھا جو اونسے پاسے حنائی رکاب مین
ہو جیسے ہلال نمایان سحاب مین
پیتے ہین جتنے پانی ملا کر شراب مین
گویا کہ قند جیسے شکر ملا گلاب مین
ہمسے سنوارنا ہی کہ بگڑا کتاب مین
روشن ہوا آفتاب شب ماہتاب مین

صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہین
چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہین

جانور ہی جسکو عشق کاکل پرخم نہین
جو نہ آجائے فریب یار مین آدم نہین

اپنی صورت پر کیا پیدا اسی اللہ نے
کیون سزاوار پرستش صورت آدم نہین

ہی فروتن اس لیے زاہد کہ ہون سرنگون
قامت محراب کچھ بہر تواضع خم نہین

نکہت گل کہتے جاتے ہین زبان موج سے
قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین

جان پڑجاتی ہی اوسمین جس سے ہوتی ہی دوچار
عکس بھی جانان ترا آئینہ مین بیدم نہین

مرگیا مین سونگھکر اوترا ہوا باف زلف
یہ غلط مین جانتا تھا کیچلی مین سم نہین

زلف سے مانگ کیا غارت دل پر داغ نے
سانپ اور طاؤس سا بھی دشمن آدم نہین

شام کے ہوتے ہی کیون آنے لگا آثار صبح
وصل کی شب اور روز ہجر گر توام نہین

جام کو کیا دیکھکر حیران ہے بیجا شراب
کم ہوئی ہم نفیر اے دل فقط کیا غم نہین

قہر ہی ترک نماز آیا نظر ماہ صیام
میکدے مین آج کیون شیشے کی گردن خم نہین

گر سلیمان وہ پری رو ہی دیار حسن مین
قامت خم گشتہ اپنا بھی کم از خاتم نہین

راست ہو تیرے نہ کیونکر پیش چشم مست آ
جام مین لبریز ہی شیشے کی گردن خم نہین

کیون مقابل ہی یہ روز ہجر کا سیل سفید
ناتوان ہو مین مرض عشق کچھ سے کم نہین

شکل انکی دیکھکر ہوتا ہی استغنا مجھے
... کم از خاتم نہین

خلق کو فرصت زیارت سے یہ کیوں ہم ہیں نہیں
یار کا سو ہی کمر کچھ موی پیچیدہ نہیں

ہے سر عریان مرصع داغ سودا سے تمام
شاہ اقلیم جنون ہوں حاجت افسر نہیں

بلبلیں کیا تو وہ ہے صیاد ای رشک چمن
طائر بوی چمن کے تیرے آگے پر نہیں

عالم سفلی سے ہے تا عالم علوی سیاہ
ہے شب فرقت پلنگ پہ چاند کیا اختر نہیں

ایک ساعت بھی رہا نہیں ہوا اسکو فروغ
آسمان پر کیا ہمارے بخت کا اختر نہیں

ہے سحاب گوہر افشان اوسکے سطح کا دھوان
عود ہی ہے مرہم نہیں یا قوت ہے اخگر نہیں

ہر کسیکا کام رکھتا ہے ادھورا آسمان
گر بہم پہنچا سر شوریدہ تو پتھر نہیں

سبز ای غافل بھلا کیونکر تجھے آوے نظر
تیری آنکھوں سے وہ شبل مردمک باہر نہیں

ہے شب فرقت کرے ہر دم لب بخت سیاہ
آج مجکو احتیاج بالش و بستر نہیں

بیمار ہو جاتی نہ کیوں ہر دم ترا تیر نگاہ
آئینہ ہے دل مرا کچھ سد اسکندر نہیں

دوستی کسکی یہاں ہے ایک دشمن اک کا
ہے بجا اوسکو جو میری دوستی باور نہیں

خم میں ہے جوش شراب اور خشک ہے سر تو ترا
دل میں ہے طوفان اشک اور آنکھ اپنی تر نہیں

عندلیبوں سے گلونکی بے وفائی ہے عبث
کون ہے جسکی بحد پر پھولونکی چادر نہیں

ہو گئی ہے رات میری جان کو دو پہر سیاہ
آج ہم بستر جو ناسخ وہ پری پیکر نہیں

بتون کے پردے مین ہم دیکھتے ہین نور خدا | خدا کے دیکھنے کی آسے کلیم تاب نہین
وفور اشک سے کیون ہی گلے تلک پانی | ہمارا کاسۂ سر کاسۂ حباب نہین
یہ ضبط گریہ مین عالم ہے بیقراری کا | کہ برق کوندھتی ہی بارش سحاب نہین
بشر کے جسم مین ہی جان مایۂ غفلت | سوای دیدۂ تصویر کس کو خواب نہین
دلائی موسم پیری محل جام شراب | بغیر صبح کوئی وقت آفتاب نہین
یہ عشق سے اسکی چھڑکتی ہی ہوشیار ہوا | کسی صنم کا پسینا ہے یہ گلاب نہین

بہت قریب ہے ہم وحشیون کو وحشت سے
ہماری دشت مین ناسخ کہین سراب نہین

جان بلب ہی دل مرا اوس زلف عنبر فام مین | غیر ممکن ہی نہو مومن کو ایذا شام مین
آفتاب اوسپر تو اسپر چہرۂ پرنور ہے | فرق کیا ہی آسمان مین اور اوسکے بام مین
بعد مدت کلفت غم سے ہوا صاف اپنا دل | دیر تک ہم تم نہائے کل جو اک حمام مین
ایک جا ہی چشم جانان مین نگاہ قہر و مہر | تلخ و شیرین شعر دو گویا ہین اک بادام مین
خندۂ صبح شب عشرت سے یہ مفہوم ہے | موت کا پیغام بھی تھا وصل کے پیغام مین
ہمت ساقی سے ایسی وسعت مشرب ملے | مثل جم بحر جہان گویا ہے اپنے جام مین
کیون نہ یون طول شب فرقت ہو قصیر وصل کا | رات دن ہی آسمان مصروف اپنے کام مین

وصل کا مضمون سے ہو اشعار بھی مالیدہ ہو
اوسکے دانتوں کے تصور مین جو دم نکلا ہی
مزرع عمر کو ہر بار درو کرتا ہے
بار ہا بیٹھ کے کعبے مین لنڈھائی ہی شراب
خط وہ لکھتا ہی مجھے لکھنے نہین دیتے رقیب
ساتھ شیشون کے بدن ٹوٹنے لگتا ہی مرا
قابل قرب نہین بے ادبونکی صحبت
طپش دل مجھے دیوار پھندا دیتی ہے

دشت وحشت مین مرے پاؤن پہ آماس نہین
استخوان میری کم از ریزۂ الماس نہین
بادہ نوا سکے سوا کیا ہی اگر داس نہین
محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین
ماجرا یہ بھی کم از قصۂ قرطاس نہین
واعظا مجکو کبھی تو پہ سے راس نہین
دور رہ اوسنے دلا جنکو ترا پاس نہین
در جانان مین جو ہی قفل تو وسواس نہین

رہتے ہین ظل حمایت مین علم کی ناسخ
حامی اپنا کوئی غیر حضرت عباس نہین

دل پہ داغ آویزان ہی اوسکی زلف پیچان مین
جہان کے عشقبازونکا ہی مجمع کوی جانان مین
بھلا دیکھین تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو
نہین داغ جنون کو کچھ بیضرت آدو کریسے
پسینا یار نے پونچھا ہی جب دست حنائی سے

ہوے ہین پھول پامالی کے پیدا بوستان مین
نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین
خزان کے ساتھ ہم آئینگے اپنی گلستان مین
چراغ اپنا ہی مثل برق روشن ابر باران مین
در سلطان زنان آکے ہی اپنا مجکو دست مرجان مین

ولہ

دیوان ناسخ

آج تیرا جو تصرف ہی توکل اور کا ہے
کشور حسن کسیکے لیے جاگیر نہین

کیون مری قبر سے جاتا ہی چرائے آنکھین
ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین

تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے
شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین

قاصدا حال سراپا ہی سراپا مرقوم
اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین مین یوہین اشعار پڑھے جا ناسخ
دل کے بہلانے کی اور اب کوئی تدبیر نہین

سنگ کے نقش حیات اور آہ کے تاثیر نہین
نطق عیسے مین ترے نطق سے تاثیر نہین

کیون بلا ہی مری مین کبھی مرنیکی تدبیر نہین
سرگشتہ

کار حیرت زدگان مین ہی کہان تیر کو دخل
ای سر بجوان یہ پریزادون کی تسخیر نہین

کوئی غفلت بھی حقیقت سی نہین ہے خالی
دست موسی مین ترے ہاتھ سے تنویر نہین

زمی ہوتے ہین دیوانے خدا کو بھی عزیز
ہو چکی صبح بس اب کوچ مین تاخیر نہین

خانۂ دل نکر و یہ ہم ای اصحاب الفیل
شمع تصویر کو کچھ حاجت گلگیر نہین

جانتا ہی تو مرا درد بیان کیا ہی ضرور
کونسا خواب ہی جسکے لیے تعبیر نہین

بس ولا صورت ہستی کو کوئی دم ہی ثبات
کیسے عصیان کرین آہ انکے لیے تعزیر نہین

مثل کعبہ کیسی بندے کی تعمیر نہین

وہین زخم کو کچھ حاجت تقریر نہین

یہ جہان آئینہ ہی کاغذ تصویر نہین

شبہہ ناسخ نہین کچھ میر کی اوستادی مین
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

جیسے کہ بتون سے آشنا ہون
بیگانہ خدائی سے ہوا ہون

کیونکر کہون عارف خدا ہون
آگاہ نہین کہ آپ کیا ہون

جب جسم مین باغ کو گیا ہون
مین آتش گل مین جل بجھا ہون

فرقت مین جو سر ٹپک رہا ہون
مشغول نماز کبریا ہون

منہ زرد ہے تنکے چن رہا ہون
ای وحشت کیا مین کہربا ہون

بیگانہ ہون کیونکہ آشنا سے
بیگانون سے مین بھی آشنا ہون

منہ اونکا نہین ہے شکر ورنہ
ہر بت کہتا کہ مین خدا ہون

امید وصال اب کہان ہے
اوس گل سے برنگ بو جدا ہون

کیون دوست نہ خوش ہون جابجا ہم
سیماب کیطرح مر گیا ہون

خلقت خوش ہو جو مین ہوا پامال
گلزار جہان مین کیا حنا ہون

ہنس دیگا دم مین شغل گل آپ
غنچے کی طرح گو خفا ہون

آتش قدمی سے جلتے ہین خار
اے قیس مین وہ برہنہ پا ہون

کرتے ہین گریز مجھسے منحوس
ان شبہہ مین سائیہ ہما ہون

ولہ

آگیا تھا رات کیا وہ ماہِ کامل خواب میں
چاندنی کا ہے اثر زخمِ دلِ بیتاب میں

ہے خیالِ سبزۂ عارض دلِ بیتاب میں
رہتی ہے اکسیر کی بوٹی یہاں سیماب میں

اسقدر روتے ہیں آغازِ شبِ فرقت میں ہم
شام کو خورشید ڈوبا اشک کے گرداب میں

چاندنی میں ہنسنے کی بے یار جو سیرِ چمن
داغِ خون گویا لگے تھے چادرِ مہتاب میں

ساقی و مطرب ہوں کم سن اور ہو کنجِ چمن
چاہیے اسباب اتنا عالمِ اسباب میں

ہے تعجب آسمانِ تفرقہ انداز سے
ایک جا ہیں عاشق و معشوق کیونکر خواب میں

شام سے تا صبح ہر شب دیتی ہو رنجِ فراق
کیا رہا اب آدمی میں فرق اور تصویرِ خواب میں

ضعفِ پیری میں کہاں طاقت کہ سجدے کیجئے
سجدے کرتا ہوں قدِ خم گشتہ کی محراب میں

شاخِ مرجان ہو نہیں عکسِ دستِ رنگین نہیں
پرتوِ رخ سے ہو روشن کنول تالاب میں

پیرہن میں [illegible] پر عرق آیا نہیں
خوشۂ پروین عیان ہے خرمنِ مہتاب میں

بزم میں ہیں کچھ نہیں معلوم ہوتا کو ہم
بارِ سنگین جیسے ہو جاتا ہے ہلکا آب میں

گو کہ مضمون اچھے لیے ہیں یاران شہر
ہے روان میرا سفینہ میتونکی آب میں

ملا اب اتنی ہے اگر ست سا لکھنا تھا تو
ملگیا دریا میں جو کچھ ملگیا سیلاب میں

کیوں نہ اتنی تا صبح ہو نہیں اعجاز مسیحائی کا
آفتاب اوسنے دکھایا ہے شبِ مہتاب میں

چشم تر میں ہے تصورِ رخِ جانان کا مدام
پھنس گیا ہے عکس خورشید کا گرداب میں

ہوگیا ہوں میں تو زار اعدا عداوت سے ذکی
نور ہیں اشعار میرے دیدۂ احباب میں

ولہ

کرتا ہے انتظار یار میں ہر سرو باغ
ہاتھ دو دراسے ٹینگے اکدن میری بیعت کو

جاتے ہیں ہر وقت زاہد جانب ظرف وضو
پاتی ہے ہر اک سے میری خاطر نازک شکست

آئے جو میرے بجھانے کو وہ جل کر خاک ہو
عمر گذری منتظر اک پانوں سے استادہ ہون

بعد میں پیر مغان کے مسند سجادہ ہون
کیون نہ مین مائل بھلا سوی سبو بادہ ہون

دمبدم مینا شیشہ بالا سے سنگ افتادہ ہون
سوز غم سے تودۂ باروت آتش دادہ ہون

حشر مین ناسخ یہی اپنا کہون گا سلسلہ
مین اسیر حلقۂ گیسوی سید زادہ ہون

ولہ

کشتی مئی آج سرعت مین ہوا سے کم نہین
لیتے ہین ہر ہر قدم پر دامنہا ے آبلی

ایک ہین دریا کی لہرین دور کیا نزدیک کیا
کیا اوڑ آتا ہون تیرے بادیا کے ساتھ ساتھ

زیست بھر ڈھونڈھا کہین ملتا نہین تیرا سراغ
سایہ تیرا چھوڑ دیگا راہ مین رہجا ئیگا

دور دین ہی جو ترے دلمین ابھی ہوتا ہے دو
نوح اگر ساقی نہین تو نا خدا سے کم نہین

ای جنون گردش ہماری آسیا سے کم نہین
جو یہان نا آشنا ہے آشنا سے کم نہین

آج خاک آب و آتش بھی ہوا سے کم نہین
بت بھی پر پوشیدہ رہنے مین خدا سے کم نہین

ای مسافر جسم تیرا نقش پا سے کم نہین
بادۂ گلرنگ ای زاہد دوا سے کم نہین

ولہ

چھول پت پھلوڑی ہو جا ے کم نہین

باغ بامین آپ کی شرین سخن سے کم نہین
چین پیشانی بھی زلفون کی شکن سے کم نہین
کیسی گرمی ہو بزم سے ہوسے نہین
پیرہن میں بھی آپ کو جز و بدن سے کم نہین

ذبح کرتے ہیں گلا کاٹے فراق یار مین
زخمہ زن مطرب سمجھے شمشیر زن سے کم نہین

جو ہوا دنیا مین پیدا فی الحقیقت مر گیا
آدمی کو جامۂ ہستی کفن سے کم نہین

اس چمن مین ہی ہر رنگ گل لقا ہے آفتاب
بے ثباتی مین ستارے یاسمن سے کم نہین

جنبش مژگان نہین گویا ہی جنبش مین زبان
ہر اشارہ تیری آنکھون کا سخن سے کم نہین

نامور تو ہی ہو جاتے ہین اکثر بے نشان
مہرکن کہتے ہین جنکو گورکن سے کم نہین

جی لڑا دیتا ہے کیسی ہو زمین سنگلاخ
خامۂ تیشہ ہے تو ناسخ کوہکن سے کم نہین

ولہ

صنم کوچہ ترا ہے اور مین ہون
یہ زندان دغا ہے اور مین ہون

یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون

ادھر آنے مین ہے کس سے تجھے شرم
فقط اک غم ترا ہے اور مین ہون

کرے جو ہر قدم پر ایک نالہ
زمانے مین درا ہے اور مین ہون

تری دیوار سے آتی ہے آواز
کہ اک بال ہما ہے اور مین ہون

نہو کچھ آرزو مجھکو خدایا
یہی ہر دم دعا ہے اور مین ہون

کیا دربان نے سنگ آستانہ
در دولت سرا ہے اور مین ہون

[illegible]

مین خاک ہوا مرکر وہ فاسئے کو آیا	اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین
دیوانی سی جنگل مین پھرتی ہی تری لیلا	جذب دل عاشق کی تاثیر اسی کو کہتے ہین
پی جبکہ شراب اوسنے کندن سا بدن اوسکا	سونا اسے کہتے ہین اکسیر اسے کہتے ہین
شکل اوسکی تصور نے کھینچی ورق دل پہ	نقاش اسے کہتے ہین تصویر اسے کہتے ہین
بے جرم کیا بسمل لاکھون ہی جوانون کو	سفاک اسے کہتے ہین بے پیر اسے کہتے ہین
محفل سے اوٹھانیکا جب قصد کیا اوسنے	دل بستہ مین غش لایا تزویر اسے کہتے ہین
سو قتل کیے خون ہی ابرو مین مژگان مین	شمشیر اسے کہتے ہین یا تیر اسے کہتے ہین
جتنا وہ گریزان ہی دیوے دل نالان ہی	صیاد اسے کہتے ہین نخچیر اسے کہتے ہین
انجام کو کچھ سوچو کیا قصہ بنا ہو	آباد کرو دل کو تعمیر اسے کہتے ہین

ہین پیش نظر اپنے ہر وقت تصور مین
پریونکی لبا ہی ناسخ تسخیر اسے کہتے ہین

ولہ

دلمین پوشیدہ تب عشق تپان رکھتے ہین	آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین
نیسواری تری دیکھین تو ہو گرد دنبال	ہاتھہ مین صبر کے ہم باگ عنان رکھتے ہین
بزم جانان مین کبھی بات نہ نکلی منہ سے	رکھتے ہین شمع کے مانند زبان رکھتے ہین

ولہ

[illegible]

[illegible]

آپ سے سر سبز ہین سارے بناتا تا گر
سبز کیا آپ کو جب ملی نہنگ آب مین

ناسخ مجبور اگر جا کے منانے لگے
آئینہ نظر ست حباب چشم پلنگ آب مین

ولہ

غم شبیر مین رو رو کے کرون تر دامن
جاؤن تا حشر کے میدان مین نہ تر دامن

طفل خام سے پھیلے جو کسی کے آگے
یارب ایسا تو مجھے ہو نہ میسر دامن

شسل گردون مجھی گردش ہی ہیگی ترا
زر سے زنہار نہ اے طالب رہبر دامن

زندگی بھر تو صفائی رہی کیا ڈر ہوا
ہے مری خاک سے قاتل کا مکدر دامن

آستین ن ہے یہان کوئی چراغ جان پہ
کھا گیا وان روش نار سے ٹھوکر دامن

یہی کہتی ہوئی جاتی ہے چلی عمر روان
میرے دامن سے نہ باندھی کبھی صرصر دامن

صبح محشر یہی کہتا مین اوٹھونگا ناسخ
دے مرے ہاتھ مین یا سبط پیمبر دامن

ولہ

ہے دلا کسکو دوام اس گردش افلاک مین
خاک کے پتلے ہزارون مل گئے ہین خاک مین

زاہدا ہے فرق جتنا جود و امساک مین
جان اتنا ہے تفاوت ہے مین اور تریاک مین

زلف مشکین مجکو رہ رہ کر دلاجاتی ہی یاد
لالی ہی ہوائے نکہت گل کیون مرا دم ناک مین

سنتہ تلک آتی ہین ایسے شعلہای داغ دل
شمع روشن کا ہوا عالم مری سوراک مین

عین دریا مین سکندر کی ہی تلی جسطرح
مردمک یون ہی ہمارے دیدۂ نمناک مین

کہتے ہین جسکو سنہرا رنگ جو ہنگام غسل
تار زر بنتے ہین ڈورے کیسۂ ورا لاک مین

کیون اوٹھا لائے ہین ہمدم مجکو باغ بعد قتل
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

ولہ

روح کو آرام دم بھر باغ رضوان مین نہین
خاک اپنی بعد مردن کوی جانان مین نہین

کیا ہوا ثابت جو کپڑے جسم جانان مین نہین
چاک کچھ معیوب یوسف کے گریبان مین نہین

خوش قدونکی خاک یا اوٹھتی ہی ہر دم سرو
گرد باد ای اہل غفلت اس بیابان تیز نہین

آج نقاشی کی چھت لگواتہین باغ کوئی
کل بجز خاشاک لیکن سقف ایوان مین نہین

دیکھنا کل آپسے کوئی نہ رکھے گا قدم
آج جانیکی اجازت جس گلستان مین نہین

تیرے رخسار عرق آلود سے نسبت کیا
ایک قطرہ چشمۂ مہر درخشان مین نہین

دوست دشمن سبکی سب مین رفتنی شکل نسیم
گل تو کیا کانٹا بھی الکے اس گلستان مین نہین

سبزۂ خط ہوگیا سر سبز ایسا کس طرح
بوند پانیکی تری چاہ زنخدان مین نہین

ولہ

ہم سر ارا اپنا لقا نام ذرا ظلمت سے دور
سر سے پا تک تل بھی تیرے جسم تابان میں نہین

غول کی آنکھیں ہین چراغ اور آشیان قندیل ہے
ایک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین

کیا مرے تلوے مین کانٹا ہی کسی نے دیکھتا
غیر کا نقش قدم تو کوے جانان مین نہین

خضر سے کہو ابھی چھوڑو نگا تری خنجر تلے
آب آہن کی حلاوت آب حیوان مین نہین

کسقدر گھونگٹ مین تابان ہے وہ رخ آتشین
روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین

خانۂ دل ہے مشبک آہ بے تاثیر سے
آج تک روزن کوئی دیوار جانان مین نہین

کیون نہ ہے حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر
آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان مین نہین

دیکھتی جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اوسے
کیا کرین یوسف ترے چاہ زنخدان مین نہین

دم دبا جاتے ہین جنکے سامنے شیر ژیان
غیر روباہ و شغال اب اوسکے ایوان مین نہین

کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن
یہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین

آمد موسیٰ و ہارون کی توی ہی یہ دلیل
کونسا فرعون ہے جو فکر سامان مین نہین

جو ترا جی چاہتا ہی بس وہی کرتا ہے تو
وہ پری ہے تو کہ فرمان سلیمان مین نہین

ہی نہان صبح شب غم کیا ہوئی تاثیر چشم
سورۂ والشمس شاید اپنے قرآن مین نہین

پر ہین آنکھیں گو سمندر کی طرح پر ضبط سے
ایک قطرہ بھی ہمارے ابر مژگان مین نہین

یار کے دست حنائی سے ہے چالاکی کہان
دیکھ لو کوئی بھی مچھلی دست جان مین نہین

اثبتر ہی کچھ نہین کا ہمیدہ اوسکے قامت پر — وہ دم مین سرو کو بھی برگ کاہ کرتے ہین
سیاہ کار جو ہم مست ہین تو کیون ساقی — سفید ریش کو زاہد سیاہ کرتے ہین
فراق مین مرے اشعار ایسے ہین پر درد — کہ سامعین عوض واہ آہ کرتے ہین
ہم ایسے ہین عاشقِ خط بیشتر از زین عاشق رخ تھے — جو گل نہین ہی تو سیر گیاہ کرتے ہین
ولا نچین ہو دراز اگر ہی دعوی عشق — کہ محکمے مین طلب وگواہ کرتے ہین
بھلا تکبر و غیبت سے زاہد حاصل — یہ رند کیا ہی مزے کے گناہ کرتے ہین
ترے جمال کو دیکھین زمین پر آکر — افلاک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتے ہین
بنا ہون کیا گل دیوار قہقہے سے مین — جو مجکو دیکھکے بت قاہ قاہ کرتے ہین
وہ بدگمان سمجھتا ہی چاند کا مشتاق — جو شب کو ہم سوگر دون نگاہ کرتی ہین
مزاج مین یہ حیا ہی کہ پھیر لیتے ہین منہ — جو وہ نظارۂ مردم گیاہ کرتے ہین
پھڑک رہے ہین ہزارون ہی مرغ دل ہر سو — وہ کب نشانۂ تیر نگاہ کرتے ہین
نماز مین بھی ہی دھیان اوسکے سبزۂ خط کا — گیاہ سبز کو ہم سجدہ گاہ کرتے ہین

جو نا امید ہین اہل ورع ہین ای ناسخ
اسیدوار شفاعت گناہ کرتے ہین

ولہ

نہیں ہوتے ہیں فراموش صنم — خاک ہم یاد خدا کرتے ہیں

گو نہیں پوچھتے ہرگز وہ مزاج — ہم تو سے کہتے ہیں دعا کرتے ہیں

موسم گل میں بشر ہیں معذور — گل تلک چاک قبا کرتے ہیں

شاد ہیں باغ فنا میں وہ گل — اپنی ہستی پہ ہنسا کرتے ہیں

چمن دہر میں محبوبوں سے — کیا ہی عشاق وفا کرتے ہیں

ہوں کہ ہیں آنکھیں نگاہیں ہیں ادھر — کب ترے تیر خطا کرتے ہیں

گر خزاں آتی ہے پھولوں کے ساتھ — یہ عبث دل سے اوڑا کرتے ہیں

آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ
کشور دل کو کٹا کرتے ہیں

رفعت کبھی کسیکی گوارا یہاں نہیں — جس سرزمین کے ہم ہیں وہاں آسمان نہیں

دور وزرا ایک وضع پہ تنگ جہاں نہیں — وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزاں نہیں

عبرت کی جا ہے لاکھوں ہی طفل و جوان نہیں — پیری میں بھی خیال اجل کا یہاں نہیں

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب — یاں اعتماد دوستی جسم و جان نہیں

ہر گل ہے اس چمن سے گریزاں برنگ بو — سرو چمن ہے کون جو سرو روان نہیں

صبح شب وصال ہے دم توڑتا ہوں میں — نالاں ہیں سب کے غم میں موذن اذان نہیں

اوجی بھی پوچھے رتبۂ اعلیٰ کو ایک دن / سیدی جو عشق ہندی کی طرح چال ہو
رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین / ہاتھ آنے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو
مونہی کو بعد مرگ بھی آرام ہو محال / کس طرح نہ تیغ کے گنبد کی ڈھال ہو
دو دو نہ سیری آنکھون مین کیونکر ہون تیلیان / آنکھون پہ ہر جو تیرا تصور مین خیال ہو
کیا نیند آئے ہو جو یہی رات بھر خیال / گل تکیے کی عوض کوئی مخمل سا گال ہو
گر محتسب کو خون ہمارا کیا حلال / یا رب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

تا حشر ہو فراق ہوا گر فراق مین
ناسخ کہین وصال مین تیرا وصال ہو

صبح کے ہوتے ہی ہرگز نہین جینا مجکو / وصل جانان مین ہمیشہ ہو غم فردا مجکو
اے پری تو نے جو پہنی ہو سنہری انگیا / آج آئی ہو نظر سونے کی چڑیا مجکو
موتیون کا نہین گچھا یہ ترے بالون مین / آیا بالی مین نظر عقد ثریا مجکو
طفل اشک آنکھون مین دھوم مچاتے ہین تیرے گریبان / جیسے وہ طفل گیا چھوڑ کے تنہا مجکو
کبھی پتھر بھی لگانے نہین آتے اطفال / کیا ہو طفل کی فرقت مین جو سودا مجکو
منہ سے چرخ دہی رکھتے ہین گردش مین / پیچ جو جا کا دیکھنے تماشا مجکو
پائی جانان مین یہ پر نور کہ جب پاؤن نے چھوٹے / ہاتھ آیا یہ مین موتی یہ پسینا مجکو

ولہ

بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجکو
ملک الموت ہوئی صورت دیبا مجکو

ناتوانی نے دکیا سوزن سے عیسیٰ مجکو

یا دہی ہی سایۂ دیوار کسیکا ناسخ
دیو کا سایہ ہوا سایۂ طوبی مجکو

ولہ

ہجر مین آنکھین لایئن جوش خونناب کو — کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی محل ہمیشہ ہو دل گردش لیل و نہار — دیکھ پہولے کو دون کو اور شب سرخاب کو

کون ہین جو بہر زر انسان کو کرتی ہین قتل — ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

موجزن ہو شدہ موسی کیطرح دریائے خون — گر مری آنکھین نہ ضبط اک دم کرین خوناب کو

ہی یہ وحشت مجھے شبہا جدائی مین آہ — شعر مین بہی بکین دشوار سی باندھا خواب کو

وصل مین بہی جستجوی یار یان غفلت سے ہی — عین دریا مین ہی گردش جسطرح گرداب کو

ہو گیا عشق لب لعل ارین جبکو جنون — مفسد خون کر دیا ہی بخت نے عناب کو

حاجی مسجد مجکو سنگ آستان یار ہے — سجدے کرتا ہون وہی دانہ کی محراب کو

عقل اپنی عشق غارتگر کو کیا ہو سدراہ — روک سکتا ہی بہلا دربان کوئی سیلاب کو

اسقدر ہی اہل دنیا مین دنائت کا رواج — بس ہو تو مثل صدف باندھین گرہ مین آب کو

گر ترقی چاہتا ہی کر کسیکی پرورش — خاک سے فرق شجر پر جا ملے ہی آب کو

زاہدان خشک شب بیداری تو کیا کمال — بیشتر کر دیتی ہی زائل یبوست خواب کو

آب شیرین مین بجھایا تیشۂ فرہاد کو
ہے وہ دل آہون سے خالی جان لو ویرانہ ہے
کام رہتا ہے دھوون سے خانۂ آباد کو
بلبلو سنتا نہین کوئی مری فریاد کو

ولہ

[illegible]

ولہ

سرکشی اور ہوا اب کسکی گوارا مجھکو — راست خوش آئی ہے جب بدن مینا مجھکو

ہاتھ پر رکھکے دیا مجھکو شراب پرنور — آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو

عشق ابروسکے جنون نے جو چلا شہر سے مین — دم شمشیر ہوئی جادۂ صحرا مجھکو

نکہت گل کیطرح باغ جہان مین ہون محیط — تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھکو

نظر آیا نہین تسپر یہ ہی لایق شکر — ہے شکایت دہن بت کی ہی بیجا مجھکو

نسخے مین دانۂ انجیر طبیبو لکہدو — ہوگیا خال تہ زلف کا سودا مجھکو

گل سے چھپتی نہین بو راز چھپیگا کیونکر — گر نہ دے جاک گریبان کہین سودا مجھکو

رو رو کے اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس — نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو

آج مہمان ہوون اک مہ تابان کے گھر مین — عشق مین بارے ملا ابن مسیحا مجھکو

وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہے کہ کل آونگا — اور اک دم نہین جینے کا بھروسا مجھکو

کھینچے جلاد اجل خط مری گردن پہ یہ — یاد آیا ہے اب اوس طفل کا گنڈا مجھکو

روی جانان کا نہین رنگ سنہرا بیدل — نظر آتا ہے یہ قرآن طلا مجھکو

بستر غم پہ یہ ہے ضعف کہ رہتا ہے خیال — پیس ڈالے نہ کہین صورت دریا مجھکو

تو بھی اشکون کی روانی کا نہو مجھے ملال — سہر تقریر بلین کہ لب دریا مجھکو

[illegible]

کیون نہ یون اپنا سراپا صرف شانہ نہین کرے
مثل قد ہی عشق زلف یار بھی شمشاد کو

مشق تصویر اوسکو ہی مشق تصور ہے مجھے
اپنی صنعت مین دکھا سکتا نہین بہزاد کو

دیدۂ ظاہر سے ہی اے غافلو پنہان تو کیا
دیدۂ عبرت سے دیکھو گلشن شداد کو

خالی کی کرتی اور اڑگیا مرغ دلکو ہے بہت
حاجت دام قفس کب ہے مرے صیاد کو

مین بھی نالون سے لگا لیتا ہون لب اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین ناسخ مری فریاد کو

ولہ

فراق و وصال کا کیا گر فراق یار نہو
نہین ہے نشے کی کچھ قدر اگر خمار نہو

نہ روئے تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اوسکا
کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہو

جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی
کسیکو یار کا اتنا بھی انتظار نہو

نہ فرق ہے سیب و عناب ہے لب شیرین
نہین ہے سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہو

وہ ہون مین سرو نفرت کہ در کنار ہے یار
پئے فشار کبھی گور ہمکنار نہو

نہ آئے کنج لحد مین بھی مجکو خواب عدم
اگر سرھانے کوئی خشت کوی یار نہو

برنگ حسن بتان ہے دل شگفتہ مرا
جو اس چمن مین خزان ہو تو پھر بہار نہو

لگی کیسی زمانے سے رسم سر گرمی
عجب نہین ہے جو پتھر مین بھی شرار نہو

ولہ

چھوٹے ہے رسم صیاد بھی جو ورس گل کا مزاج
جس پری کی نظر آتی ہے مجھے زلف دراز

غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو
شبہہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو

ناتوان ہو کے جہان مین ہون ایسا ناسخ
کہ مرے پانون سے چیونٹی کو بھی آزار نہو

ولہ

نہ جنون مین بھی کہا سخت لیے عریان مجکو
طوق ہو جیب یا دشت لیے دامان مجکو

دیدۂ شیر سے نرگس ہے زیادہ پر ہول
ہجر مین دشت بلا ہے چمنستان مجکو

گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت سے ڈرے گی لیکن
یاد آئے گا ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنے کے جہان سے پھرے گی جنگلی
اے جنون تونے دکھایا یہ بیابان مجکو

ہائی اسکا کل پیچان کی محبت کی عوض
کاٹتا کاش کوئی افعی پیچان مجکو

اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کردیا یار کی تصویر نے حیران مجکو

گو رہین آنکھین کبیرن کی روشن جو ہوئین
آگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو

دولت وصل کی خواہش مین اتھا عاشق
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو

تھا اون آنکھون کو سمجھا تھا مین آہو لیکن
پنجۂ شیر ہے سیخ مژگان مجکو

۸۷

فلک نے بینائی عاشق کی حسن مست کو
پھر موسی برق نے سرمہ بنایا طور کو

رنج میں تخفیف کرتی ہے مری طبع رواں
ہیں جو دانشمند جاری رکھتے ہیں ناسور کو

ہوں میں وہ زخمی تری تیغ نگاہ مست کا
ہے ابھی ٹپکے جو توڑوں زخم کے انگور کو

بعد مردن بھی ہے تیرا خوف مجکو اسقدر
آنکھ اوٹھا کر میں نے جنت میں نہ دیکھا حور کو

ہے وہ کافر جو نہیں مرتا حسینوں پر ولا
مرتے دم میں ہم مسلمان دیکھتے ہیں حور کو

اپنے عاشق کے بڑے لسّورتے ہیں حسین
دور موسی سے رہا شعلہ جلایا طور کو

اوسکو تلووں تک رسائی تا بہ پیشانی اسے
اے صنم کیا ہی خدا پر فوق ہے سیندور کو

جان دی اوسپر تیرے قدسیہی عشق میں
حق تو یہ ہے دار سے کیا کام تھا منصور کو

بت پرستی میں ہے ناسخ حق پرستی کا خیال
دیکھتے ہیں ہر صنم میں ہم خدا کے نور کو

ولہ

نہیں ممکن ہے باکیشیدوں چین میں ہر اک آہن کو
تری تلوار سے الفت ہے قاتل میری گردن کو

ملی ہے حسن سے وحشت کروں کیا طوق آہن کو
وہ اپنی کاکل پیچاں سے باندھے میری گردن کو

جنوں اسکو ہے تجھپر ہوگی اب زنجیر کی خواہش
سجا ہے سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو

جو منت کش ہیں پھر غیر منعم دیتے ہیں
جھکاتی کیوں پیش جام شیشہ اپنی گردن کو

ولہ

جہان میں جتنے عمدہ ہیں سپاہی ونیز غالب ہیں | طلا اور نقرہ پر ہے فوق جیسے تیغ آہن کو
حسینوں کو تلاش رزق کی نت ہے غربت میں | لیے پھرتے ہیں مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
دو فوری بادہ خواری تک یہاں مینا و مستی ہے | درست ہوتی ہے سیلاب سے کاشانہ تن کو
ابلک آئی جو بانو پر کوئی آفت اپنی جان کی | کیا سو با سو گند ویسے ترے سوکی جوشن کو
نہ کیوں بندہ فقیروں کو جلائے ای جو ہر دم | جہنم میں خدا بھی ڈالتا ہے اپنے دشمن کو
کسی صورت سے نا جنسوں میں الفت نہیں ممکن | عداوت ہے بہم تیغ و سپر آب و روغن کو
گریبان سحر میں جیسے ہے رنگ شفق لازم | نہ چھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو
مصائب نظم کرتا ہوں تب تا رکاب ہجر آن کی | بنایا شمع بزم فکر میں نے طبع روشن کو

ولہ

رسائی ہے متاع حسن تک کب دزد دشمن کو | نہیں ہوتی کبھی بجلی کی دہشت کے خرمن کو
تصدق کرلیے دیکھا جو اپنے روی روشن کو | چراغ آفتاب اوسنے بنایا ظرف روغن کو
وہ سمی ملکے ہونٹوں پر اگر جاتا ہے گلشن کو | بنا دیتا ہے دود آہ سوزاں شاخ سوسن کو
یہاں کیا ہے جو پھیلائے ہے تو ای برق دامن کو | اگر چاہے اوٹھا لیجا چیونٹی سے خرمن کو
عجب کیا ہے جو انسان صورت دیوار حیران ہو | تجلی اوسکے رخ کی بند کرے چشم روزن کو
اگر طول امل ہو قطع ہے ترک لباس آسان | کہ رشتے کی لٹ ہو ربط ہے کیڑوں سے سوزن کو

اسلیے جھوٹا بھی وعدہ وصل کا کرتا نہین
تا نہ تسکین ہو کبھی میرے دل مایوس کو

عشق کامل اسکو کہتے ہین کہ قاتل سر مرا
تن سے ٹوٹتے ہی جدا دوڑا ترے پابوس کو

فرقت زندان تن ہے روح کو جسطرح شاق
یون ہی شاق ہے وبال اوس زلف کے محبوس کو

کیون جدا اوس مصحف رخ سے دل پر داغ ہے
کہتے ہین اکثر مصاحف مین پر طاؤس کو

دل اگر فارغ نہین ناسازہے سازنشاط
عید کے دن رنج ہوتا ہے فزون محبوس کو

وہ نہین میراجنون ناسخ جو ہو دیا ن پذیر
نبض اگر دیکھی مری سودا ہو جالینوس کو

رسا روح حقیقت پر کرون اب عشقبازیکو
سمجھا ہی نہ دنیا نے سمجھا ہو نہین عشق مجازیکو

بہت جانے لگا ہے اب جو بازیگاہ طفلان مین
دلا تو جانتا ہے کھیل شاید عشقبازی کو

ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر حسن خونریز
سکندر ڈھونڈھتا ہے اب کال آئینہ سازیکو

بیان کیا ہو سکے عمر روان کی تیز چالاکی
کہ اس توسن سے لگتا ہے نہ ترکی کو نہ تازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
الٰہی تیغ تو نے دیا اس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا ہے زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکے دست کوتہ کی درازیکو

کہان تھا اے بتو ہمکو دماغ نازبرداری
خدا کرتا ہے شرمندہ ہماری بے نیازی کو

ثمر پختہ جو ہوا ہے خام طمع باغ عالم مین
نہ کیونکر خاکساری ہے وہ بد بہ سرفرازیکو

سبزۂ خط کے مضامین ہمین باندھی ہین تمام
ہے سجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

تیز ہر دم کرتی ہے تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہے سان اس تلوار کو

شانہ ترغیب ستم دیتا ہے زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتی ہے تیغ ان کو

یون نزاکت سے گران ہے سرمہ چشم یار کو
جسطرح نورات بھاری ہے ہر دم بیمار کو

خاکساران جہان کا ہے ادب ایسا مجھے
پانون رکھتا ہون سجا کر سایۂ دیوار کو

دل مین ایمن ہو نہ خونخوار و جو دشمن ہو ضعیف
مورچا دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو

پڑ گئی زنجیر میری بیڑیون کی یاد مین
کھینچے مقناطیس سنگ آستان یار کو

درد ہو اہل نظر کا کیا دکھین جو ہمین حسین
پوچھتا ہے کون گل کے نرگس بیمار کو

غنچہ بھرنے لگا ربط مین جو آگ آتشین
سیکڑے مین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو

بال زلفون کے دیئے کھول اسنے جو ٹوٹے ہوئے
سانپ کی بانبی مین سمجھا رخنۂ دیوار کو

پھر خزان مین نوچتے ہین داغ سودا کے انکھڑ
تیز رکھین شاخ گل سے بلبلین منقار کو

رتبۂ اعلی مین ظالم ترک کر دیتے ہین ظلم
پانون سے کاہش نہین خار سر دیوار کو

ہے یہ ناساز طبیعت ہجر مین بہار نشاط
نبض بیجان جانتا ہون ساز کے ہر تار کو

مجھسے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
چاہئے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو

وله

چاہیے نقد دلِ عشاق زلفِ یار کو
ہی بجا گر ہو خزانے سے محبت مار کو

عطر ملنا یون ہی مشاطہ زلف یار کو
مشک نافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو

خط نے کیا سیدھا بنایا کاکلِ خمدار کو
کر دیا بیکار موزِ ناتوان نے مار کو

کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو
جسطرح ہوتی ہی تیزی سنگ سے تلوار کو

ہی بدونکو عیش اور اچھونکو ہی دنیا مین رنج
ٹوٹتا ہی گل کو گلچین چھوڑتا ہی خار کو

مین ہون نرگس تو ہی گل باغ جہانمین اے صنم
تکتکی باندھے نہ کیون دیکھون ترے رخسار کو

قتل دشمن کے لیے بھی چاہیے نرمی ضرور
ٹوٹ جاتے بیشتر دیکھا کڑی تلوار کو

پانون ہین راہِ طلب مین سعی بھی مجکو عزیز
آبلون پر کیون نہ باندھون پھاڑ کر دستار کو

خود بخود افتادگانِ خاک کا ہوتا ہی اوج
نردبان درکار ہی کیا سایۂ دیوار کو

ایک تمغا ہی جوانمردی ہی ناسخ ترک حرص
عمر بھر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو

تشنگی مین گر دہانِ ہی سکندر خشک ہو
آئینے سے چشمۂ حیوان فرو تر خشک ہو

تر جو دیکھے تیرے ہونٹون کو شرابِ لعل سے
کیون نہ پھر لعلِ بدخشان مثلِ اخگر خشک ہو

دلشکستہ گلشنِ عالم مین ہون اے رشکِ گل
صورتِ شاخِ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

ولہ

مہر تابان جانتا ہی ہر سحر آئینہ کو
دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینہ کو

یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینہ کو
زشت و خوب جیسے نا دم دیکھا آئینہ کو

عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم
شانہ کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینہ کو

یون مرے آئینہ دل کو نہ تو دی دی سنگ
دوست رکھتے ہین جیسے نقشہ گر آئینہ کو

عکس انگلن اب کبھی تجھ سے بھی تا ہو نہین
وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینہ کو

دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ نہ پاہین صفا
زنگ ہین آلودہ پایا بیشتر آئینہ کو

سہنے سہتے ہین وہ جوہر کی اپنے جسم پر
ہوتے تیر نگہ کا خوف سپر آئینہ کو

گر صفائی دل تجھے منظور ہی کر صبر دم
دم سے ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینہ کو

پڑ گیا اگر عکس اوسکے شعلۂ رخسار کا
جا ہی جوہر ہاتھ آئینگے شرر آئینہ کو

دیکھتا ہو مین فقط آئینۂ رخسار یار
ڈھونڈھتا ہی اک جہان بار دگر آئینہ کو

وہ پری مجنون ہوا ہی اپنی صورت دیکھکر
سنگ طفلان سے بنایا ہی مگر آئینہ کو

پھر گیا ہی اوسکو اب دیدار جانان کا مزا
خانۂ زندان کیون ہو جائے گھر آئینہ کو

توڑ کر زنجیر جوہر کی طلب سے راہ ہے
جھلکے تیرے حسن کی پہنچی خبر آئینہ کو

چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر
بھولنا اندھا نہین آتا نظر آئینہ کو

ولہ

ولہ

غضب ہے سرو باندھا اوس نے کہ قد گلگونکو
یہ کس شاعر نے ناموزون کیا مصرع موزونکو

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کی
لکھا ہر مصحف رخ پر خدا نے بیت موزون کو

نہ کوئی مال دنیا کا اوٹھا لیجائیگا سر پر
زمانے مین نصیب ایسی طرح کیا ایک قلمدون کو

یقین ہوا کہ جہانکو مشک اس کاغذ مین چھپا ہے
کرون تحریر مین جسپر تری زلفونکی مضمون کو

کسیکے گوشہ دل پر تصرف سخت مشکل ہے
یہ ممکن ہے مسخر کوئی کرلے ربع مسکون کو

ہوا دل مشرق خورشید معنی اس خم مے سے
کیا ہے ہمنے حاصل باب اشراق فلاطون کو

سجا ہے شیشہ واژون ساغر لبریز ہوتا ہے
ہمیشہ کیا ہی ولٹی سوجھتی ہے بخت واژونکو

جو آہو گیر ہین وہ شرم سے آنکھین چراتے ہین
کیا ہے مین نے جو موزون تری آنکھون کے مضمونکو

ہوی ہے مین شاعر فلک پست کیون طالع مین حیران ہون
کہ ہے باغ جہان مین بلندی سرو موزونکو

معلق ساتھ ہے ہمراہ چلجائیگی وحشت سے
کیا ہے گرم میری گرمی رفتار نے ہامون کو

جو شیرین بیستون پر جائیگی تو جوش مین آکر
کریگا گرد خون کوہکن خسرو کے گلگون کو

یقین ہوتا ہے عالم کو گلوی شیشہ مے کا
لگاتا ہے گلوی اوسے جب وہ لعل میگون کو

ہوا ہے تو کبھی ای ماہرو پر تو فگن شاید
کہ عکس آفتاب آئی نظر ون داغ دل ہے جیحون کو

کیا سوراخ دار ایجان تیری نوک مژگان نے
بزنگ دانہ ہر جان ہے ہر قطرہ خون کو

٩٦

سیاہی بھی نہیں تشریف کیا تاثیر ہو قابل — لکھا میں نے جو تیرے عارض گلگوں کے مضمون کو
کوئی بیدرد گل ایسا نہوگا باغ عالم میں — سمجھتا ہے گل لالہ وہ میرے چشم پر خون کو
زمین شعر کو جو تھا فلک سا میں نے بنایا ہے — لکھا ہے آفتاب ہی جا بجا جو مضمون کو
ابھی بحر ہزج کو پھر کوئی بحر رمل سمجھے — کروں گا موزوں میں اپنی خاکساری کے مضمون کو
جو اوس خورشید رو کے عشق میں ہاتھ آوے ناسخ — تو ذروں کی طرح دم میں اوڑا دوں گنج قارون کو

درازی یاد دلواتی ہے زلف اوس کی پریشان کو — عزیز اسواسطے رکھتا ہوں میں شبہای ہجران کو
گیا میں عالم وحشت میں جب سیر بیابان کو — لٹا ڈالا شیر قالین کی طرح شیر نیستان کو
نہ دیکھا ساتھ گلشن میں جو اوس سرو خراماں کو — کیا سرو چراغان آہ نے سرو گلستان کو
کسی دن آکے دیکھے شانہ عاج اوسکی زلفوں میں — کبھی دیکھا نہو جسنے ید بیضا میں ثعبان کو
یقین ہے شوق کامل سے اگر ریگ رواں ہوکر — رواں ہو خاک میری بعد مردن کوچۂ جاناں کو
جو دعوی خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے — خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنوں نے جبکہ دی ویرانی ترغیب عریانی — گریبان مجھکو بخشا دیا دامن بیابان کو
سنا تھا سانپ کٹتے ہیں نظر سے ابر کے اکثر — میں دیا ابرسان برسوں دیکھا پیچ کے نیچا نکو
ہم ای جراح برسوں کے ہیں دو دن تو ہنسنے دے — نہ سی بہر خدا ظالم دہان زخم خندان کو

دل

قطع کرتا نہ تو اتفی میں عصہ سے راہ کو — گر اوٹھا سکتا نہ کم بار میں کاہ کو
پست کیا ہی میں ہوں رکھے پا میں ہو ہمت بلند — جانتا تھا نہ دبان عشق یوسف چاہ کو

خیمہ ہونے مین ہین مصروف جو انکو عینیا
جانتے ہین تنگ شاید چرخ کی خرگاہ کو

ہین شہانے مین جو مکار اونسے ہے مجکو گریز
جانتا ہون شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض می فروش
مستی می ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے آہ
راہ رو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈہتی ہے بھی نہین پاتی خدا کی گھر کی راہ
چاہتا ہون اندہون سے بت گمراہ کو

حلقۂ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گریز
تیر مین سمجھا الٰہی اوسکے قامت کوتاہ کو

گر غرض نا چیز سے نکلے اوسے رکھیے عزیز
پیار سے آغوش مین لیتا ہی شعلہ کاہ کو

کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل اے صنم
اپنے بندون سے نہین غفلت کبھی اللہ کو

مثل سطر آجاتی ہی زیر قدم لطف دیا
کہیے کلک اے طفل تیرے قامت کوتاہ کو

ہو نہین ایسا ستم کے قابل گنبد کیطرح
آہ کرتا ہی فلک بھی سنکے میری آہ کو

آدمی کو مبتلا ہی حرص کردیتی ہے عقل
جانتے ہین مملکت اطفال بازیگاہ کو

عشق جب پیدا ہوا کی عقل نے دل سے گریز
ایک جا دیکھا ہی کسنے شیر اور روباہ کو

ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

اوس شعلہ رو سے عشق ہے چشم پر آب کو
بجلی سے رابطہ ہو نہ کیونکر سحاب کو

٩٥

[illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

دی آگ اوسنے پرتو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مست کیا آفتاب کو

مدجاتا ہی جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہی شپپرہ نے کہاں آفتاب کو

بھولوں وصال یار میں کیا اضطراب کو
دریا میں ہی قرار کہاں موج آب کو

ابروجدھر کو ہلگئے بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہی وہ کمان میں تیر شہاب کو

کیا بال کر دیے ہین غم ہجر نے سفید
باندھیں شب وصال ہم اپنے شباب کو

حاجت نہیں ہی نازکی مستی میں اب ادا
کیا مست بنایا ہی خدا نے شراب کو

گلشن میں گر وہ ساقی مسکش کرے نگاہ
بو ہی شراب آئے جو سونگھیں گلاب کو

اوس چشم مست کے ہوں تصور میں بادہ کش
کیونکر کروں گزک نہ ہرن کے کباب کو

جام شراب پیتے ہی چمکا ہی حسن یار
نور آفتاب سے ہی ملاما ہتاب کو

ساحل کیواسطے تری ابرو کے عکس سے
تلوار کی ملی ہی پرستش موج آب کو

اس دل کے ہاتھوں جینے سے گذرا نہ ایک دن
پیری میں یاد کیا کروں عہد شباب کو

محشر کے روز دامن تر کام آئیگا
رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو

مٹتا ہی دم میں صفحہ عالم سے نام بھی
کھدوا رہے ہو قبر میں تم کیا خطاب کو

بھرتے ہی جام ہو گئی صبح شب وصال
گردوں نے آفتاب بنایا شراب کو

[illegible]

ہی ترے روی طلائی پہ پسینا شبنم — حسن کی صنعت دکھا اک دن مرصع ساز کو
کیا ہنر منکر ہوے دو چار اگر نقاش طبع — سب نے دیکھا رجعت خورشید کے اعجاز کو
میری غزلونکی چمن بندی جو دیکھے اک نظر — پھر نہ خوش آئے گلستان بلبل شیراز کو
بلبلین کیا ہین جو وہ صیاد آئے باغ مین — بھول جائین طائر رنگ چمن پرواز کو
پھیر لایا جذب دل اوس شعلہ رو کو راہ سے — دیکھیں منکر رجعت خورشید کے اعجاز کو
عالم سودا ہین ہی ہمکو غنا شور جنون — جانتے ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو

جسنے ای ناسخ بساط ابر پر رکھا قدم
عرش کہتے ہین اوسکے فرش پا انداز کو

کیا مری آغوش سے وحشت ہی حسن پیر کو — اسقدر وحشت نہین ہاتھ کی کمان سے تیر کو
کر پسینے سے طلائی نقرئی زنجیر کو — کالبد تیر اپنا یا گوندھ کر اکسیر کو
غش کیا موسے نے جب دیکھا تری تنویر کو — آ گئی لکنت زبان مین سنتے ہی تقریر کو
کھیلنے مین لگ گئی مٹی جو اوسکے جسم پر — کر دیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو
ہون وہ گریان اشک کے بینگے مرقع کو جہان — کھینچا بی چشم ادمانی مری تصویر کو
اس تماشے کیا دیوانہ مجکو ای پری — ڈالدے میرے گلے مین لٹ کی زنجیر کو
ضبط مین کرتا نہین آتی ہی غیرت دوستو — کیا بھلا منہ سے نکالون آہ بی تاثیر کو

ولہ

یہ شب جو خوب آج متوالی لگائی چاہیے / محتسب آیا تو ہے دُرّہ لیے تعزیر کو
راتدن آہ و حشیو ہر بار رہا کرتا ہے عمل / خانۂ آباد کیجیے خانۂ زنجیر کو
نقش شیرین سنگ سے مثل شرر پیدا ابھی / پتھروں میں ہم لگا دیں گر تری تصویر کو
سنکے جو غمگین دیکھتے ہیں اوسکے ہوتے ہیں شریک / نالے ہم کرتے ہیں سنکر نالۂ زنجیر کو
حکمتِ حق ہے طبائع کی کجی اور راستی / گر کمان پیدا نہو کس طرح پھینکے تیر کو
حلقہ ہای زلفِ جانان سے جو کی ہے ہمسری / شمع روشن چاہیے ہر خانۂ زنجیر کو
آتی ہے آوازِ زنجیرِ درِ دلدار کی / گر ہلاتا ہوں میں اپنے پاؤں کی زنجیر کو
جسقدر دولت ہے صحبت سے ہے اوتنا اجتناب / مردمی انسان سے ہے وحشت صاحبِ اکسیر کو
ہیں جو عالی منزلت اونکو نہیں تن سے کام / کسنے دیکھا ہے منقش کعبے کی تعمیر کو
آسمان پر اندنون رہنے لگا تیرا دماغ / چاہیے رنگِ شفق ظالم تری تصویر کو
بند ہوگئے مضمون صفائی عارضِ جانان کے آج / اب سیاہی کیا سفیدی چاہیے تحریر کو
شام سے تا صبح فرقت میں نہیں مجکو قرار / میں گواہ اک طفل رکھتا ہوں جوان و پیر کو
کچھ کمانداری میں ہے قاتل کی تونے خطا / لاغر ایسا ہوں نہیں ملتا نشانہ تیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مانی بال لب ارکا / موقلم کیا چاہیے قاتل تری تصویر کو
ناوکِ مژگان سے برگشتہ سری کی تھی ہمسری / کیون نہ سنکر تیر گر سیدھا بنا میں تیر کو

تپے ارنڈ کے چھوین مست نگار کو — کیونکر لگے نہ آتش حسرت چنار کو

اوس شمع رو کو کیا ہی مرے مرنیکی خوشی — ہنستا ہی دیکھتا ہون چراغ مزار کو

تنکا سمجھکے دور کرے بزم یار سے — فراش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو

کرتا ہی قتل پیاسون کو زیبا ہی گر کہین — شمشیر آبدار ترے آبدار کو

نشتر لگائے رشک رگ ابر ترمین آج — دکھلادون جی مین ہے قرۂ اشکبار کو

لے لگئی ہی پنبۂ مینا سے می ہوا — نسبت ہی کیا بخار سے ابر بہار کو

کاوش دلون سے اوسکو ہی تلوو ہے لے سے ہوا ہے — تشبیہ دون مین تری مژگان سے خار کو

پینا ہی جام می مجھے اب خون محتسب — شیشے کو توڑے وہ تو مین توڑون خمار کو

دوڑی ہی جلو مین ہو کی پیادہ برنگ گرد — دیکھے گل سوار جو اوس نے سوار کو

موجود انتقام کو ہی سنگ محتسب — ترسانہ ہی فروش کسی بادہ خوار کو

گذرے ہزار سال نہین ہی نشان صبح — کیا طول ہو گیا ہے شب انتظار کو

شمشاد سرو مین یہ خوش آوازیان کہان — طوطی کہون مین قامت موزون یار کو

کیا جذب عشق ہی کہ ہوا جسطرف کی مو — سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو

دل کیا ہین میری آہ کی تاثیر کی صنو — پتھر مین کردے قطرۂ خون ہر شرار کو

فرقت مین ایسے دیکھ چکے بیشمار دن — کیا لائین ہم شمار مین روز شمار کو

ولہ

ردیف یا

یا الٰہی وہ صنم محو خود آرائی ہے — جب تلک خورشید ہے دیکھن میں آئینہ

ہین جو قانع خانہ ویرانی مین بیابان نشین — ہی ہر اک روزن جسے بیت الحزن مین آئینہ

جیسے آتا ہی نظر سبکا بدن آئینے مین — صاف آتا ہی نظر اوسکے بدن مین آئینہ

باعث حسرت اگر پوچھے ترا اعجاز حسن — صورت طوطی ابھی ہے تیرے سخن مین آئینہ

وصل مین بیتاب ہوکر دل نکل آیا مرا — ہوگیا وارد عجب دولہا دولہن مین آئینہ

سکے سرخی لعل جانان کی تو رنگت اڑگئی — ہر عقیق سرخ ہی ملک یمن مین آئینہ

عکس ہے اپنا ہی ہر شی در ہو کر رنگ کش — چاہیے ہر بت ہر شیم ہر چمن مین آئینہ

کردیا ہی عکس اقدس نے سکندر سے زیاد — جب گیا ہی خلوت شاہ زمن مین آئینہ

قتل عالم کو کریگا حسن اپنا دیکھکر — ہی بجا ہی تیغ دست تیغ زن مین آئینہ

اسقدر دیکھی نہین ہی صفائی حسن کی — ہی بدن کے بدلے اوسکے پیرہن مین آئینہ

روی صاف اپنا دکھا دیتا مرا یوسف اگر — ڈوب مرتا شرم سے چاہ ذقن مین آئینہ

کردیا حیران یہ تیری رقص نے ای رشک گل — ہوگیا طاؤس کا ہر ہر چمن مین آئینہ

اسقدر ہی تیرگی اکدم مین ہو جائے توا — کوئی گر لائے مرے بیت الحزن مین آئینہ

چشمہ آب ادا ہی چشمہ خورشید حسن — ہو تپے کی جا ترے چاہ ذقن مین آئینہ

جو صفائی سینے سیم اندام مین ہے سو کہان — کیون عبث قلعی چڑھاتا ہی بدن مین آئینہ

دیوان [illegible] ۱۰۰

ولہ

کیا عجب سودا ہی زلف یار کی تاثیر سے ۔ سنبلستان ہو جو پیدا دانۂ زنجیر سے
ہستی عاشق ہی تیرے حسن کی تاثیر سے ۔ ذرے پیدا ہوتے ہین خورشید کی تنویر سے
بخت بد فی مورد نفرت کیا ایسا مجھے ۔ ہو گیا چین بر جبین کاغذ مری تصویر سے
پاہی قاصد پھر تے پھرتے گھس گئے مثل قدم ۔ خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن روے یار ۔ قدر صفحے کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے
سارے عالم کو ہی کیا بے اختیارانہ رجوع ۔ خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے
عاریت جو شی ہی صاحب اوس سے بر آتی نہین ۔ پرتو مین پر کب اوڑا جاتا ہی از خود تیر سے
خط جو نکلا ہی ترے منہ پر پڑی ہی میری آہ ۔ سبزہ مزرع ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو نہ صرصر سے بلند ۔ کاغذ بادی بنا ہین گر مری تصویر سے
آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہی ۔ ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے
خط نکل آیا وہان باقی یہان مضمون شوق ۔ دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے
ہو نہ ہم گر تری زلفون مین غل کرتی ہین دل ۔ کس طرح نالے نہ نکلین اپنی زنجیر سے
اپنی صورت دیکھ کر وہ آپ دیوانہ ہوا ۔ آئینہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سے
فندقون سے گوری گوری انگلیان مثل شمع ۔ ہے بجا تمثیل ناخن گیر کو گلگیر سے

ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی
لکھنو میں آئیگی روح غنی کشمیر سے

پر پری وہ دیے اس سو چمن سدا زمانہ سے — دہان یار میں ہیں دانت زلفوں میں شانہ ہے
بکھر جاتی ہیں لاکھوں روزن جھوٹے جہاں سے تیرے ہیں — جہان میں رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے
نہ ہو تشبیہ تیغ ابروے خونخوار جانان کو — کہ ماہ نو تو اک ٹوٹا ہوا افنا پرانا ہے
چراغ و شمع کیا لا جام و مینا ہی گلگون — مری تربت پہ ساقی ابر رحمت شامیانہ ہے
ہوا سائل جو آکر جان بے اب ادھر دینا اوسکو — مگر بند وقت پاس اہل دولت خزانہ ہے
ہوا ہوں زرد رنج ہجر سے میں ناتوان ایسا — کہ شاخ زعفران میں مرغ جان کا آشیانہ ہے
کہیں ہے فوق بلبل شاخ گل پر وجانا کو — کہ اسمیں طائر رنگ حنا کا آشیانہ ہے
مہیا بزم ہی میں ساقیا اسباب عشرت ہیں — کہ دور جام رقص و قلقل مینا ترانہ ہے
کوئی دل گر نہ ہو دو دن تکدر تو غنیمت ہے — ہوا کو ایکدن آخر غبار اپنا اوڑانا ہے
حقارت سی نظر کرتی ہو کیا چاک گریبان پر — نہ سمجھو مفلسی ہم عشقبازونکا یہ بانا ہے
بجھا دے توڑ کر شیشون کو ساقی ہیر ہستی کے — شب فرقت ہی مجھکو تشنگی سے تلملانا ہے
فلک کی تاک بندی ہے یہ گلچیں ہی زمین کے — بہار گلشن ایجاد کو ایک روز جانا ہے
جہان تار نفس ٹوٹا گیا میدان ہستی سے — دہان توسن عمر روان کا یہ دہانا ہے

[illegible]

اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں زمانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم غبار کیا بنانا ہے

غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانہ ہے

غذا ہے آتشیں پا دکش کا اک بہانہ ہے
کہ منڈلو اوسکو اپنے سبزۂ خط کا جلانا ہے

لب گلرنگ پر مسی لگانیکا بہانہ ہے
اوسی برگ گل و لالہ کو نافرمان بنانا ہے

نکلتا ہے جو ہر گل زر بکف گلزار عالم میں
خدا جانے زمین میں دفن کیسا خزانہ ہے

نشے آئی جوش بد مستی بہت گستاخی
خجالت یار سے ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے

اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
بدن میں دم جو آیا ہے سفر اسکو بھی جانا ہے

رکھا ہے ہاتھ شفقت کا کب اوس نے سینے پر
اوسے اب آتش تنگ حنا سے دل جلانا ہے

کمی ہوتی نہیں نقد سخن کی ان کبھی ناسخ
ازل سے اپنے قابو میں معانی کا خزانہ ہے

یہ آدمی ہے کہ برسوں جہاں رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

یہ پھیک رہا ہے مرا جسم آتش غم سے
کہ طوق بھی مری گردن میں لال رہتا ہے

کبھی نہ آئینہ دیکھا ہے خود آرائی
یہ بے مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہے

ہوا ہوں خال رخ یار دیکھکر حیران
سیاہ آگ میں کیونکر زکال رہتا ہے

ہے فیض خاک نشینوں سے سربلندوں کو
کہ سبز پانی ہی سے ہر نہال رہتا ہے

[illegible]

ٹھوکر اک پاے حنائی سے لگایا چاہیے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے

باغ میں اوس گل کو لیجا کر ہنسانا چھوڑ کر
کھیلوں میں عندلیبوں کو اوڑایا چاہیے

اشک گون چشم میگون سے گرا کر شیشہ میں
بادۂ مجھ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے

چہرۂ جاناں ہے مصحف اور میں بیمار ہوں
وار کر اوس پر سے اب پانی پلایا چاہیے

دلکو خواہش ہے کہ طفلان حسین گھیرے رہیں
آپ کو ان روز دن دیوانہ بنایا چاہیے

میرے نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصہ کہتا ہے یہی
شکل فوارہ جہان میں سر اوٹھایا چاہیے

داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتوں کو کس توقع پر خدا بنایا چاہیے

یار کی ٹیڑھی نگہ بھی آفت سے خالی نہیں
ہو اگر تلوار حمیل اوسکو دبایا چاہیے

طالب زینت نہیں رنگینی بے ساختہ
پنجۂ مرجان کو کیا منہدی لگایا چاہیے

محفل عشرت میں ناسخ یاد آیا ہی نہیں
شمع سان ہنسنے میں یارونکو رولایا چاہیے

کون سا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے
بزم میں باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے

دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے

یاد میں کانٹے چبھے ہیں پیرہن چاک ہے
باغ میں جو گل ہے تیرے عشق میں دیوانہ ہے

ہوش بدمستی مین رہتا ہی عبادت کا مجھے
سینے کے بل گر نا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

خندۂ دندان نما خوش آ گیا کس محبوب کا
یاد اے قاتل تری تلوار کا دندانہ ہے

نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر مین
اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے

مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی ملا
یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے

جان دیکر پاؤن گا اندر مین جنت کے گلی
جان کا خواہان ہو دربان ہر جانانہ ہے

سیج اوٹھا کر جاگتا ہی پھر کھلا دیتا ہی شوق
شمع ہی تو اے ستمگر دل مرا پروانہ ہے

رات دن ہی جو تصور گیسوئے شبرنگ کا
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے

آتش داغ جدائی سے کے جو مضمون ہی کا
شمع ہی مکتوب ہر نامہ پر پروانہ ہے

بید مجنون میری تربت پر ہوا پیدا جو تخم
استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے

جوش مستی مین پڑھون پیر مغان کے سامنے
اس زمین مین مجکو یاد اور اک غزل مستانہ ہے

ولہ

اون لبونکی یاد مین داغ دل دیوانہ ہی
آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ ہے

پھر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہے
ہر روش مین جلوۂ باد صبا مستانہ ہے

ہر گل مین عیان اک لغزش مستانہ ہی
گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہے

[illegible]

لالہ و گل کا جوش ہی بلبلون کا خروش ہے	فصل وداع ہوش ہی موسم ناو نوش ہے
مر گئے تیرے غم مین ہم کچھ بھی ہو نہ تجکو غم	ہی یہ وہ غم کہ ای صنم کعبہ سیاہ پوش ہے
صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم سحر	نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہے
عشق گل غذا ہے بس ہی خار خار ہے	فصل بہار یار ہے اپنی جنون کا جوش ہے
سنج ترا ہے ناگوار سر ہے تن سے جدا او تا	کیسلیے ای ستم شعار تیغ وبال دوش ہے
ذکر نزاکت تبان ہی جو چمن کے درمیان	موج نسیم ہی زبان گل سو برنگ گوش ہے
رنگ ہی اوسکے جسم پر گل سے کہین زیادہ تر	آئے برہنہ گر نظر سب کہین سنج پوش ہے
دیکھتے ہین جدھر کو ہم مثل نظر ہی وہ صنم	کہتے ہین جسکو سب حرم خانہ بت فروش ہے
شکل نظر نہین پڑی آیا نہین پیام بھی	برسون ہو کہ ایک سی حالت چشم و گوش ہے

ناسخ قول ہی بجا حضرت میر درد کا
حسن بلا ہی چشم ہی نغمہ وبال گوش ہے

آتش عشق وہ ہی جس مین سمندر جلجای	اک شرر جائے جو پتھر مین تو پتھر جلجاے
پر پروانہ ہی کیا شمع رخ جانان پر	گر فرشتہ بھی اگر آئے تو شہپر جل جاے
تن بدن پھونک دیا ہی تپ فرقت نے مرا	کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجاے
شمع سان شرح تپ غم سے ہی سوزان مکتوب	کیون نہ پروانے کے مانند کبوتر جلجاے

دیکھ کر گال و لب دلدار کا از در جل جاے
تیز مضمون جس پہ ہو ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب گر مرے اشعار کا دفتر جلجاے

ولہ

تیشہ لا فرہاد یہان سر ہی بدن پر بار ہے
جان شیرین بھی مری اک تن بدن پر بار ہے

[illegible]

ولہ

بوی زلفِ عنبر افشان لیکی جب نسیم
کیا عجب زنجیر سان تنگ کے چلانے لگے

مشک کا رکھنا غزالان چمن پر بار ہے
دل ہمارا اوسکی زلفِ پر شکن پر بار ہے

وہ گئے دن جو اوٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے

سامنے آنکھوں کے اب ان سے اٹھ سکتا ہی
لڑکھڑاتے ہین قدم مستانہ تیری چال ہی
گھر مین بیٹھے یار کو جو جاہی پاؤن سنجیر
رو رہا ہون جیسے اک موئے کمر کی یاد مین
یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سے نجات
اوڑ نہین سکتی تری انگیا کی چڑیا اسلیے
باندھتا ہون اضطرابِ دل کے مضمون راتدن
نرگس آنکھین شاخ نرگس سرمۂ دنبالہ دار
اسفلون سے دولتِ دنیا کو الفت ہے کمال
ہمکو عاشورہ محرم کا ہے ہر روز فراق
سانپ کالا ہے اگر وہ گیسوی عنبر فشان

اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہے
تاک انگورای بہت نازک جو سر پر شال ہے
جب تلک خانے مین آئینہ ہی بے تمثال ہے
صورتِ دُرِّ نجف ہر اشک مین اک بال ہے
برق غمگین ہو جو کشتِ آرزو پامال ہے
جالی کی کرتی کا اوسپر اوپر پڑا جال ہے
بان مین شعر مین بھی اندنون بھونچال ہے
گرد ریحان سبزۂ خط تخم ریحان خال مین
دیکھو تا زیر زمین ہمراہ قارون مال ہے
وہ گلے لگ جاے جسدن غرۂ شوال ہے
سانپ کے نیچے کا بچھو زیر گیسو خال ہے

ولہ

بار ہا چھینا ہے مجکو دست عزرائیل سے
ہجر میں آئے یہان تو بیٹھ الون موت کو

حبان دونگا مین سپہ بنکر تا سگ کوی بتان
ہی قوی دشمن تو غالب ہوئیے تدبیر سے

دشت کو لیلی کا ناقہ کھینچ لیجاسے گا
مردم دانا پہ دشمن کا نہین چلتا ہے زور

ناتوان ایسا تری فرقت مین لاغر ہین
جب لٹے ہین با ہم زبانین وصل مین لا صنم

کسقدر نام خدا اوس جان جہان مین زور ہے
اسقدر باقی ابھی مجھہ نیمجان مین زور ہے

اب تلک تنا سیری بشست استخوان مین زور ہے
پیلبان مین کب ہی جو پیل دمان مین زور ہے

جذب مجنون سا بھلا کب ساربان مین زور ہے
پیل کے آگے فقط یہ پیلبان مین زور ہے

جسقدر صاحبقران وا متحان مین زور ہے
ناتوان ہی تو مگر تیری زبان مین زور ہے

وہ ہمین ہین عشق سے لڑتی ہین جو خم ٹھونک کر
ورنہ ناسخ اسقدر کس پہلوان مین زور ہے

ولہ

خیال یار مین دل شادمان ہے
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے

تصور سیمتن کا دل مین ہے گنج
تکلم ہی فقط ہے اوس صنم کا

کرون نالے ہوئی آخر شب وصل
نہین ہے غم جو نظرون سے نہان ہے

تماشا ہے تہ آتش دہوان ہے
خیال یار کا کل پاسبان ہے

خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے

کرون کیا احتیاط جسم خاکے	غبار تو بین عمر روان ہے
تصور مین ہے اک انگیا کی چڑیا	یہ دل کنجشک کا اب آشیان ہے
کیا ہے اگ سے مچھلی کو پیدا	یہ اعجاز کف رنگین عیان ہے
ز بس وارون ہے اپنا کوکب بخت	زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

بحمد للہ مرا ممدوح ناسخ
جگر بند امام انس و جان ہے

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہے	ہوا اوسکا نقش پا ہے پنجۂ خورشید محشر ہے
نہ جاوے نامہ بر اوسکی گلی مین جانیکا ڈر ہے	کہ بال شوق سی نامہ ہمارا خود کبوتر ہے
قیامت کیون نہو حسد م جو ہٹھا آستین قاتل	صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہے
دہن ہے چشمۂ آب بقا خط ہے خضر اوسکا	بھرا جو دل مرا حیرت دم یہ گویا سکندر ہے
کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رویا ہون	مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہے
نکل جائیگا تکتے تکتے اوسکی راہ دم اکدن	غنیمت ہے جو میسر ہمکو یکجا قبلہ و در ہے
رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادیٔ غم مین	خداوندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہے
بلای عشق سے بھاگون کہان کیونکر گور کیجائے	برای طفل نورسیدہ پناہ آغوش مادر ہے
اڑا جاتا ہون اوسکی جستجو مین بی اختیار ہے	دھوان ہو نہین سیہ بخت او جذب یا صرصر ہے

۱۰۵

[illegible]

ہر خدا شاہد ہے یہ اپنی اے ناسخ مراد
کربلا مین روضۂ شاہ شہیدان دیکھیے

جلوہ گاہ اوسکا ازل سے یہ دل بیتاب ہے
جسکے آگے آفتاب اک کرمک شبتاب ہے

صحن گلشن پر گمان مسلخ قصاب ہے
ہی فراق یار مین مجکو چھری کی آب ہے

کیا ہوا گر ایکدم آتی نہین آنکھون کو نیند
سیرے طالع کو عوض اسکے ہمیشہ خواب ہے

کر تواضع تا رہین سب تیرے آگے سرنگون
مورد سجدہ قد خم گشتۂ محراب ہے

فکر ہے تعمیر کی جوان دنون ہمکو مگر
اس خرابی کیطرف پھر آمد سیلاب ہے

تا بکے اسکی کشاکش کی ہے انداز دیکھیے
ہر نفس خنجر ہے لیکن خنجر بے آب ہے

داغ ہو سر پہ گلے مین طوق بیڑی پاؤن مین
کچھ تو ہو سباب آخر عالم اسباب ہے

بوٹی بوٹی ناز سے جسکی پھڑکتی ہے مدام
اوسکے غم سے سینے مین ہر لخت دل بیتاب ہے

ہونگی بند آنکھین تو سمجھوگے کہ بیداری یہ ہے
دیکھتے ہو کھولکر آنکھین جو تم یہ خواب ہے

رنج دیتے ہین فراق یار مین اسباب عیش
چاندنی جو ہے مرے ویرانے کو سیلاب ہے

کس بت سیمین بدن کا آج ہے دل مین خیال
سلک اشک آنکھون مین مثل سبحۂ سیماب ہے

ایکدم ہے یان ترقی اور تنزل ایکدم
کو رہے ہین اہل جہان دور آسمان دولاب ہے

ہے برنگ گل جو ہر اک زخم اپنا خندہ زن
اشک بلبل ہے تری تلوار مین کیا آب ہے

یہ انقلاب کیا تو نے چرخ مینائی
کہ تھے جو ساغر مے کاسے میں فقیروں کے

جواب خط میں نہ پرزہ کبھی لکھا اوس نے
ادھر اوسے پڑے اور اٹھے مرے سفیروں کے

نظر کب اونکی رگ گل پہ پڑتی ہے اے گل
جو شیفتہ ہیں ترے ہاتھ کی لکیروں کے

مجھے تو کہتے ہیں پروانہ اور آپکو شمع
مزاج گرم ہیں کس درجہ ان شریروں کے

اگر حسین ہو فقیر اوسکے بندی ہیں ناسخ
نہ ہم ہیں شاہوں کے مشتاق وزیروں کے

111

گو کہ پروانہ ہے یا میرا دل مشتاق ہے
شمع ہے فانوس میں یا پاکی میں مشتاق ہے

زلف کے مضمون سراسر ہیں مرے دیوان میں
تار سنبل رشتۂ شیرازۂ اوراق ہے

وادی وحشت میں ہیں اپنے ہی جوش و خروش
طاقت جنبش کہاں اوسمیں کہ مجنون قاق ہے

ایک جا ہے عشق میں عاشق کی مرگ و زندگی
زلف مشکین ناگ ہے خال سیہ تریاق ہیں

گل سے غنچے میں نہاں بو سے معطر ہے دماغ
پردۂ دل میں ہے لیکن شہرۂ آفاق ہے

اک سی آئین نظر مسجد کی محراب میں ہزار
اے صنم لیکن تری محراب ابرو طاق ہے

کہتے ہیں سب ہے جنون جو ایسی جھکی ہے لگی
یان خیال یار میں ذرات استغراق ہے

سجدے کرتے ہیں ہزاروں عابد و زاہد ہم
تیرے ابرو سے جو مسجد کا مشابہ طاق ہے

دور ہوں لیکن مفصل ہے عیان حال یار
یہ تصور کشف ہے اعجاز ہے اشراق ہے

تیر مجھ کشتے کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا
دو دست ہوتی ہے پیدا خاکساری کی دوا
آتش نمرود گلشن بن گئی تھی جس طرح
ڈھونڈتا ہی جس طرح طاؤس تجھ سے سانپ کے

بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہے
زخم کو جا دیکھا سبزہ مرہم زنگار ہے
یوں مجھے آتشکدہ ہے یا رہ گلزار ہے
یوں دل پر داغ سیر اگر زلف یار ہے

ہے خدا کی یاد کا حیلہ نئی اخفائے راز
ای صنم ناسخ تری فرقت میں شب بیدار ہے

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبہ موسائی
جب ترا خشمہ دیوار نظر آتا تھا
تھا مجھے بال ہما ہر پرکاہ دیوار
آشنا تھا نہ کبھی پائے نگہ کانٹوں سے
جن دنوں گلشن رخسار ترا تھا بے خار
تھا تری نرگس میگوں سے زمانہ بدمست
چہرہ آتشکدہ ابرو تھی سو محراب حرم
صلح نامہ جو لکھا تیری خط مشکیں سے

شکل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی
آتش طور سی گرمی تری بازار کی تھی
صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی
چھانوں جس دم مرے سر پر تری دیوار کی تھی
راتدن دید مجھے گلشن بیخار کی تھی
کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی
سدہ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی
گردن آ لگی تری خم کا فر و دیندار کی تھی
تری جنگ جو کچھ سیر اور اغیار کی تھی

وله

آتے آتے کیون شب الٹے پانون بھاگے دور سے
صبح ڈرتی ہی بہت میری شب دیجور سے

طالب دیدار جسکا ہو دلا وہ سمجھے ہین ہم
جلوۂ برق تجلی تھا شرار طور سے

شامت کے اعمال بد کرتی ہین ایمان القلام
جا ہی آتش جوش پانی کا ہوا تنور سے

منعم ... کو اہل حاجت ... لین
مانگتا ہی کب کوئی جا کر عسل زنبور سے

دیدۂ دیدار ... حشر پر رکھا تو ہی
طالع خفتہ بھی ہون بیدار لیکن جور سے

باعث الفت ... گریزاں ہی ... گرن
نرگس بیمار کو میرے دل رنجور سے

ہوگیا ... سودا ... تجلی دیکھکر
کھدو لڑکون سے بھرتا ہون ... سنگ طور سے

بعد مردن بھی ہوا ... قاتل کا مجھے
بات کر سکتا نہین جنت مین اگر حور سے

کیون نہین آتی ... سحر
کیا دلکو مر گئے میری شب دیجور سے

جسم نازک کا ... پانی ہی سا کمن ... خدا
اپنے سینے کو یہ سمجھا یا ہی گھر مزدور سے

غور سے ... کی سرخی کچھ نظر آتی نہین
رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سے

باش ... کوئی کسیکا درد ... ممکن نہین
بار غم دنیا مین اوٹھواتے نہین مزدور سے

مثل ... ہر ... رنگ حنا
کم نہین اوسکی ہتیلی ساغر بلور سے

خون ہی ہم میکشون کا اوسکے سر پر ...
جا ہی ہی سرکہ بناتی ہین جو لوگ انگور سے

[illegible]

دل میں بتوں کی سوز محبت سے گھر کیا
گویا ہے دخل سنگ میں مثل شرر مجھے

میں سر پٹک پٹک کے مروں یعنی اس لگہ سے
دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے

کعبے میں جا کے بیٹھ رہونگا میں بیکسا
تو دیر سے نکالے گا اے بت اگر مجھے

ممکن نہیں سوائے خدا علم غیب ہو
کیونکر دکھے نہ تیری نظر آئے کمر مجھے

مرجاؤں پیشتر میں الٰہی وصال سے
فرقت میں زیست کی ہو تمنا اگر مجھے

صندل کی جستجو ہے عبث فائدہ ہی کیا
اک درد سر میں اور جو ہو درد سر مجھے

تھی اوسکے ہاتھ میں جو چھڑی ورد تھیں
کیا شاخ خشک میں نظر آئے ثمر مجھے

روشندلوں سے سکتے ہیں زلف سیاہ کا
مکروہ جیسے وصل کی شب ہے سحر مجھے

تیرے سنہری نگ سے مجھکو ہے جنون
اطفال کرتے ہیں ہدف خشت زر مجھے

ناسخ برنگ نکہت گل ہے سفر مرا
مرکب ہوا ہے دوش نسیم سحر مجھے

ابھی ہم قید ہیں گو روح چھوٹی محبس تن سے
[illegible] آتش قمری طوق گردن سے

سہا حسن ہی میں خزاں جور دشمن سے
چراغ گل کبھی ہوتا نہیں گل باد دامن سے

خط رخسار تاباں کے تصور میں جو روتا ہوں
ہوئے ہیں دانہائے اشک حاصل [illegible] خرمن سے

جنون نے میری [illegible]
[illegible]

[illegible]

بھی نہیں بچتا نظر آتا شب فرقت میں آج
کہکشان تلوار ہی اور آسمان جلاد ہی

قصر تن کی بے ثباتی کا جو آیا ہی خیال
ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہی

شوق گلزار فنا مین سیر کو منع روح کو
چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہی

یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا خستہ
ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہی

سر جھکاتی ہون تواضع سی گنہگارونکی آج
ہر کوئی اسیر بھی میری جان کو جلاد ہی

کیا سمجھکر کوئی ویرانمین پھرتا ہی تو
آفت عشق گذشتہ تجکو ناسخ یاد ہی

شبیہ قامت موزون ہر ایک مصرع ہی
مرے دیوان قصائد حسینانکا مرقع ہی

ترا زیور جو سارا ہی پری پیکر مرصع ہی
تو اوسکے وصف مین بالکل کلام اپنا مرصع ہی

ترے رخسار تابندہ کی مضمونکا جو مطلع ہی
بعینہ آفتاب صبح محشر کا وہ مطلع ہی

شگاف خامہ ہی چاک گریبان سحر گویا
جو مطلع ہی افق خورشید معنی کا وہ مطلع ہی

طواف اوسکا نکیون بارہ مہینے ہم پہ واجب ہو
کہ رتبہ طاق ابرو کا کہین کعبہ سی ارفع ہی

پڑا جو شیشۂ صفا عکس جو اوسکے ستارونکا
گمان ہی ایک عالم کو کہ جسم اوسکا مرصع ہی

کرون مذکور کچھ آتا ہی آخر ذکر جانانکا
مری جو بات ہی گویا وہ اک بند مرجع ہی

پس از مردن بھی ظاہر ہی دو غل ان انکے نیسا
وگرنہ کیا سبب جو انکے وضو مین ملمع ہی

ولہ

زلفونکو قطع کرکہ یہ ہین دشمن جہان | سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہی
یوسف کیطرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا | ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی
اوس سے نہ ہجر کی سو دیا نگاہ گرم | پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہی
آباد دل مین ہجر و اندوہ کا جہان | سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب ہی
کسکو ہمارے یار کے نظارے کی ہی تاب | خورشید جسکو کہتے ہین اوسکی نقاب ہی

ہی عشق اوسکو روئے کتابی سے سب مجھے
ناسخ جو شوخ صاحب ام الکتاب ہی

فکر سے مین نہین خالی ہم یہانا نہین کبھی | کبھی زانو پہ مرا سر ہی گریبان مین کبھی
ناتوان ایسے ہین ہم سایہ گلو بیر جو پڑے | نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی
ہی یہ میرے دل جمع کا سبز لغزت ایسکو | شانہ کرتا نہین زلف پریشان مین کبھی
قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا اوٹھتی سے | نہین آتی مری یہ بول بیابان مین کبھی
عالم آہون کے شرارونکا یہ ہی رونے کا | جس طرح اوڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی
ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہون | لہو اپنا نہ لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی
فائدہ قرب تونگر سے تہیدستون کو | نظر آئے نہ گہر پنجہ مرجان مین کبھی
راہ پائے ترے کوچہ مین جو وہ گل کی | نہ کبھی باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی

١١٧

جو واقعی انسان ہی اشرف سارے مخلوقات ہے
میرے لیٹتے ہی جو وہ صبح شب وصل اٹھ گیا
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اسکو ستم
پاسبان سمجھا نکیرین آئے جب سوال
ہو شکستہ اپنے پہرون انتو نسی جیتا ہون
ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال
جو ہو تو ہو پری و گھر تیرا باغ بہشت
مردم دنیا سے حق مین سگ دیوانہ ہین

لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہی اک انسان مجھے
صورت تصویر پر تو شک کر گیا حیران مجھے
سنگ سے آتی نظر کیا آتش پنہان سبب
گو رہین کبھی ہی خیال کوچہ جانان مجھے
یاد جب آجاتی ہین اوسکے لب و دندان مجھے
کیا مین کانٹا ہون بلا جو دشت کا دامان مجھے
مثل مضمون ہی ترے دروازے کا دربان مجھے
کاٹنے کو دوڑتے ہین جو بت انسان مجھے

کیون ملامت کرتے ہین ناصح چاک جیب
چاک کرنا ہی ابھی تو دشت کا دامان مجھے

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہ ہو سکے
حال ہو نہ گوشہ تجرید کیا کمال
بر قدم ... جو ہم گھر سے کیا جدا
جھوٹے نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر
تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول

دریا بھرے ہیں پہ قطرہ تر نہ ہو سکے
بن سبب قطرہ آب کا گوہر نہ ہو سکے
یہ ضعف ہی کہ آپ سے باہر نہ ہو سکے
جس سے کہ ایک حرف بھی زیر نہ ہو سکے
آئینہ ساز مثل سکندر نہ ہو سکے

ریگ واں بھی ہے ہماری جستجو کی خاک
اکدم ... بھی ہم کو طلب ہے

رس باغ میں ثبات ہے گل کو نہ خار کو
اسفل ہے جہاں میں جو عالی نسب ہے

مرنے جیا کیے لب جاں بخش یار سے
لب سے سکے اشتیاق میں ... ہے

اے تاجدار ملک کہاں منتظم یہ سب ہے
قابو میں گر لحد کی زمین ... سبب ہے

گر گر کے شیشۂ اشک کے ٹوٹینگے کس قدر
اے گریہ ... دل کا سلامت ... ہے

افسانۂ دل میں کہتے ہیں حسرت کے مرد و زن
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا میں سب ہے

ہر صبح ہو ہر یار کا خواب گراں ہوئی
راحت میں عمر بھر سے ... طلب ہے

کی ہی خیال لطف میں شب گی ...
گویا کہ ہم جہاں میں ... ایک شب ہے

ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہے اور رسم
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب ہے

عاشق کی سعادت ہے جو سر اوسکا ...
قاتل تری تلوار نہیں ہلال ہے

جب بادیِ وحشت میں گذر میرا ہوا آہ
ہر ایک نگہ لائی ... تعظیم و ثنا ہے

نادان میں ہوتا ہے گماں جنگو شفق کا
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ ہوا ہے

جو دن ہے سو ہے دیو سفید اپنی نظر میں
جو رات تری ہجر میں ہو کالی بلا ہے

وہ سنگدل اک ذرہ ہوا صاف نہ مجھ سے
کہتے ہیں غلط سنگ سے آئینہ بنا ہے

ولہ

لٹے گلگوں ہیں اسی رنگیں ادا دبہاری سے
بنائیں غازہ رخسار گل گرد سواری سے

ہنسی کی تھی ہوا اس گل کو ہماری اشکباری سے
شگفتہ ہوتی ہیں گل جس طرح ابر بہاری سے

فراق یار میں الفت ہے مجکو بادہ خواری سے
کہیں آہیں کرے تھم تھم کے پھر گریہ کی زاری سے

نہیں مُردوں میں جلا دیں جو ہیں سو جان اس بیقراری سے
مشابہ ہو گیا ہے گنبد مدفن عماری سے

تصدق کر کے چمن ہو پانی پانی شرمساری سے
روانی میں مشابہ رنگ گل پاؤں ہاری سے

گریزاں ہے وہ سہی قد کیوں ہے میری اشکباری سے
کہیں شمشاد بھی گستے ہیں بہشت و نہر جاری سے

جو دعوائے ہدایت ہے گذر عاری عماری سے
پھوٹے نقش قدم خضر بیاباں خاکساری سے

فراق یار میں کی اہل اثر بیماری سے
ہر اک بوند ی نہیں کم مجکو بوند کی کٹاری سے

زمیں پر پانوں کس انداز سے رکھتا ہے ظالم
رواں ہے ساتھ ہر نقش قدم اک بیقراری سے

مریض عشق ہوں جب سے ہوئی ہے نفرت دار کو
گریزاں جس طرح ہوتے ہیں سب امراض ساری سے

کیا گلگشت میں کس سرو قد نے زلف شانہ
درختوں کو چمن میں کم نہیں ہرگز آرسی سے

مدد کی ہیں نہیں محتاج ہمت جنکی عالی ہے
بھلا کشتی فلک کی ہے کسی کی آبیاری سے

اگر ہے آبرو انسان میں تیغ کی شجاعت بھی
عرق تیغ بلند ہوتی ہے پیدا آبداری سے

درختوں سے نکلیں باغ جہاں میں کم ہیں ہوا
ہرے ہو جاتے ہیں داغ کہن باد بہاری سے

ولہ

ہم نہیں ہیں دور میں جم اور سب ہیں کامیاب
آسمان کی طرح جام میکشان گردش میں ہے

مہر و مہ سرگشتہ کیونکر ہو نہ عکس کی تاثیر سے
آئینہ آٹھوں پہر گرداب سان گردش میں ہے

تو وہ ماہ مصر ہے بی ہے کہ تیرے عشق میں
مدتوں سے اختر قسمت کا کاروان گردش میں ہے

بیقرار ایسا ہوا اوس خط کو دیکھکر
ہالۂ مہ شعلۂ جوالہ سان گردش میں ہے

کیا ہی مضمون خیز ہے دو خط مشکین ترا
رات دن یان خامۂ عنبر فشان گردش میں ہے

ہے طلب میں دشت دشت آوارہ مثل گردباد
بعد مردن بھی غبار عاشقان گردش میں ہے

سعی سے فارغ نہیں ہے چند ہوں اہل حرص
ہر دہن لبریز نعمت ہے زبان گردش میں ہے

یہ نشان ہے ناسخ سرگشتہ کو ویرانے کا
آسیا کی طرح سنگ آستان گردش میں ہے

چہرہ ہوا ہے غیرت گل آفتاب سے
خوشبو میں ہے زیادہ پسینا گلاب سے

اوس مہ وشی آتشین نے دیا ہے یہ داغ دل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے

ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے

دم میں سامنے وہ ہیں صحرا پہ سیل ہو
سرکے جو آستین ابھی چشم پر آب سے

جب ذرا فراق کا نہیں ہم کو حساب میں
مدت ہوئی کہ مر چکے ہیں ہم حساب سے

دریا ہے حسن گرد وہ ہے نہیں ولا
پھر کیوں ہو سینے میں بیان حباب سے

ہوگئی صبح شب وصل اوسکی عالم میں سیاہ
آفتاب اپنی نظر میں اک چراغ شام ہے

آگے وحشت شہر سے تھی اب ہے دنیا سے گریز
تھا وہ آغاز جنوں عشق یہ انجام ہے

جان بلب ہوں پر نہیں صحت کی مجکو آرزو
کیا مرض ہے عشق جسکے درد سے آرام ہے

بعد مردن کعبۂ مقصود کو پہنچینگے ہم
کہتے ہیں حج جسکو کفن وہ کعبہ احرام ہے

روز ہر تیر اخط بنا کر قتل کرتا ہے ہمیں
کیا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہے

دیکھتا جالی کی ٹوپی میں کبھی ہیں اونسے لب
بلبلونکی دام تھی اب یہ گلونکا دام ہے

دیکھتا ہے جب تب کڑوی نگاہوں سے مجھے
چشم قاتل ہے کہ کوئی تیغ یہ بادام ہے

جب ہیں ناکام اوس سے کہتا ہوں کہ ہو جاتا ہے یار
ہنس کے کہتا ہے ضرور سدم مجھ کچھ کام ہے

کوچہ و بازار میں سکتے ہیں مجکو دیکھکر
ہے یہی آتش زبان ناسخ اسیکا نام ہے

شق کروں سینے کو تا داغ نمایاں ہووے
ایسے خورشید سے صبح شب ہجراں ہووے

راز کا چاہیے عاشق کو چھپانا ایسا
دل میں ہو ذکر صنم ہاتھ میں قرآں ہووے

گر کوئی لعل لب یار کی تعریف لکھے
نام اوسکا وہیں یاقوت رقم خاں ہووے

کعبے سے قبلہ نما کا نہیں پھرتا کبھی منہ
کاش اس مرغ کی تقلید میں انساں ہووے

کیوں نہ دیوار سے ٹکراتی پھرے سر کو نسیم
اس روش سے جو تو گلشن میں خراماں ہووے

کوچۂ دلدار کی حسرت مین مجنے سے لیے — پاؤن کو آبلہ کی چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہی ناقۂ لیلی کی چال — صور اسرافیل اب جای ہدی خوان چاہیے

جا بجا کہتا ہون حج وحشت مین گیبان میان — اک پری رو غیرت خورشید تابان چاہیے

غل مری زنجیر کا پونہچا تو وو کہنے لگا — خانۂ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے

میری غم مین سبکے عالم کو رلا گیا وہ قلقل — اشک کی شیشی و رگ مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتی تھی لوگ — گوشۂ زندان لئے جای دبستان چاہیے

استلام سنگ اسود سے مجھے کیا زاہدا — بوسۂ خال تہ ابروی جانان چاہیے

دم بدم کہتی ہی میری کشتی عمر رواں — محو آب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے

آگیا ہی مین اوسکے بوسۂ لب کا خیال — منہ کا تونکو سطح حسرت سہو دندان چاہیے

پنجۂ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر — رو رہا ہان سے جنون کو سو گریبان چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشانی میں ہی — سیر تیر کمین او دامن کو پریشان چاہیے

عمر گذری منہ سوتے ہنس بھی لو ان جہین — میرے سنہ پہ کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

دردِ جگر کا تکلی ہی بین لب جانانہ کے صف — اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگ ریزے پھول چن جنگلی بہر کو د کان — عمارت ہی کوہ مجنون جیسی کو داماں چاہیے

روح سعدی کہتی ہوگی خوشی سی باغ باغ — آج ناسخ پڑھنے کے لیے اسکو گلستان چاہیے

یارون کی ہمسے وہ شگفتگی ہو سکے کہان	یان پاس ہے نہ خاطر اغیار توڑیے
خم مہر سے سے بھی گوہر مضمون کی کم ہے قدر	وہ وقت ہے کہ کلک گہربار توڑیے
ہم جو ہر چشم یار سے دم مارتے نہیں	یعنی روا ہے کب دل بیمار توڑیے
یان درد سر خمار سے ہے وان دکان بند	ٹک اک سر کو آب در خمار توڑیے
ٹکراؤن ان جو سر تو وہ کہتا ہے کیا مجھے	صاحب نہ سبحہ غریب کی دیوار توڑیے
دم توڑتا ہے فرقت جانان میں لے نیا کام	کچھ کوہکن نہیں ہیں جو کہسار توڑیے

ناسخ بقول افصح ہندوستان کبھی
زاہد کا دل نہ خانہ خمار توڑیے

روز مرگ آرزو ہے تا بکی غم کیجیے	تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون ہے یہ [illegible]	ابن آدم ہیں نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہے سوز داغ سے	امتحان کو پہلے عیسیٰ شمع پر دم کیجیے
جیسے بجلیون سے ملا وہ قابل [illegible] ہے	داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے
میکدے میں دیکھیے چلکر طلسمات جہان	صبح مے کو آج خط ساغر جم کیجیے
نام سیجاتا ہے دنیا میں تواضع کے سبب	اپنے قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے
ہر طرف مصروف [illegible] ہیں [illegible] میں	گردن مینا کو بھی لازم ہے اب خم کیجیے

۱۲۳

[illegible]

ہاتھ سے اوس قاتل عالم کے کیونکر جی بچے
جسکا ہر ناخن بریدہ غیرت شمشیر ہے

ہو نہین ایسا کوہکن جسکا فلک ہی بیستون
کہکشان سے کہتے ہین جسکو میری جوئی شیر ہے

زیر ابرو ان مژگان کو جز ابرو نہ کوئی کرسکا
ہر جبیون پر آئے جو غالب وہی شمشیر ہے

خط وہان نکلا دل بیتاب کو آیا قرار
پارہ کیون قائم نہو بوٹی ہی با تاثیر ہے

سانس لے سکتا تھا وہ مجھہ ناتوان ہمدم نہین
کیون نہ سب سمجھاکو مین مجنون کی تصویر ہے

ناتوانی میری وہ پوچھے تو کہیو قاصدا
یہ ترا موی کمر ناسخ کی بس تصویر ہے

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے
یارب آباد نہو روضۂ رضوان ہمسے

ایسے رسوا ہوئے ملنے سے پریزادونکے
متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہے مثل سچ کبھی کام آتا ہے کھوٹا پیسا
صنم دیر ہوئے طالب ایمان ہمسے

غم فرقت مین ہئے سوکھکے کانٹا ایسے
اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے

کاٹتا ہے وہ دلا نیارسے ہردم ہمکو
عشق رکھتا ہے سگ کوچۂ جانان ہمسے

بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر
آتش سنگ کی صورت ہے وہ پنہان ہمسے

اسلیے تعزیہ خانون سے ہے کافر کو گریز
کہ مشابہ ہے بہت سرو چراغان ہمسے

لفظ رنگین مین یہین معنی روشن پنہان
ہوسکا بس یہی وصف لب دندان ہمسے

نہ پتھر سے فقط دامان طفلان ہو گئے خالی
مرے زخموں کی وہ تدبیر اک دم نہیں غافل
مری دیوانگی کا اندنوں ہی شور گلیوں میں
ترا کوچہ وہ گلشن ہے کہ جسکے شوق میں اے گل
عبث ان غافلوں کو رات دن فکر عمارت ہے
ہزاروں سیکھیا ہو سکا ہوا خون کچھ نہیں پروا
صدف کیطرح تب منہ ہمنے کھولا تشنہ کامی سے
جلائی ٹھوکروں نے اسقدر ہمری کہ ان ورثہ
قلم اتنے ہوئے فرسودہ خط شوق لکھنے میں

مرے سر پر تو کہساروں کے دامان ہو گئے خالی
منگائی مشکنائی گر نمکدان ہو گئے خالی
معلم رہ گئے تنہا دبستان ہو گئے خالی
جہاں میں عندلیبوں سے گلستاں ہو گئے خالی
کریں عبرت کہ کیا کیا قصر ایوان ہو گئے خالی
ہوا قاتل کو غم اسکا کہ زندان ہو گئے خالی
برس کر جبکہ سارے ابر نیسان ہو گئے خالی
ترے اعجاز سے شہر خموشان ہو گئے خالی
کہ کلکوں سے نیستان کے نیستان ہو گئے خالی

مری نالوں کی صحرا میں جسدم شعلہ افشانی
وہیں شیروں سے ای ناسخ نیستان ہو گئے خالی

کیوں ہو گیا دوچار میں دس شہسوار سے
سنخل ہیبہ ہوں مجھے کیا برگ و بار سے
چشمے رواں ہیں گو مژۂ اشکبار سے
آتی ہے بوی گل دہن داغدار سے

جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے
شاخ شکستہ ہوں نہیں مطلب بہار سے
سنتے ہیں کاہ کم نہیں پاں کوہسار سے
آج ای نسیم آتی ہے کیا کوی یار سے

ولہ

[illegible]

ولہ

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے | طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے
باغبان شیشہ سے کی ہوتی ہے نہ ہو لالے کی جا | ہے بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے
ہیں وانہ کو ہی تامل ہے عدم کو قافلہ | بسملوں کا ہچکیوں میں رنگ کی آواز ہے
آسمان پر دل فرشتوں کے تو جاتے ہیں آج | یہ زمیں پہ پاؤں رکھنے کا نیا انداز ہے
کچھ نصیبوں کی عداوت سے نہیں وحشت مجھے | نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے
دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر | گل میں تیرا رنگ بلبل میں تری آواز ہے
فصل گل ہے جلد پردان ایام توبہ ہیں ہم | عمر بھر اب میکشو باب اجابت باز ہے
ساتھ ہے داغ جنوں اسکے مرہم زنگار بھی | یاں ہے آغاز جنوں وان سبزہ کا آغاز ہے
جسکو آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ کانوں نے سنا | ہے وہاں ہنگامہ اوسکا اور اپنا راز ہے
ابر ہے اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار | رعد بھی اوسکی جلو میں ایک توپ انداز ہے
کر گیا ہے کوہ رنجیدہ آج گلگشت چمن | دیدۂ بلبل میں ہر گل چنگل شہباز ہے
سنتے ہی مطرب بیچارے لگتے ہیں جھوٹا لیا | نعرۂ صوفی بھی گویا چنگ کی آواز ہے
آنکھیں نرگس کی ہزاروں بلکہ ہیں خاک میں | جو زبان ہے خار کی صحرا میں بے آواز ہے
چونک اٹھے خواب سحر سے سنکے سودا یہ غزل | شاعری ہرگز نہیں ناسخ فقط اعجاز ہے

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

جسم کو جی ہو گران سینہ کو ہو دل بھاری ۔ ہو وہ درپیش مجھے عشق کی منزل بھاری
اہل غفلت کا ہی ہر چیز و بدن تک دشمن ۔ ہاتھ بھی خواب مین ہو سینہ کو اک سل بھاری
جو گیا سایہ دیوار مین دیوانہ بنا ۔ اوس پہ پردہ کی گلی سمجھو ہی حائل بھاری
یہ درای دل نالان سے صدا آتی ہے ۔ ناقہ عمر کو ہی جسم کا محمل بھاری
سر کے جز بیچہ خورشید قیامت کیسی ۔ کیا مری رات ہی ی حور شمائل بھاری
ای دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو ۔ کہ اواخر ہی سبک گو ہو اوائل بھاری
سحر پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوے ۔ رکھدیا سنگ سر وہی چہ بابل بھاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے ۔ عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری
باوقار ونکی جو صحبت مین سبک ہوتے ہین ۔ ہو سکے کوہ گران کا نہ کبھی ظل بھاری
قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب ۔ پاؤ مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
سچ ہی گیسو جانان کو ہجوم دل سے ۔ شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بار غم سجر محبت سے کے شناور کو نہیں ۔ دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مری ماہ کو گرمی سے نقاب ۔ کیا ہی تجھ پر ہی یہ رات ای مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل ۔ ہو گئی نالوں سے آواز عنادل بھاری
خفت اس چاہ اوٹھائی ہی سیہ کاری سے ۔ کہ مرے جسم سے ہی دانہ فلفل بھاری

ولہ

یہ لگی چاٹ مری زخموں کو سیری نہ ہوئی
ہو گئے گو کہ تہی قاتل کے نمکدان خالی

جان سے پہلے چلا مال مرا پیری میں
کر چکے پیچ دہن کو مرے دندان خالی

صاف ہوں خاک کدورت سے یہ اپنا ہی خیرا
کسطرح ریگ روان سے ہو بیابان خالی

ایک چھوٹا تو ملی دوسرے کو قید حیات
کبھی ہوتا نہیں یہ خانۂ زندان خالی

کسقدر تشنۂ دیدار ہوئے ہیں سیراب
نظر آتا ہی نہیں چاہ زنخدان خالی

دیکھ سکتی نہیں کانٹے کی زبان تک شبنم
کیوں نہ ہوں چشمۂ خورشید درخشان خالی

میں ہوں کیا چیز ولا خاک نشیں مور ضعیف
کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی

روحیں جنت کو گئیں جسم سو کوچۂ یار
دفن ہوتے ہی ہوئے گنج شہیدان خالی

لعل لب خط کے نکلتے ہی ہوا بے آب
خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالی

قابل گوہر مقصود نہیں سنگین طبع
نہیں دریا میں رہا پنجۂ مرجان خالی

کون دیروں میں چلا جانے خدا کو ہو پسند
کفر بھی چاہیے لازم نہیں ایمان خالی

خانۂ عاریتی میں جو درم بھرتے ہیں
عقل سے مجکو نظر آئے وہ انسان خالی

ہوئی میرے سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکوں کو نظر آتے ہیں دامان خالی

میرے آغوش سے تو صبح شب وصل چلا
رہ گیا ہالۂ مراہ مہ تابان خالی

یہ غبار اونکو ہی تا صبح نہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشۂ ساعت دل یاران خالی

ولہ

ممکن نہیں ہے بے مۓ معشوق زندگی
واضطراب اضطراب مین سب کچھ جواز ہے

ہر عضو اوسکے عضو دگر سے ہے منعکس
حیران بزم یار مین آئینہ ساز ہے

سب لتون پہ حسن کی دولت کو ہے شرف
محمود بادشاہ غلام ایاز ہے

جیتے ہین ظلمت شب فرقت کو کر کے طے
کچھ خضر سے بھی عمر ہماری دراز ہے

نام خدا الیا جو نکیرین کے حضور
مرکر بھی اے صنم مجھے اخفای راز ہے

دعوے کی ساتھ شرب الطیبین دو گواہ
ناسخ ازل سے بندۂ شاہ حجاز ہے

فریب غیر نے مجکو نکالا کوی جانان سے
کیا ابلیس نے آدم کو باہر باغ رضوان سے

پھری دل دو خط مین کیا لب جان بخش جانان سے
ملی ظلمت تو کیا ہم ہاتھ دہوئین آب حیوان سے

مین وہ مجنون ہون پابند وفا جو قید الفت مین
نگہ باہر نہ نکلی رخنۂ دیوار زندان سے

نظر جب وہ پری آتا ہے تو کہتا ہے ہوش اپنا
بلند اسدم مری پرواز ہے تخت سلیمان سے

جو اک آنکھ ہمسے بھی ہے کیون عالم گریزان ہو
ہمارا جسم عریان کم نہین شمشیر عریان سے

گنہگارون کے تن سے جسطرح سے دم نکلتا ہے
نکلنا یون ہوا مشکل ہمارا کوی جانان سے

جو اعلی ہے سو اعلی ہے جو ادنی ہے سو ادنی ہے
نہین کچھ قدسا کی بڑھتی گو قد انسان سے

سریع السیر ہون ایسا مین راہ خاکساری مین
کہ آگے بڑھ گیا ہون منزلون ریگ بیابان سے

رکھتا ہے فلک سر پہ بنا کر شفق اسکو
اوڑتا ہے اگر رنگ حنا تیرے قدم سے

سمجھے ہین وطن کوچۂ جانان کو جو وحشی
آزادہ وہ ہین یار حسینون کے ستم سے

کیا دام مین زلفون کے کوئی لا سکے اسکو
رم کرتے ہین صیاد غزالان حرم سے

ناسخ کو ہوئی یاس تو ہونے تو نہین غم
محروم خدایا تو نرکھ اپنے کرم سے

مشتاق سب ہین بدر افزون ہلال کے
دنیا مین قدردان نہین صاحب کمال کے

مجنون گیا جو مرقد لیلے پہ پھنس گیا
جالی نہین مزار کی حلقے ہین جال کے

عالم فنا اپنی آہ مین ہو گرد باد کا
تو دے ہمارے دل مین ہین گرد ملال کے

تارے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
مضمون ڈھونڈہتا ہون اگر تیری خال کے

مرنا قبول ہے مجھے دنیا نہین قبول
ثمرے انھین کے مجھسے اس ہزال کے

ہمت نہین اگر فلک ان کو کیا ہے غم
یان لب کبھی آشنا نہین حرف سوال کے

آنسو چپک پڑا جو کوئی بزم یار مین
دریا بہے مرے عرق انفعال کے

گلشن مین مجکو دھیان جو صحرا کا آگیا
نرگس کے پھول بنگئے دیدے غزال کے

چھپتا ہون جا کے کنج لحد مین شب فراق
تارے مجھے ڈراتے ہین آنکھین نکال کے

فرقت مین ہمکو مرنے بھی دیتا نہین فلک
تا یون وصال پائین نہ طالب وصال کے

دیر جون جون کرگئی ہے اجل ڈرتا ہون — مار کر مجکو نہ قاتل کہین رسوا ہووے
ہو اگر سحر بیان دشمن افعی سیرت — قلم اپنا بھی عصائے کف موسی ہووے

ہے مرا جوش جنون جب سے زیادہ ناسخ
مرے سائے کو جو دیکھے اوسے سودا ہووے

بجا ہے گر وصال اغیار کو ہے مجکو ہجران ہے — کہ دنیا کافرونکو باغ ہے مومن کو زندان ہے
مرے محبوب کے گرد ہین جمع دانا و نادان ہے — زمانہ اوسکا ہالہ ہے وہ ایسا ماہ تابان ہے
کیا ہے دو جہان سے مجکو آزاد اک اشارہ ہمین — نگہ تیری پئے قطع تعلق تیغ بران ہے
ید بیضا سے کیا تشبیہ دون اوسکے کف پاکو — جو اوسکا نقش پا ہے پنجۂ خورشید تابان ہے
کیا کرتے ہین خون آرزو گنج قناعت مین — ہمارے پاس جانے گنج زر گنج شہیدان ہے
چمکتی ہے جو ریت اکثر نشان ہے حسینوں کا — جسے ہم ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ خاک انسان ہے
شب فرقت مین کرتا ہون نظر جس دم ستارونپر — کسیکے گور پر مین جانتا ہون یہ چراغان ہے
جنون نے کر دیا فارغ مجھے بند علائق سے — نہ وہ زنجیر دامان ہے نہ وہ طوق گریبان ہے
گسستہ ہوتی ہے ظالم عنان اختیار دل — مگر تیرے سمند ناز کو پھر عزم جولان ہے
لگا اک وار پورا ہے جگہ غیرت کی او قاتل — تیری تلوار پر میرا دہان زخم خندان ہے
میسر ہو اگر جنت تجھے جان اپنا سلام اوسکو — جہانمین پاس سے گر اپنا تجھے خواب پریشان ہے

کہان ہے اوس طفل کی فرقت مین چین کچھ نہین
سودے والونکی صدا آہ درد آمیز ہے

مکتب مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے
چشم تر مین ہے جو طفل اشک طوفان خیز ہے

جیسے ہے وہ طفل غائب ہو گیا سودا مجھے
یاد اون بت کی طفلگی جنون انگیز ہے

تیر تیشہ سے ہیں سر بخت فرہاد سان
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے

بیٹھے ہم آماجگاہ تیر مژگان ہو گئے
رونگٹون کی جا بدن پر سارے پیکان ہو گئے

[illegible] سے بال زلفونکی پریشان ہو گئے
مثل گل تا بدامن اکثر گریبان ہو گئے

[illegible] ہجر [illegible] کے تمام
خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہو گئے

[illegible] ایسا قصہ اوسکو تب کہنے لگا
مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے

گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج
زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے

[illegible] نشانی ہمکو جو انگشتری
ایسی آئی ہاتھ مین گویا سلیمان ہو گئے

ہم اسیری [illegible] پھنسایا ناتوانی نے ہمین
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہو گئے

[illegible] دنیا مین جتنے باغ تھے
گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہو گئے

وصل کی شب [illegible] گیا جسدم گریبان
پیرہن مین یار کے [illegible] ہو گئے

[illegible] باغ مین جسدم بہار
پھاڑ کر جیب ہزارون غنچے عریان ہو گئے

[illegible]

دیکھو گر روزہ کھلیں گے پیچ پیچ رات کو	ہم نہ باہر ہونگے اے پیر مغان ارشاد سے
ہے سیہ جب سحر و مہ رکھا ہمنے تنکاب (?)	کھود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے
کانپین اے سرو آورہ سے نہ قمری کیوں نہیں	دانۂ انگور یہ پیدا ہوئے شمشاد سے
عشق کے مقتل میں بارے تیرے ہیں …	پوچھتا جاتا ہو ہر کوئی گنہ جلاد سے
رشک گلزار مصلیٰ ہے ہر اک نگین …	آئے ہیں حافظ کنار آب رکنا باد سے

ولہ

بیستون پر جا کے گر کھینچیں شیرین فرہاد	سیکھے ہیں ہم دونون فن ایک ہی استاد سے
طائر رنگ حنا تھا نصیب او … سکتا نہیں	چھوٹ آئے رنج دل کس طرح اوس صیاد سے
کوئی ہے غلطان اور ہیں ہمدم جانان کوئی	غنچہ و آئینہ ہیں ہر چند اک فولاد سے
اغنیا کو ہی یہاں حسرت فقیر کو ہے ہمیشہ	باغ کے مزدور ہی اچھے ہیں شداد سے
تھا ازل سے مجکو تا وقت ولادت خواب عیش	کھل گئیں آنکھیں مری شور مبارکباد سے
کوہکن بھی ہو گیا تیری محبت میں فقیر	ہے مشابہ زخم تیشہ قشقہ آزاد سے
چہرہ ہو جاتا ہے میرا …	آتش ہے رنگ پریدہ کو کبھی اوس …
شوق تیغ کھانے کا ایسا ہی ہے دیوانہ کو	چھٹیاں لڑکو نکو دلواتا ہوں وز استاد سے
حلقۂ گیسو ہے ہیں مانند طوق فاختہ	بال سلجھائے ہیں شانہ شاخ شمشاد سے

ولہ

[illegible]

۱۳۳

[illegible]

کعبہ ہے سنسان بیٹھا ہے بتوں کا خروش ہے — کون ویرانے کو جائے خانہ آباد سے

اے ہما تو نہ بچہ یہ خوش تر کا ہر صید پاک دل — ہو گیا ثابت یہ مجھکو شانۂ شمشاد سے

مدح سنج قامت جانان ہے سر فاختہ — سرو موزون ہی مشابہ ہنو آزاد سے

گرچہ اے زاہد خدا کو دل سے میں بھولا نہیں — ایکدم فرصت نہیں لیکن بتون کی یاد سے

ہم نہیں غلطان گل نظر آتے ہیں بے یار نسیم — کیا قلم کروائی تھی گلبن کسی جلاد سے

ہاتھ میرے یار کی زنجیر در سے باندھ دیں — اور زنجیرین نہ بنوائیں عبث حداد سے

ربع مسکون ہو مسخر وہین گر ہو اتفاق — خلق تابع ہو گئے جو رابطہ ہمزاد سے

آہن شمشیر کی بیڑی گڑھی ہے پیر لیے — عاشق ابرو ہوں میں کہدے کوئی حداد سے

نظم شیرین ہے دلوں میں نقش شیرین سنگ میں — ہے قلم اپنا زیادہ تیشۂ فرہاد سے

چھانٹتا ہے ہر بھی قد گیسو نے تیری راہ — نقش پا تیرا نہیں کم سایۂ شمشاد سے

گر قفس میں پھنس گئی بلبل کو اوسکا غم نہیں — ہے یہی صدمہ کہ چھوٹی پنجۂ صیاد سے

قامت جانان کے آگے کچھ اوسے رتبہ نہیں — جانتی ہے فاختہ جو عشق ہے شمشاد سے

آج مجنون شوریدہ سر کی جان شیرین جائیگی — کوہ تڑواتے ہیں اوسکے تیشۂ فرہاد سے

عکس جو خط نہ چھپاتے کہیں رخسار میں — رابطہ اتنا نہ کر آئینۂ فولاد سے

پھیرتے پھرتے سب اوترا آیا ہے تلوون میں اوسکے — خار صحرا میں زیادہ نشتر فصاد سے

۱۳۵

دن کو رات اسنے کیا ہی گیسو تاب سے
رات کو دن کر دیا ہے روے عالمتاب سے

ادسکے نقش پر جب بھرا ثابت ہوا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے

سب یہ حقیقت کو بلا سے کب ہے دنیا مین گزند
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے

ہی مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب
کون خوش ہوتا ہے بیداری مین عیش خواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین
کب سیکا ستر ہوگا چادر مہتاب سے

گرگئے افتادون کے پائین ہین کہین کش فروغ
سرد ہو جاتے نہ کیون بازار آتش آب سے

پڑتی ہی عکس رخ جانان کی ہی تشبیہ تام
جو کھٹے کو ہالے سے آئینہ کو مہتاب سے

خنجر سے لگوائی مہندی اور ہاتھو پر جو رات
پنجۂ مژگان کو ہنسے بھی رنگا خوناب سے

مدتین گذرین کہ رکھتا ہون فراق یار مین
دلکو پروانے سے صحبت رات کو سرخاب سے

ہو نٹھہ تیرے دیکھکر مجکو ہوا جوش جنون
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے

کھائے ہین ایسے تیرے محراب ابرو کے فریب
بھاگتے ہین ہم مسجد کے بھی محراب سے

خاک کوئے یار ہی ناصح مرے تن پر لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سے

چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے
وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے

گرگتان اور ہیں بیٹھے اس جگہ ہو چاک چاک
ماہ تابان اور ہے رخسار تابان اور ہے

میری قسمت کی وطن مین سیہ بختی ہے
تیرگی مانگتی ہے شام غریبان مجھسے

گرچہ ہون سو رہے رتبہ بربادی مین
اوڑکے جائیگا کہان تخت سلیمان مجھسے

لاکھ ہو گردش ایام یہ جانے ہے مدام
انس رکھتی ہے نہایت شب ہجران مجھسے

خانہ ویران مجھے کہتا تھا لہ کہ ای ناسخ
اتنا آباد ہوا خانۂ زندان مجھسے

دلا فصل بہاری ہے جنون اربع مسکون ہے
گلستان جہان مین خوش شجر ہی بید مجنون ہے

سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اوسکا قد گلگون ہے
صبا دیتی ہے جنبش جانتا ہون رقص موزون ہے

کرے کیا خال پر رغبت جو چشم سیہ گون ہے
کہ آب زندگانی ہے شراب و زہر افیون ہے

نہین گے بدرباہ و نونشان نعل توسن کے
اگر اے شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہے

جہان سوزی ہین مینا مین سحر زر سی تھو مین
کہ نقش بہ خرامے مین سے زہر افسون ہے

برابر جلتے ہین خشک و ترکے جو دل کو ہم
جو قطرہ ہے وہ ہامون ہی جو قطرہ وہ جیحون ہے

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہوتا نہین ممکن
کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جب تلک خون ہے

خدا نے زر کیا پیدا او نہ اوسنے کو دنیا تھا
زمین مین جسکو پنہان کہتے ہین وہ گنج قارون ہے

نہ ہوا وسنے کو تا حشر کبھی اعلیٰ کرتے ہے
زمین آراستہ ہے را لہ مین دش مین گر ملن ہے

کیا ہے ہقدر لا غر فراق یار نے ہمکو
کہ کہتے ہین سب ہمدم نہ لیلے ہی نہ مجنون ہے

ہوں سیل فنا ہی قصر عالی بے نشان اکھون قناعت ایسی حاصل ہی تری دولت جنون مجکو	تری عبرت کو منظر ایک باقی قصر گردون ہے چمکتی ہے جو ریگ دشت گویا گنج قارون ہے

نہ کیونکر روتے روتے لال ہو جائین مری آنکھین
شب فرقت ہین پے ناسخ خیال روے گلگون ہے

توسن عمر رواں ایسا ہی گر چالاک ہے	گرد سان برباد کرتی ہی مری مشت خاک ہے
شغل رونیکا نہ چھوٹا مجسے بعد از مرگ بھی	ابر سان روشن ہوا قطرہ افشان خاک ہے
آئینہ کو دست رکھتے ہین جو بے کے خوب و زشت	دل ہوا جب صاف بس عالم سے جھگڑا پاک ہے
یاد ساقی مین بہے ہین دانۂ زنجیر تاک	سائبان مژگان ترکا دارہ بست تاک ہے
یون نکالے حسرت دل صیدگاہ عشق مین	چنگل شاہین کو مین سمجھا کہ یہ فتراک ہے
آگ سے جب تاک نہ سیکین ہو کمان کیونکر درست	حسن ابرو کے لیے وسمہ آتشناک ہے
دست صناع بھی ہی تیر قضا ہر تن جنون	تن برنگ غنچہ بیش از پیرہن صد چاک ہے
شست و شو کو آب شبنم چاہیئے تا آفتاب	کون ہی موجود جو آلودگی سے پاک ہے
جس قدر نشہ زیادہ اوتنی ہی گستاخی	ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہے
ساکن دل تو ہوا آنکھون کو ترساتا ہے کیون	جسقدر دل صاف ہے سینہ کہ بھی پاک ہے
جلد پاتے ہین رہائی قیدی زندان عشق	یار مین سیری تری نخل ہے جو سفاک ہے

قدر کے مارے صبح کا دیو سفید آتا نہین	کس قدر بصورت شب فرقت کی وحشتناک ہے
مطلع روشن ایسا ہی کہ جسکے رشک سے	پنجۂ خورشید سے جیب سحر صد چاک ہے

ولہ

دشت وحشت مین یہ میری جسم پر پوشاک ہے	داغ سر سے پاؤن تلک ہین جا بجا بدن پر خاک ہے
خواہش نظارہ کو ضعف بصر کا باک ہے	رات دن آنکھون کے آگے روی آتشناک ہے
خوار ہی نکلا جو کوئی صحبت ناجنس سے	جب تلک دریا سے قطرہ متصل ہی پاک ہے
فاش اخفا مین ہوا جاتا ہے اپنا راز عشق	زخم سے بدتر ہے ہنسنا دل اگر غمناک ہے
سیکڑون نخچیر آتے ہین حلقے مین خود بخود	اے شکار افگن تجھے کیا حاجت فتراک ہے
کھینچتا ہون جوش گریہ مین اگر مین آہ سرد	ہنس کے کہتا ہے ہوا برسات کی نمناک ہے
ختم ہے شیرین بیانی تجھ پہ اے شیرین دہن	نیشکر سے بھی فزون شیرین تری مسواک ہے
بھاگتے ہین پاؤن جب تجھکے یہان سے خیال	کیا ہرا صحرا معاذ الله وحشتناک ہے
پیرہن کی نوجوانی مین اڑین تجھ بن دھجیان	جسم گل مین میری اور تری بھی پوشاک ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین	سوجھی کیا زاہد تجھے آنکھون کی آگے ناک ہے
کیا جھپک کر جا پڑا ہے دور یا مانند سپند	یہ زحل گردون پہ خال روی آتشناک ہے
ہے نظر دیکے یہ آویزے سے مجھ پر آشکار	کان مین بالا نہین ہے دار البست تاک ہے

وله

ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین
صید مضمون جو ہے نخچیر بستہ فتراک ہے

جو غزل ہے اوس مین مضمون لب پابوس ہے
جو ورق ہے میرے دیوان کا کف افسوس ہے

روشنی دونون کیچونکی شمع سان محبوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہے اک فانوس ہے

گل جو ہے وہ تیری داغ عشق سے مانوس ہے
شاخ گلبن مین جو ہے گویا پر طاؤس ہے

دستک مضطرب تری غم مین کف افسوس ہے
داغ حسرت سے بدن ہے صورت طاؤس ہے

مجکو اپنی گوشۂ دل مین ہی اوس گلشن کی سیر
آسمان نیلگون بھی جس مین اک طاؤس ہے

اسقدر مین نے ملے دست حنائی کرکے یاد
خون سے فرقت مین رنگین کف افسوس ہے

قبر پر تعویذ اوسکے نقش پا کا چاہیے
بعد مرنیکے بھی ہمکو حسرت پابوس ہے

بس مرے دل مین جگہ ہے سی ہی خالی اے صنم
سینہ ہے آتش کدہ نالہ مرا ناقوس ہے

کیا کرون شکوہ کہ روزن دیکھکر دیوار کا
جانتا ہون مین کہ کان یہ جاسوس ہے

جام مے ہوتا نہین لبریز غیر از جام جم
آسمان سیر نظر مین شیشۂ ناکوس ہے

فرش سے تا عرش روشن ہی مرا حال تباہ
شمع ہون مین سوز غم سے آسمان فانوس ہے

اوسکے بازیگاہ کا ہوں مین خاکی غبار
یا الٰہی مرغ جان جس طفل کا مانوس ہے

خاک ہو جاتے ہین مفلون خاک مین ملنے کے ساتھ
چار دن کوئی گدا ہے کوئی کیکاؤس ہے

یہ مضمون غم و شادی مرگ و زیست ہے لاشی
دلا ب پنجۂ مژگاں ہیں دی تسبیح اشکوں کی
گیاہِ دشت کو کہتا ہے مجنوں سبز اشکوں سے
کمر تیری وہ ہے جیسے کمر توڑی سے چیونٹی کی
اثر رکھتا ہے سایہ کیا ہے اوسکی زلف عنبر کا
ہما ہے رنگ فق یہ بیخودی ہے چشم تر اوسکو

جہاں وہ بیت ہے جسمیں سراسر استعارا ہے
ارادہ کوئی جانا کا ہی منظور استخارا ہے
سمجھتا ہے کہ یہ چاہ ذقن بیمار کا چارا ہے
تری ان انکھوں کے آگے لے یہی آہو چکارا ہے
بجا ہے خاک کوچے یار میں عنبر ہی سارا ہے
شب مہتاب چاندنی سے دریا کا کنارا ہے

ہمارے حکم سے یہ تخم ریزی ہے مضامیں کی
کہ ناسخ ہر زمیں شعر میں اپنا اتارا ہے

فرقت ہوئی جو صبح کو اک ٹینک اوس ست
اتبک جو اوسکی ہیں ہی وعدہ خلافیاں
عاشق کو رنج ہو تو ہو معشوق کو بھی رنج
آئی طواف میں تری چشم سیہ جو یاد
کیا پیروان شرع کو مرشد کی احتیاج
یہ خود نمائیاں ہیں کہ سجدہ نمائیاں
مشرق ستے کانپتا نہیں نکلا یہ سبب

غربال آفتاب ہے ہر تیرہ آہ سے
آگاہ کیا نہیں مرے حال تباہ سے
یوسف اگر گرا ہے نہیں ہیں زلیخا کی چاہ سے
بسمل ہوئے غزال حرم تیر آہ سے
کچھ کم نہیں نشان قدم خضر راہ سے
روشن ہے چشم کو تری گرد راہ سے
خورشید ڈر گیا اوسے روز سیاہ سے

سبزہ ہے گرد عارض گلگوں تو عیب کیا
گلدستے باندھے جاتے ہیں اکثر گیاہ سے

میری طرح جو پہنی ہے زنجیر پاؤں میں
کیا عشق چاند کو بھی ہے تیری کلاہ سے

آنکھیں حسینوں کی لگی ہیں خط یار پر
ہوتا ہے آہوؤں کو تعلق گیاہ سے

مجھ ناتوان کا حسن دوبالہ ہے یار کا
دونا فروغ آگ کا ہوتا ہے کاہ سے

ہر ایک اپنی آنکھوں میں دیتے ہے مجھکو کیا جگہ
سرمہ کیا ہے یار نے برق نگاہ سے

کب آؤگا نظر نہ ملے گی جو تیری آنکھ
میں ناتوان اسیر ہوں تار نگاہ سے

کہتے ہیں جسکو عشق وہ پرتو ہے حسن کا
ہالہ کا ہے وجود فقط نور ماہ سے

روشن ہے اوسمیں تابش تابان تو اسمیں داغ
کیا کم شب فراق ہے ظلمت سیاہ سے

تر دامنی ہے آب خجالت سے زاہدا
ناسخ کو انفعال ہے اپنے گناہ سے

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی

گر نہ ہو شمع تو صد دم میں پروانے بھی
تو نہ ہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
کبھی تلوار تو مجھ پر بھی لگائی ہوتی

اسکی ہر دم کی نصیحت سے میں تنگ آیا ہوں
کاش ناصح سے کبھی آنکھ اوسنے لڑائی ہوتی

ہوں وہ غم دوست کہ سینے ہی میں بھرتا
غم عالم کی اگر اسمیں سمائی ہوتی

ولہ

١٤١

سلک گوہر سخن اپنا ہی ولیکن ناسخ
دہن یار کے مانند نہان کیا ہے

پاس یار جانی ہے بادۂ ارغوانی ہے ۔ شغل شعر خوانی ہے عالم جوانی ہے
رنگ زرد سے ہمدم ہوئی عشق سے محرم ۔ ... ہیں لہو ہر دم چہرہ ارغوانی ہے
ابر ہے گلستان ہے مطرب خوش الحان ہے ۔ مست بادۂ جانان ہے لطف زندگانی ہے
حال کس سے کہی روکی وقت فکر یاد آئی ۔ آج کچھ بہت اپنی طبع میں روانی ہے
تشنہ ہے کر لگے مینا آب خضر ہو مینا ۔ پی کے اک دم جینا عمر جاودانی ہے
آئینہ دوران ہے آسمین عکس جانان ہے ۔ آپ اپنا حیران ہے آپ اپنا ثانی ہے
منہ نہ توٹ پڑا گر تو وہ آئے مرے گھر ۔ منہ نہیں ہے مجھ پر تو آسمانی ہے
سن کے میرا نالے تو دن الیسی نیند سوتے ہیں ۔ اپنے نوحے ہوتے ہیں اپنی کہانی ہے
گھر ہو گیا ہے گھر نالہ شورش محشر ۔ غیر موت ہے دلبر اپنی زندگانی ہے
کھینچی ہے شبد اپنی اوسنے لا کچھ جیسا آبھی ۔ موتلم ہے زلف اوسکی ہاتھ اوسکا مانی ہے
خواب میں وہ آنے کا کیون نہ اب کرے وعدہ ۔ سینے کب جدائی میں مجھکو نیند آئی ہے
نخل وادی ایمن کر لیے بید مجنون کو ۔ تیرے رنگ میں لیلے باغ سلن نرالی ہے
آفتاب کا کھنا ہے شراب کو زیبا ۔ کس لیے کہ شیشے کا رنگ آسمانی ہے

[illegible]

شکر ہے کہ شے ہوا گر عاشق نہیں آتا قرار
سخت دل جو ہے وہ ناسخ بیقرار آنکھوں میں ہے

آئینہ دیکھے تمنا ہو جسے دیدار کی
پتلیوں کے بدلے آنکھوں میں ہے صورت یار کی

صفحۂ ہستی میں صورت ہی نہیں اغیار کی
ہر مرقع میں ہیں تصویریں بس اپنے یار کی

اس قدر پتلی کمر ہے اوس پری رخسار کی
کہتے ہیں پتلی سب اوسے سپر جسم زار کی

جابجا تعریف لکھی ہے خط دلدار کی
چاہیے جدول مرے دیوان کو زنگار کی

ہیں جو سالک جانتے ہیں اپنے دشمن کو بھی دوست
آبلوں کو فائدہ کرتی ہے کاوش خار کی

کرتے ہو تعمیر اوروں کے لیے قصر رواق
غافلو تمکو ملی قسمت مگر معمار کی

ہجر میں ہنسنے سے لگتی ہے ہوا صدمہ مجھے
ہیں لب خنداں مے یا باڑھ ہے تلوار کی

طور پہ موسی نے جسکا نام رکھا صاعقہ
ایک چنگاری ہے تیری آتش رخسار کی

پیچ و تاب مجمر ہی کی طرح خط اپنا غبار افشاں ہوا
گر کبھی لکھی حقیقت آہ آتشبار کی

بوئی زلف یار لائی ہے جو گلشن میں نسیم
ہو گئی تاثیر غنچوں میں دہان یار کی

چہرہ اوس گل کا جھلک جاتا ہے جس دم باغ میں
بند ہو جاتی ہیں آنکھیں نرگس بیمار کی

لے تصور میں سما تو ہے سمجھائی وہ گل
برگ گل کو تاب ہے بلبل تری منقار کی

دیکھنے آیا مرا جوش جنون وہ خود فروش
آتش سودا سے گرمی ہے یہاں بازار کی

دیوان ناسخ

۱۴۳

[illegible]

ولہ

[illegible]

کر سبو ہاے وضو پر ایک مستانہ نگاہ
مسجد جامع بھی ہو ساقی دکان خمار کی

نقد جان دیتے ہین یوسف کو [illegible] مشتری
راہ بھی دیکھی نہین ہر چند اس بازار کی

نشے کا گمان کرنے لگا وہ بدگمان
دیکھکر سرخی ہمارے دیدۂ خونبار کی

[illegible] منتظر ہے یار کا میری طرح
روزن دیوار مین ہے صورت دیدۂ بیدار کی

سوزن اکثر جسطرح ہوتی نہین رشتے سے گم
پاسبان زنجیر پا ہے میرے جسم زار کی

کہتے ہین ہم خواب مین آتے جو تو سوتا کبھی
خوب کی بربادی محنت دیدۂ بیدار کی

پانی بھر آتا ہے یان قاتل دہان زخم مین
میان سے لیتا ہے جب تو تیغ زبان تلوار کی

باغ عالم مین کہان ہے کوئی بیمار ہم دل
روز کرتا ہون عیادت نرگس بیمار کی

بزم مے سے عالم آب [illegible]
منہدم ہو گی عمارت گنبد دستار کی

داغ سر مین جوش سودا مین ہے گل جیسے
مثل گلبن پائے مین کب ہے شکایت خار کی

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اوسکا خدا
کیون نہ ہو راسخ محبت حیدر کرار کی

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغ ناز قاتل سے
مثال شمع سوزان ہو گئی حلقوم بسمل سے

محبت زیست سے مجکو بھی از بس شمائل سے
مرے لاشے کو دینا غسل آب چاہ بابل سے

زیادہ بار الفت اوٹھ سکا کب ناتوان دل سے
محبت مجکو کافی ہے تری رخسار کے تل سے

مرے گھر آمد آمد آج ہے کس ماہ تابان کی | الٰہی قتل کر شب تاب او جلوہ شمع محفل ہے

جو ہے ممدوح اوسکا بس وہی ممدوح ہے اوسکا
نہیں ناسخ ذرا شبہ نہیں کہ سحبان وائل ہے

ہوا میں لوٹتے ہیں خاک پر گل آج بسمل سے | گلستان قتل کا میدان ہے تیغ نازِ قاتل سے
صدا ہر دم یہ آتی ہے درائے نالۂ دل سے | نکل جائیگا اک دن لیلی جان تن کی محمل سے
پئے تحصیل زر زاہد خدا کا ذکر کرتا ہے | کیا کرتا ہے یہ گویا درم عقدِ انامل سے
مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیون گریزان ہے | کوئی دریا نہیں کرتا کنارہ اپنے ساحل سے
سراپا وہ پری پیکر دلا پتلا ہے جادو کا | خمیر اوسکی ہوئی کیا خاک آبِ چاہِ بابل سے
نصیحت سے منجم شاعرونکو کہتے ہیں اکثر | زحل ہے نحس دو نسبت ہے روئے یار کے تل سے
یہ ہیں اشعار شور انگیز اک سطر بلی الفت میں | کہ اوراق اپنے دیوان کے مشابہ ہیں جلاجل سے
در خمار اگر ہے منہ سے خوار وادھر آؤ | بھرے ہیں جام آنکھوں کے شراب شیشۂ دل سے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا | کہ لیلی جھانکتی ہے منہ نکالے اپنی محمل سے

ولہ

یہان قل کا پیالہ ہے یہان مے کی پیالی ہے | مرا محبوب بیکس کیسا ہی رند لاابالی ہے
عجب انداز سے ساقی ہتھیلی پر پیالی ہے | کف رنگین نہیں لعل بدخشان کی پیالی ہے

دکھاتے ہین وہ جام چشم کیفیت زمانے کی
اوس کی مے کشی سے آسمان مینائے خالی ہے

چمن دولت سرا کا صحن ہے رنگین خرامی سے
ترے جاروب کش کی ٹوکری پھولونکی ڈالی ہے

جو اوسکا نام لیتا ہے وہ بن جاتا ہے دیوانہ
کہین اب اوس پری کا نام کو عامل جلالی ہے

قفس مین کیا عیث پڑھی دم توڑتی ہے آج اے بلبل
چمن مین کیا کسینی کوئی ڈالی توڑ ڈالی ہے

رہا دنیٰ غیرتون کا مزرع امید لا حاصل
دلا جز آبرو ریزی جہان مین خشک سالی ہے

نہ کیون مو رو کے کھینچون سرد آہین ساقی بین
ہوائے بادہ خواری ہے ہوائے برشگالی ہے

ہزارون قامت بالا کی مضمون کھینچ موزون و
رسا تا عالم بالا ہماری طبع عالی ہے

زرگل ہے گداز لے شعلہ خوبیہ تیری مہر تو سے
کہ جو گل ہے چمن مین ایکسے کی کٹھالی ہے

چمن مین جوش رنگ گل یہان تک جوش ہے ناسخ
جلال اپنا زیادہ کیون نہو وہ جلالی سے

کس درجہ ہے ظالم تری رفتار مین گرمی
ہے حشر کے میدان کے بازار مین گرمی

ہے داغ جنون سے بدن زار مین گرمی
یان آتش گل سے ہوئی ہے خار مین گرمی

کیا سبز ہوا مدفن تاریک مین ہوگی
کچھ بھی نہین گرما کی شب تار مین گرمی

ہین داغ مرے سر کے جنون مشتعل ایسے
خورشید کے مانند ہے دستار مین گرمی

ہین قطرۂ شبنم لب گلبرگ پہ تبخال
کس حسن کی آتش سے ہے گلزار مین گرمی

خاتمۃ الطبع

ہشیار وہ کئی تو صلح سے خوش ہو اگر ہو ہوش	نسبت نہیں دلا اسے سستو کے جنگ سے
لکھ لکھ کے حال اوسکے محل پر گرا دیے	قاصد نہیں دلا کوئی بہتر پتنگ سے
تو میں جو پاؤں ابھی جہان میں سپہر پیر	بیٹھا گیا نہ کونے میں تیمور لنگ سے
ہمخواب تو ہوا نہ کبھی مجھسے ایک شب	یاروں نے مجھکو آج اوتارا پلنگ سے
ہر امر میں خیال ہے مجھکو آل کا	ایذا ہے صلح یار سے راحت ہے جنگ سے
گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو	گر آج میرے کان میں باتیں تفنگ سے
گل کر دیا چراغ ہمارے حیات کا	ہٹے اوڑائے تو نے نگہ کے خدنگ سے
ہوتی ہیں اور عشق میں رسوائیاں بھی	ثابت ہوا ہے مجھکو اجل کے درنگ سے
گذرے ہے جو باغ میں وہ سوار سمند ناز	گلگون بھی لگے بڑھنے لگے گل کے رنگ سے
ہو جائے پیش یار مصور ورق سفید	تصویر گر کھچی مرے چہرے کے رنگ سے
تصویر میں بنی لب شیرین تو کوہ کن	کھودنے لگا نکالے ہیں یاقوت سنگ سے
پہونچوں میں ناتوان ہوا گر کوئے یار تک	سوراخ مور کم نہیں مجھکو سرنگ سے
باد بہار سے ترے گلگون کی چال ہے	ٹھوکر کے ساتھ پھول نکلتے ہیں سنگ سے

پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہے
ناسخ حصول کچھ نہیں مشق شلنگ سے

تاریخ طبع

قند موزونون سے دوبالا ہے رشک کلام کلیم وطالب آملی سے حلاوت مین
شکر سے طراوت مین گلتر سے بڑھکر ہے ہلال صورت سے بلال سیرت ہی یا شیر
شامل انگبین ہے یا عرق گل مین حل کیا مسک مشکین ہے تصنیف شاعر بے مثال
نازک خیال شیوا زبان غربت ہزار داستان کا جسنے مضامین کے طائران
تیز پر بلند پرواز کو بے کھٹکے رشتۂ فکر مین باندھ لیا ہاتھ سے جانے نہ دیا شعر گوئی کا
ڈہرا اپنایا ہے رہروونکو سیدھا رستہ بتایا ہے جو چیا ہے بدھڑک چلا جائے کہین نہ بھٹکے
مضمون کے آہوئے وحشی کو صید کرلائے بندش چست الفاظ درست استعارے خوب کنائے
مرغوب محاورے فصیح ترکیب صحیح کا بادشاہ ہے کلام اوسکا تعقید لفظی ومعنوی اپنا وسکنہ سے
پاک ہے بالجملہ سخن کا خوب آگاہ ہی اگلے ریختہ گویون کے کلام کا بیشک ناسخ ہے وہ کون شیخ
امام بخش ناسخ ہی حکم سے جناب آقا ے نامدار والا تبار عالی ہمم بحر فیض کرم جوادو
سرتاج حاتم خصلتون کے مہاراج منشی نولکشور نام آور کے واسطے فیض
خاص وعام اور فائدہ تمام کے بہت صحت اور محنت ومشقت سے مطبع فیض مرجع
کانپور مین منتظم خوش سلیقہ واقف فنون دقیقہ جاپک دست ماہر حسن بندوبست
مولوی محمد اسمعیل کے انتظام نیک فرجام سے ماہ اگست ۱۸۷۷ عیسوی مین مطبوع ہوا
سخن شناسون کو پسند و مطبوع ہوا۔

بعون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان

نظم متین سحر بیان اشعار رنگین متضمن دو دیوان کلام دلچسپ و دلنشین ناسخ یعنی جلد دوم

دیوان ناسخ

کہ پیشتر ایک دیوان متن میں اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علیحدہ ہر ایک بطرز شایستہ

مطبع خاص منشی نولکشور میں مطبوع ہو کر رونق پائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوب موزون جبسے وصف قد بالا ہو گیا
عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا

باعث گریہ ہوئی فرقت مین مجکو میکشی
ساقیا اشکون سے مے کا استحالا ہو گیا

میکشی مین روتے روتے مین ہوا ہی یار کور
نشہ کی ڈورون کی جا آنکھون مین جالا ہو گیا

تیرا بالا موتیون کا قتل کرتا ہے مجھے
اے پری بالا مرے جی کا یہ بالا ہو گیا

داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین
باغ مین اگے جو گل تھا اب وہ لالا ہو گیا

خوش ہوا جھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا
قہقہا موتون تلک پونہچا کہ نالا ہو گیا

محتسب پونہچا سکا کچھ بھی نہ سیتونکو ضرر
شیشہ مے ٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا

وصف جو اوس ماہ تابانکے کیے مینے رقم
یک قلم اشعار کی حرفون پہ ہالا ہو گیا

آفتاب ایسا ہوا دیکھکر تارا ہو گیا
ان دونون موزون چو کھٹ دونا ہمارا ہو گیا
کچھ جدون صاف دریا کا کنارا ہو گیا
ای تصور دیک مژگان کا جو ہر دم سا گیا
دیدہ گریان ہمارا اب ہزارا ہو گیا
چشم آلودہ جو دیکھی آنکھ اوس صیاد کی
شیشہ آہو ہو گیا آہو چکارا ہو گیا

ردیف الف دیوان دوم

٣

یہ ترقی میری ہر دم حسن اوس محبوب کا	ماہ کامل زیر پائی کا ستارا ہو گیا

ختم ہی جادو گری تم پر کرای چشمان یار
ناسخ جادو بیان عاشق تمہارا ہو گیا

سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا	غل مچایا قمریون نے بھی مبارکباد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار	خنجر قاتل مجھے آئینہ ہی فولاد کا
الفت ابرو مین کھینچا ہی یہ ہاتھے پر الف	ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے مین مجھ آزاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم	ابر رہا اڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
کیون نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع	یعنی ہی والد کو لازم ٹھونے عیب اولاد کا
جا ہی قاصد وہ پری بھیجے اگر پیک صبا	توتیا ملجای میرے خانۂ برباد کا
عشق دلین ہی نہ دل سینے مین داغون کے سوا	ان چراغون سے نشان ہی خانۂ آباد کا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی	دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہی جو ترے رخسار تابان کی شبیہ	شمع روشن بنگیا ہی مو قلم بہزاد کا
قید ہوتی ہی ہوا فارغ مین ویرانے سے	کام نکلا ای جنون جلاد سے جلاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتی ہین اگر اعدا بھی ظلم	شبہہ ہوتا ہی مجھے محبوب کی بیداد کا
کوی جاتا ہی نکلجاتی کہین وحشت مین ہم	بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہی حداد کا

دیے فلک نے مرے سر کو کتنے ہی گل داغ | کلا نہیں کوئی پاؤں تلے جو خار آیا
چمن میں کوئی گل تر جو شاخ پر دیکھا | تو مجکو یاد وہ محبوب ناز سوار آیا
گئے جو کوہ کو سودای زلف یار میں ہم | تو وہ وہین مار سیہ بنکی یار غار آیا
کبھی جو سیر چمن کو وہ ناز سوار گیا | گل پیادہ یہ سمجھے گل سوار آیا
لب اوسکے پستہ دہن سیب آنکھیں بادام | کھلے جو دانت ہنسی میں نظر انار آیا
جو گوش گل پہ سنی باغ میں گیا چارہ | تنفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
تری سواری میں کب بچتے ہیں ای سرو | جلو میں صحن گلستان سے ہی چنار آیا
شکست پائی ہی توبہ کیطرح اسکو بھی | ہمارے پاس جو ای میکشو خمار آیا
یہ نازکی کہ ہیں معنی کہ باغ میں وہ گل | قریب آتش گل جب گیا بخار آیا
کبھی نہ قطرہ دیا تونے ساقیا مجکو | ادھر نہ آتش می کا کوئی شرار آیا
مثال سنگ گرانجان نہیں جو بیٹھ رہوں | کیا ہے جہاں میں صورت شرار آیا
لگا جو تیر ترا سینہ مشبک میں | میں خوش ہوا کہ مرے دام میں شکار آیا
دکھا کے ناخن آنکھیں چڑھی ہوئی لینے | وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اتار آیا

ولہ

ذروں کو تیرے نور نے اختر بنا دیا | ہر ثابت ان کو نیر اکبر بنا دیا

دیکھکر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلف سیاہ — موجۂ دریا نگل جانے کو اژدر ہو گیا

مجکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی — نکہت گل کی روش جامے سے باہر ہو گیا

ایکدم تسکین جو آنکھیں سے وہی آتشناک — جل گیا تار نظر ہر دیدہ اخگر ہو گیا

میں جو زندانی تھا انہیں ہنساتے سے ہوا آزاد مشر — طوق تھا جو میری گردن میں وہ خنجر ہو گیا

کر رہا ہوں شام سے میں انتظار اوس ماہ کا — دیدۂ بیدار ہر اک آج اختر ہو گیا

ہے عجب ... عدم بھی جو چلا اس راہ میں — اک قدم میں پیش قدموں کی برابر ہو گیا

سنگ گیلی پر وادر تکشت تیری ہو ٹھوکر حضور — پتھر انہیں میں جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا

پڑ گیا ہی عکس جو میرے تن پر داغ کا — سارے جسم یار میں پھولوں کا زیور ہو گیا

دیکھکر خورشید سا چہرہ جو غش میں گر پڑی — سایہ اپنا کوچۂ جاناں میں بستر ہو گیا

باغ میں یاد آگئی مجکو جو اوس گل کی بہار — پھر مرغ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا

تیغ قاتل نے جو کھولے میرے چھاتی کے کیواڑ — حسرت دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا

خجلت دندان جاناں سے گہر میں آب آب — سلک گوہر اپنی مژگان کیطرح تر ہو گیا

جیسے اوس مست کا منہ اک رنگ ہی پیش نظر — حلقہ اپنی چشم تر کا خاتم زر ہو گیا

مجکو جو ہم میکشی میں جب کیا حاکم ز قتل — جسم ہے سر خم سر ہے جسم ساغر ہو گیا

میسا یہ میں جاکے بے ساقی نہ پی میں نے شراب — آج اس ظلمت کدے میں میں سکندر ہو گیا

کھیاہی میں نے اس انداز سی گریبان چاک
کہ سینۂ دشمن بے درد کا فگار رہوا

جو وصف زلف کی لکھی قلم بنا انگلی
دہن دوات کا مثل دہان مار رہوا

یہی وظیفہ ہی دن رات مجکو مستی مین
چڑہا دن جام کوئی نشہ کا اوتار رہوا

موا ہون فرقتِ گل مین تو سبزۂ گل گور
مرا برنگ رگ گل بدن ہزار رہوا

شگفتہ تازہ جنون داغ عشق کا پہولا
خبر کسے ہی کہ کب موسم بہار رہوا

تمام عمر پیا میں نے غم مین خون جگر
جہان مین نام مگر رند بادہ خوار رہوا

غلام حیدر کرار ہون مین آی ناسخ
مرا عدو جو ہوا زیر ذو الفقار رہوا

ولہ

کاروان باد بہاری کا روان ہو جائیگا
ایکدن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

جان پائیگا چمن ایکدن تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا

انقلاب دہر تب اوس سے ملا دیگا مجھے
پیر جب ہو جائونگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جائینگے دانت
کیا کشادہ پھر رزق اپنا دہان ہو جائیگا

بالے کے موتی ہین تارے روئی تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

باغ مین ہر غنچۂ گل عطردان ہو جائیگا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

جسنے دیکھا تجھے ای یار ہوا دیوانہ | ہی تماشا تر سے ہر ایک تماشائی کا

سبزہ رنگون کی یہ ہی خاک مقرر ناصح
سبزہ رنگ اسیلیے آتا ہی نظر کائی کا

ہجر جانان سے رہائی کا قرینا ہوگیا | سہل مرنا ہوگیا دشوار جینا ہوگیا
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہی زر کا مطیع | ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہوگیا
کیون نہوا ایسا عروج نشہ می ساقیا | تا فلک موج ہوا کا کیا ہی زینا ہوگیا
وادی دل ہی تجلی گاہ جانان رات دن | اندلون سینا ہمارا طور سینا ہوگیا
سال بھر سے مصحف روی صنم دیکھا نہین | وہ رجب کیا اس رجب کا بھی مہینا ہوگیا
یار کی شمشیر ابرو اسقدر ہی آبدار | تیغ پر خجلت سے ہر جوہر پسینا ہوگیا
کون ہی اس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین | چشمہ خورشید بھی اب چشم بینا ہوگیا
خاک ہی اب آب ہی فصل بہاری مین شراب | شیشہ ساعت بھی می کا آبگینہ ہوگیا
گر گئے گلبن زمین مین دیکھکر بوٹا سا قد | تھا کف گل مین جو زر گویا دفینا ہوگیا
جسطرح معدوم ہوتے ہین ستارے صبحدم | عہد پیری مین دم اخالی خزینا ہوگیا
پرتو جانان ہی میرے کالبد مین جا بروح | آئینے کی پشت گویا اپنا سینا ہوگیا
رنگ پاتے سبز سونا بنگی کندن سے گال | مبتذل تشبیہ ہی سونے پہ مینا ہوگیا

دیوان دوم ناسخ

۸

کشور فقر مین مین برہنہ سر شاہ ہوا
سلطنت کا مری سر پر جو نہ افسر آیا

درد سر مجکو جو غربت مین ہوا دل نصیب
بدلے صندل کے وہ میری جبین پر آیا

اپنے جامے سے وہین ہوگئے باہر لڑکین
گھر سے پوشاک بدل کر جو وہ باہر آیا

جرم مستی یہ ہوا سر جو قلم ناسخ کا
دیر مین صورت مینا تن بے سر آیا

ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا
خواب دیکھا نہ کبہی بخت کی بیداری کا

کام خونریزی ہے اوس یوسف بازاری کا
جان بیچی جو کرے قصد خریداری کا

رحمت حق ہے سبب میری گنہگاری کا
ابر کرتا ہے اشارہ جو مے خواری کا

وصف خط ہے کہ مین دلوا انہیں کہدیں صفا کم
سامنے ہو جو دل ان کے نگہ کر کے ایک باری کا

کور آنکھین ہین جن کے بطور سے روتے روتے
اور چارہ ہے نہین درد کے بیماری کا

معنی شعلۂ آواز مین تشک ہو جسکو
دیکھیے عالم ہے سے نالوں کی سرباری کا

ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش لو پہنچا ہی شبر
دل میں دروازہ ہے اوس گنبد زنگاری کا

نقشہ مین جز قدم یار نہین کرتا مدولتا
بیخودی مین بہی مجھے دھیان ہے ہشیاری کا

ہے وہ نخل چمن حسن ہین پہول اوسکے
جسم محبوب مین کرتا نہین پہلکاری کا

شہسواری کا جو اوس چاند کے ٹکڑے کو ہے شوق
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا

تا بہ میخانہ پہونچ جاؤن تو بچ جاتی ہے جان | ساغر مے پیش تیغ غم سپر ہو جائیگا
تیغ قاتل شاخ صندل سے اثر مین کم نہین | سر کٹے گا درد سر اور درد سر ہو جائیگا
طور کا شعلہ ہماری شمع رو کے سامنے | سنگ مین پنہان ابھی مثل شرر ہو جائیگا
سو ہی مسکن ہم چلے جاتے ہین مسکن چھوڑ کر | ساتھ اپنے ہی تمام اپنا سفر ہو جائیگا
حال بیتابی کہون کس سے کہ یہ سیماب ہے | کان مین جسکے پڑیگا بس وہ کر ہو جائیگا
کسقدر یہ نام خدا وہ طفل ہے شیرین ادا | اسکی نے بھی پیران نیشکر ہو جائیگا
عارض پر نور پر خط کی جو ہے بالیدگی | غم سے اب گیسو ترا موی کمر ہو جائیگا

ناسخ اپنے دن پھرینگے دشت غربت مین اگر
آبلہ ہر ایک تلوے کا گھر ہو جائے گا

تیرے جاتے ہی ہوا رنگ چمن ہو جائیگا | برگ گل جو ہے وہ برگ یاسمن ہو جائیگا
کام فرما جب مرا شیرین دہن ہو جائیگا | بے ستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائیگا
ایکجون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا | جو لگاویگا وہ پتھر حرز تن ہو جائیگا
بام پر نکلے نہ تم آؤ شب مہتاب مین | چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین مجھ ناتوان عشق کو | پوست ڈھیلا ہوکے تن پر پیرہن ہو جائیگا
ایسی حسرت نے اتری آنکھین ہین اے صبا خلق | دشت آہو ہمارے گسن کا چمن ہو جائیگا

۹

دیوان ناسخ

ولہ

[illegible]

اب آپ کی سرکار میں کیا کام ہمارا

ولہ

گھر میرا ایک جنون نے جو برباد کیا

[illegible]

جہاں کی کسی کو ئین میں وہ یوسف مرا اگر
دیوان کیوں سمجھوں نہ شیبوں کو کمت
کرتا ہوں کس طرح کیوں نہ دانی نگاہ پاک
کرتا ہوں بیچ دوری جاناں میں فکر شعر
ای شہسوار اگر گیا کشتۂ نگاہ
ہی میرے سر پہ آتش داغ جنون وہ تیز
چھلکے جو کہ شیشے میں جلسہ میں نہ جام می
خالی نہیں ہے فتح سے قاتل کی کوئی بات
رہتا ہے حضور جو ہوں میں حضور سے
آواز تیری نغمۂ داؤد سے ہے اگر

ہشتبہ ہو عکس شعلۂ رخ سے تنور کا
قرآن میں بھی ذکر ہے غلمان و حور کا
یاں چشم تر ہے جام شراب طہور کا
مضمون کس طرح مجھے سوجھے نہ دور کا
پونہچا دے قبر میں ہے نتیجہ قصور کا
ہر سنگ طفل لگتی ہے ہو سنگ طور کا
یہ میکدہ مقام نہیں ہے غرور کا
تلوار کو بھی چاہیے اب سنگ طور کا
اب قافیہ بھی بند نہیں سکتا حضور کا
عالم ہے صاف مصحف روئے زبور کا

ناسخ لگی جو سنگ تو سودائی یہ کہا
ہر سنگ میں شرار ہے نیر ظہور کا

جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا
اول تو نہ قاصد کو ہے کوئی ہم یاد

بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کم ہو وہ نگین جس پہ کھدے نام ہمارا
پہونچے تو فراموش ہو پیغام ہمارا

ولہ

ولہ

[illegible]

[illegible]

گلکو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا / یاسمن کو دیکھکر اوسکا بدن یاد آگیا

آج مجھکو دشت وحشت میں وطن یاد آگیا / بوی گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا

گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین اے صبا / آئے جب مزدور مجھکو گورکن یاد آگیا

ہون وہ وحشی لپیٹ بھولا رہا پوشاک کو / جب کفن پہنا تو مجھکو پیرہن یاد آگیا

سر سے پا تک اپنی شعلہ کیطرح تھرا گئے / شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد گیا

تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان / ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا

وادی غربت مین جسدم ہوگیا جوش جنون / ہای کیا مجھکو وہ طفل سنگزن یاد آگیا

توڑ ڈالا شیشے جو پیمانہ سے کشو / میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا

جب نہایا مین تو آیا غسل میت کا خیال / قطع جب ہونے لگے کپڑے کفن یاد آگیا

کیونکہ پھاڑون پیرہن پیراہن گل کی طرح / فصل گل آئی مجھے دیوانہ پن یاد آگیا

تیرباران ہوگیا موج ہوا سے دشت مین / جب مجھے غربت مین وہ ناوک فگن یاد آگیا

ای عزیزو آج میرا جی نہ ڈوبا جای کیون / اپنے یوسف کا مجھے چاہ ذقن یاد آگیا

ہون جو یون خاموش ای ہمدم نہین تجھسے خفا / آج مجھکو وہ حسین کم سخن یاد آگیا

ہوگیا جوش جنون چلنے لگی باد بہار / لالہ کو دیکھکر داغ کہن یاد آگیا

اپنے سر کو پھوڑ کر اے جان شیرین [illegible] / بیستون پر مجھکو ناسخ کوہکن یاد آگیا

[illegible]

[illegible]

وصف ابرو بعد مژگان کی جو مین لکھنے لگا
تیر سا سیدھا قلم مثل کمان خم ہوگیا

پھول لالے کے نظر آتے ہین انگارے مجھے
باغ تھا جنت سو فرقت مین جہنم ہوگیا

نام کندہ اوس پری رو کا نگین دل مین ہے
جسکی چاہت مین سلیمان جھلکے خاتم ہوگیا

کیون نہ دم توڑون کہ جبتک دم نکلتا ہے مرا
ناسخ ان روزون قیامت کا وہ عالم ہوگیا

ولہ

قاصدی کا کام تجھسے ای صبا ہو جائیگا
یا یو ہین حسرت مین دم اپنا فنا ہو جائیگا

ولہ

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہوگیا
اب تو ساقی کی جدائی مین مرا قل ہوگیا

بعد مرنیکے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا

استعداد مضمون لکھے کاکل محبوب کے
ریشہ بھی اپنے قلم مین تار سنبل ہوگیا

تیری ابتری سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل
گل سی بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہوگیا

عشق نے شکوہ دکھایا آج اعجاز جلیل
آگ سے پیدا ہماری ہاتھ کا گل ہوگیا

جیسے مرنے سے نہو ای نوجوان ہرگز ملول
صبح پیری تک چراغ زندگی گل ہوگیا

یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہی یا اعجاز ہی
پنجہ صیاد مین مرغ حسن گل ہوگیا

ولہ

مے سے روشن ہے ایاغ اپنا
گل ہو ساقی چراغ اپنا
بے سر ہی مین نہ ہو گیا دماغ اپنا
خشک ہے ایسا ایاغ اپنا
صحبت رند جبسے آئی ہمکو
نہین ملتا ہین دماغ اپنا

۱۲

[illegible]

۱۳۳

عشق ہوتا ہی حسینونکو نظر بازون سے	دی بصارت ہمین یوسف نے جو یعقوب آیا

دور سے مجکو جو آتے ہوئے دیکھا ناسخ
سالک دشت جنون بولے وہ مجذوب آیا

اس ادا سے چلے جو یار اپنا — نقش پا کیون نہو مزار اپنا
آپ مین آئین جائین یار کے پاس — کب سے ہی مجکو انتظار اپنا
ہے مقلب قلوب کا جو خدا — کیا بتو دل پہ اختیار اپنا
بیخودی مین یہ کون یاد آیا — خود بخود دل ہے بیقرار اپنا
یاسمین و ہوب پسے ہوئے گل سرخ — دیکھو آئینے مین عذار اپنا
ساتھ صحرا مین بھی ملے اغیار — ہا ہی جاتا رہا شکار اپنا
آگے آگے ہوئی ہو روح روان — پیچھے پیچھے چلا غبار اپنا
ہے جو اس چاند کے جلو مین رون — چاندنی ہو گیا غبار اپنا

بعد مرنے کے آج اے ناسخ
عوم ہے سوی کوی یار اپنا

دیکھے او ترا پیرہن اپنا — ماہ کنعان کرے کفن اپنا
دشت غربت مین دیکھکر تجھکو — آج بھولا مجھے وطن اپنا

ولہ

ہیں جو تیرے رخ جان بخش کے نظارے کو — ای صنم چرخ چہارم سے مسیحا اوترا
ہم تو حاضر تھے پہ لیکن نہ کیا تو نے ہی قتل — تن سے اوترا جو نہ سر بوجھ تو سر کا اوترا
بخدا حلۂ فردوس سی بھی مین گذرا — دیکھیے پھر کفن پیرہن اپنا اوترا
دوپہرے تیرے کوچے مین ہم آ کے بیٹھے — ہو گئی شام نہ دیوار سے سایا اوترا
اشک حسرت ہے یہ وقت وداع جانان — گرمی تیری سے جو نکلا چڑھی گنگا اوترا
خم کی خم صحبت ساقی مین چڑھا جاتے تھے — ہجر مین حلق سے یا ایک نہ قطرہ اوترا
یون فلک سے کبھی اوترے شہاب ثاقب — جس طرح بام سے اپنے وہ بھبھوکا اوترا
سمجھیے سنگ کے ٹکڑے سی یہ نکلا خورشید — یان جو داغ سر شوریدہ سے پھاہا اوترا
چشم زاہد مین بھی گو خوار گنہ ہون سے مگر — مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا
کس کی الفت مین مجھے ہوش سے کچھ کام نہین — چڑھ گئے آنکھ سے سودے کے جو نشا اوترا
بار دامن سے اگر چاہے کہ یون میری گر — آستین کا یہ ہوا بوجھ کہ شانا اوترا

نہین جیتا ہون کسی کی بھی نظر پر ناسخ
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا

محو خط عارض محبوب کا — منتظر رہنے لگا مکتوب کا
ترک کرا دیا کسی اسلوب سے — عشق اوس محبوب خوش اسلوب کا

دشت جنون مین شام غریبی کو دیکھکر | آیا خیال مجکو جو گیسوی یار کا

جادی دکھائی دیتی ہین مانند اژدہا
کانٹون مین صاف زہر ہی دندان مار کا

وله

جوش ہی کیا ہے تیرے آتے ہی شراب ناب کا | بنگیا خم ساقیا گویا کنوان سیماب کا
کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دل بیتاب کا | خط مین ہو جاتا ہی عالم ماہئی بے آب کا
اوسنے جو پوچھا پسینا روی عالمتاب کا | بنگیا رومال کونا چادر مہتاب کا
کر سکین اغیار کیونکر خون مجھہ بیتاب کا | ہر کسی سے کشتہ ہو سکتا ہی کب سیماب کا
ذکر کیا ہی ہجر ساقی مین شراب ناب کا | جبکہ اپنے حلق سے اترے نہ قطرہ آب کا
عشق گیسو مین یہ عالم ہی دل بیتاب کا | تا کہ پیچان جو ہی اک سانپ ہی سیماب کا
بوسے لیتے ہی ترا بالی کی مچھلی ای صنم | ہی ہمارے دلمین عالم ماہئی بے آب کا
کیا ہے مر دل کیطرح شیشہ بھی پرخون ہو گیا | ہو گئی گلگون ہے ساقی مزا خون ناب کا
نسبت انجل کیا ہی تیری چشم خواب آلود سے | طور نرگس مین ہے میر دیدہ بیخواب کا
کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ | ہی یقین خورشید پر بھی کرمک شب تاب کا
کم ریفقاعت کرتے ہین وہ جوش وخرد | توڑ ہوتا ہی کسی دریا مین کب سیلاب کا

١٥

وصف جب وسمہ ساعد سیمین کے مین لکھنے لگا
ہاتھ مین خامہ مرے برگ شاخ سنبل ہو گیا

رنگ گل اڑتے ہی سوی عارض جانان چلا
طائر نکہت اسیر دام گیسو ہو گیا

رو رو شفے کے بعد تب آیا ہون تیرے در پہ مین
خواب مین جب میرے گھر سو مرتبہ تو ہو گیا

کوئی بھی دشمن نظر آتا نہین اے غیر دوست
قصۂ ناسخ دوئی کا تھا سو یکسو ہو گیا

میرے رونیکے سبب سے قد جانان بڑھ گیا
خوب جو بارش ہوئی سرو گلستان بڑھ گیا

اسقدر سیلاب میرے آبلون نے کر دیا
پاؤن سے سر تک اک خار مغیلان بڑھ گیا

کیا صبا لائی ہے مژدہ آمد محبوب کا
ناگہان میرا چراغ داغ ہجران بڑھ گیا

چشم کم سے خلق کیجانب نظر کرنے لگا
اپنے رتبہ سے ذرا جب کوئی انسان بڑھ گیا

ڈال دی محبوب نے زنجیر بہر انتقام
جب ہمارا ہاتھ سوی زلف پیچان بڑھ گیا

کم ہوا خط شعاعی سے فروغ آفتاب
کچھ نہین غم گر خط رخسار جانان بڑھ گیا

تھا مجھے جب شوق وحشت تنگ آتا تھا نظر
گھٹ گئی جو طاقت پا کیا بیابان بڑھ گیا

پیری آئی کودکی سے ہے مگر غفلت وہی
کیا ہمارا ہای خواب پریشان بڑھ گیا

بال اپنے جن دوائون سے بڑھائے یار نے
کیا ادنھین سے گیسوی شبہای ہجران بڑھ گیا

ابتو شاید یار کے جور و ستم کا ہو چکا حساب
ہجر کا دن روز محشر سے دو چندان بڑھ گیا

لگے صحرای عدم سے بھی یہ عریان بڑھ گیا
نقد آمد رشتہ نقش کیا دو مجھے کچھ اور بھی
تم سے جو مشتری یان تخفیف بڑھ گیا
استیاق نامۂ جانان کے جو مضمون کھی
نامۂ اعمال سے ناسخ کا دیوان بڑھ گیا

دیکھنے والے ہیں اشکوں کے طلاطم ناسخ
کیا بھلا ٹھہرے کوئی اپنی نظر میں دریا

گل کو جب دیکھا ترے تصویر کا دھوکا ہوا
بول جب بلبل تری تقریر کا دھوکا ہوا

دھیان اوسکو کہتے ہیں آیا نظر جو طفل اشک
دیدۂ تر کو اوسی بے پیر کا دھوکا ہوا

ہوں وہ مجنوں خون پایا جب ہوئی زنجیر لال
خاک صحرا پر مجھے اکسیر کا دھوکا ہوا

ہم جو بے قاتل پے گلگشت گلشن کو گئے
شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دھوکا ہوا

بھاگے ہم زاہد تری مسجد کو زندان جانکر
دیکھکر تسبیح کو زنجیر کا دھوکا ہوا

بڑھ گیا وہ نوجوان میں پیر سمجھے رہگیا
راہگیروں کو کمان و تیر کا دھوکا ہوا

رنگ اوڑا ایسا لب میگوں ساقی کے حضور
جام مے پر مجکو جام شیر کا دھوکا ہوا

ہجر میں آلودۂ خون گل ہیں مثل کوہکن
آب جو پر مجکو جوی شیر کا دھوکا ہوا

صاف دیکھی تیری صورت اپنی صورت دیکھکر
آئینہ پر صفحۂ تصویر کا دھوکا ہوا

رات ہم سمجھے ترا رخسار تاباں چاند کو
چاندنی دیکھی تری تنویر کا دھوکا ہوا

مینے دیکھی رات بدلی میں جو بجلی کی چمک
دود آہ و نالۂ شبگیر کا دھوکا ہوا

جابجا دیکھیں جو نہریں اشک ناسخ کی رواں
کوچۂ محبوب پر کشمیر کا دھوکا ہوا

تیر کرتا تھا وہ قاتل تیغ اب چلتی نہیں
ہے یہ سنگ قبر میں عالم سے مقناطیس کا

نقد جاں لائی ہے نالی سوں لغہ اوس ماہ سے
مشتری رکھا ہے نام اتنے لیے جبیں کا

اوس مسیحا ہی نماں سے ہے یہ ناسخ کا کلام
کچھ علاج آتا ہے تجھکو میر ولکی نہیں سکا

ولہ

دم بلبل اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو چمن سے نکل گیا

لایا وہ ساتھ غیر کو میرے جنازے پر
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا

ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشیں
شعلہ وہ بن کے میرے دہن سے نکل گیا

ابکی بہار میں یہ ہوا جوش اے جنوں
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

اوس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزاں
ہر گل بھی ساتھ اوس کے چمن سے نکل گیا

اہل زمیں نے کیا ستم تو کیا کہ اے
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا

گلشن سیاہ منزل اولی غربت ہے لکھنؤ
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

پرتو فگن جو وہ بت پر نور ہو گیا
قلب صنوبری شجر طور ہو گیا

ساقی شراب صاف کی تاثیر کھینچنا
جام سفال ساغر بلور ہو گیا

ہے بعد مرگ بھی اثر اپنی نگاہ کا
آیا عذاب کا جو ملک حور ہو گیا

مضمون جو اپنے رونے کا مینے رقم کیا
ناسخ وہین دوات کا گرداب ہوگیا

جب بیان یار کا مضمون قلم ہوجائیگا
خط مسطر جادۂ راہ عدم ہوجائیگا

میکشو جسوقت ساقی کا کرم ہوجائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہوجائیگا

جب چلیگا باغمین تن تن کر وہ سرو روان
طوق قمری کیطرح شمشاد خم ہوجائیگا

پھیر دیگا دن ہمارے جب مقلب دہر کا
داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہوجائیگا

یون نہ ہوتھوتھین دو بار سیاہ زلف کو
ای پریرو چشمہ حیوان آہین سم ہوجائیگا

ٹیبر ولیسے مجھکو کیا صورت تیری ہوتی نہین
آینہ بھی صاف ہر تو سے صنم ہوجائیگا

جاؤن کیا بریار ہوگا باغ میدان قتال
سرو آگے لشکر گل کے علم ہوجائیگا

ہی یہی رنگت حنائی پای جانان کی اگر
پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہوجائیگا

تو نہ جائیگا اگر گلگشت کو ای رشک گل
داغ لالے کا چمن مین داغ غم ہوجائیگا

مینہ کے کھلنے کی علامت ہی شفق کا پھولنا
لال وہ جھجھر ہوا رونا بھی کم ہوجائیگا

گیسوے جانان کے لکھونگا جو مین مضمون اگر
خامہ میرا رفتہ رفتہ موقلم ہوجائیگا

رہنے دے ای آسمان مجکو نہ ہین مجھی زار و نزار
زر بھی جب تجھسے جدا ہونگا درم ہوجائیگا

شکر و شکوہ سب سوہ جاوینگا ای ناسخ یہی
دوست و دشمن کا وجود اک دن عدم ہوجائیگا

کو فصل بہار آئی نہ آباد مین وہ گل
جھونکا کوئی چلتا ہی ابھی باد خزان کا

نے صید فگن جان چلی تیر کے مانند
سینے سے بدن زار ہی ہی طور کمان کا

شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
جھوٹا ہی مرے منہ مین لعاب اوسکے دہان کا

محروم جو رکھتا اوسے منظور ہی میرا
کہتا ہی بطرافت سے کہ لے بوسہ یہان کا

ظاہر کی اطبا تو سمجھین گے مگر یان
عیسیٰ سے مداوا ہو مرے درد نہان کا

لشکر کی صفین ہونگے جنازے کے نمازی
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا

ہی صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل
ہی صور کی آواز مجھے شور اذان کا

سلوائی مرے سینے کے کیون زخم نہ قاتل
ان رانہو نسے میرا دل بسمل اسی جہان کا

یون ہو کے سبکدوش جو چلنے کو ہو طیار
کچھ تو کہو ناسخ کہ ارادہ ہی کہان کا

ذائقہ شیرۂ جان سے ہی سوا بوسے کا
نالے گو رند بھولے گا مزا بوسے کا

شوق مین آ گئی ہی جان مرے ہونٹھون پر
آج ایسا ہی کر وعدہ وفا بوسے کا

خوش نہوتا تو کبھی ہنسکے نہ کہتا بیرنگ
کیا ہوا اوس سے جو سائل ہین ہوا بوسے کا

دیکھ رخسار صنم دلمین ہو منصف نہ اہد
سنگ کی سو دیہ ہی کیا لطف بھلا بوسے کا

یار کہتا ہی نہ بوسہ تجھے دونگا ہرگز
چاند کے گال کو یہ داغ لگا بوسے کا

ادس گل نے جو کل شکوہ کیا بوسے کا

ولہ

کم نہین ہار سیہ سے زہر زلف یار کا
کان کا موتی ہوا چھالا دہان مار کا
اسقدر بیماری فرقت سے ہون ناتوان
او بٹھ نہین سکتی عصا ازکر کسی مار کا

۲۰

استقدر کا فریبوں کا مینے نظارہ کیا
کیا عجب سایہ پیمبر کا اگر معدوم تھا
سینے زخمونکو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے
تیر بھی مجھپر نہین وہ پھینکتا اتنے لیے

طور ہی آتا نظر مین رشتہ زنار کا
دیکھ لو سایہ کہان ہی میرے جسم زار کا
پہلے لا جراح ڈورا یار سے تلوار کا
جانتا ہی بوسے لونگا لب سوفار کا

وصف اک سطر باپیسر کی لکھتے ہین ناسخ جو ہم
اب قلم پر ہی گمان منقار موسیقار کا

ولہ

ثنای ابروی خمدار سے ہی بیان اپنا
سوای تیغ نہین کوئی ہمزبان اپنا

یہ شوق بعد فنا سے کہ بے اعانت عشق
اوسی گلی کو جنازہ ہوا روان اپنا

ہوا اس جہان سے جدا اندنون جہان اپنا
زمین سے ہی کہین پست آسمان اپنا

اسیر ہم جو قفس مین ہین تو ہمارے عوض
ہوای باغ مین اوڑتا ہی آشیان اپنا

برنگ پنجہ خورشید نقش پا ہی ترا
بلند بام فلک سے ہی آستان اپنا

روان کیا ہی اگر تمنے کشتی می کو
ہوا ہی ہوش مین اوڑکی بادبان اپنا

گھلا دیا ہی غم نوجوان نے پیری مین
سفید بال ہی ہر ایک استخوان اپنا

ہوای نکہت گیسوی یار مین اب تو
بنا ہی موج ہوا جسم ناتوان اپنا

ہزار ضعف ہی پر زور عشق ہی سو ہی
ہوے ہین پیر مگر بخت ہی جوان اپنا

۲۱

ولہ

پوچھنے کی نہیں طوفان بلا کو حاجت	جانتا ہی ہیرے ویرانے کو وہ گھر اپنا
ہی کبھی کوچہ جاناں میں ہمیں ہی کبھی	طائر روح ہی گردان کبوتر اپنا
خاک پر لوٹتے ہیں فرقت محبوب میں ہم	چاندنی ہی شب مہتاب میں بستر اپنا
لوگ سمجھے ہیں غلط نیتا بان اوسکو	ہمنے وحشت میں اوچھالا ہی یہ افسر اپنا
اپنے طالع میں ہی ای رشک قمر پامالی	ہی ستارا تری پاپوش کا اختر اپنا
اشک حسرت کے سوا بادۂ گلرنگ ہی ہی	مثل زاہد کبھی دامن نہوا تر اپنا
اتنی حسرت سے ہوں میں وادی وحشت میں خراب	که وطن جاؤں تو پاؤں نہ کبھی گھر اپنا
کھول دیتا ہی اگرچہ ہر شمشیر کیسی	چھپ گیا تیری نجت سے جوہر اپنا
ساقیا شیشۂ گردون ہوا ہی کیا چور	پھینک مارین ہم اگر مستی میں ساغر اپنا
ذکر پرواز تو کیا تنگ ہی ایسا یہ چمن	جھاڑ بھی سکتے نہیں ہم کبھی شہپر اپنا
دھیان اوس کو ہی کا ناسخ جو ہی مانند حسن	گھر میں ہم بیٹھے ہیں اور ڈھونڈھتے ہیں گھر اپنا

ولہ

کہاں وطن سے ہوئی ہیں خانماں خراب جدا	ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جدا
ہوا ہی آج جو وہ رشک ماہتاب جدا	بدن کو جان سے کرتا ہی اضطراب جدا
ہوا نہ پیر میں بھی ساغر شراب جدا	ہوئی نہ صبح سے جس طرح آفتاب جدا

۲۳

ہاتھ میرا ہے ہاتھ گلچین کا
روی جان ہے پھول نسرین کا

گل رخسار کا نظارہ ہوا
گل میری چشم عاقبت بین کا

سر پر ایسا ہی سوز داغ جنون
شعلہ ہر پر ہے میرے بالین کا

کیا تری کفش پا مین ہی خوشبو
شبہ ہے ناف آہوے چین کا

جلسے غربت مین ہین خانہ بدوش
صاف عالم ہے خانہ زین کا

مزرع چیخ مین نہین برکت
کب سے ہے ایک خوشہ پروین کا

کوہکن سنگ زن نہین تو نہو
سر کو کافی ہی سنگ بالین کا

ہوگئے تار سیم بال تمام
تکیا دھیان ساق سیمین کا

یاد آیا مجھے وہ مصحف رو
نزع مین وقت ہی جو یاسین کا

ہون مین اک شیر نیستان سخن
خوف کیا مجھکو شیر قالین کا

میرے اشعار ایسے ہین چیدہ
کر نہین دخل یہان سخن چین کا

خبر مرگ غنچہ ہے خط مین
یہی مضمون ہے میری تسکین کا

طبع رنگین ہے کافی ہے ناسخ
شوق کب ہے لباس رنگین کا

رہا ہون تجھسے مین اے ماہ یکسان جدا
نہ ایکدم تو بھلا گال سے ہو گال جدا

پوچھ اب وہاں سے او قاتل عالم گلال
تیغ ابرو پر کسیکو ہو نہ شبہہ زنگ کا

کر لیا ایسا تباں سنگدل کے دل میں گھر
بنگیا ہے دل ہمارا اب شرار سنگ کا

ایک دریا اشک حسرت نسے رواں کرتا ہوں اور
جب نظر آتا ہے مجھکو وہ کنارا گنگ کا

ملی نہیں ہوتا زما فرقت محبوب کا
ابلق ایام میں عالم ہے اسپ لنگ کا

کب زمانہ اپنی نیرنگی دکھاتا ہے مجھے
ہے دلا جلوہ کسی محبوب کی نیرنگ کا

دن نہیں پاتا ہے اسکے روی وش کا خیال
شب نہیں ہے تصور کاکل شبرنگ کا

کیا کوئی جاندار اوس قاتل سے جانبر ہو بھلا
کٹ گیا تیغ نگہ سے قافیہ چو رنگ کا

اپنی خلوت میں بھی وہ تنگ کبھی ہوتا نہیں
خوش ہے چشم خیال ناسخ دلتنگ کا

اوڑا کے ساتھ یہ مشت غبار لیتا جا
تجھے رکا ہے میں تو سوار لیتا جا

چلا عدم سے میں جبر او تو بولی تقدیر
یہاں میں بیٹھنے کو کچھ اختیار لیتا جا

شگفتہ غنچہ امید باغ کر اے گل
خزاں میں ساتھ نسیم بہار لیتا جا

ہوا ہے آج تو سر شوریدہ زینت فتراک
ہمارے دوش سے صیاد بار لیتا جا

صراحی کہتی ہے مجھسے کہ مغتنم ہے یہ دور
پیالی متصل اے بادہ خوار لیتا جا

دلا نہیں یہ خرابات جا سے کیفیت
ہرای بادہ کو تو خمار لیتا جا

زمین شعر کی مردے جو میں کرتا ہوں میں زندہ
اثر ہے ابر رحمت سے سوا معجز بیانی کا

شعار اپنا ہوا ہے بت پرستی اندنوں زاہد
اثر یہ ہوگیا شاید ہمیں گنگا کے پانی کا

ہوا فرقت میں کیفیت ایسا میکدہ ساقی
کہ ہوتا ہے شراب صاف پہ اشتباہ پانی کا

کسیکو صبحدم ہوتے نہیں شب کی ہی آسایش
مجھے پیری میں یاد آئے نکیوں عالم جوانی کا

بہت پھولو نہ مست پرندیوں کی خوشامد سے
یہاں ملتا ہے عہدہ مدح خوانکو ثنا خوانی کا

دکھتا ہے جو کندن سا بدن ہر ایک جلیلے سے
تو یہ جاگی کی گرتی ہیں ہے عالم کامرانی کا

ہوی اخوند جی بھی مبتلا اوس طفل گلرو پر
دبا کے سبق گلچیں کو عہدہ باغبانی کا

ہوئی حرز زبان الفاظ مثل کینہ قاسم
بیان کرنے لگا جس دم میں اپنی ناتوانی کا

اثر دیکھو نگاہ مست ساقی کا کہ گلشن میں
ہوا ہر برگ گل ساغر شراب ارغوانی کا

نکیونکر وصل میں صبح خندان شام ہو جائے
اثر ہے اے صنم تیرے لباس زعفرانی کا

مرا مکتوب گویا قاصد امشل زبان ہوگا
ہر اک مضمون میں عالم ہے پیغام زبانی کا

رسائی غیر نے پائی کوئی قصہ ہو برپا ہو
مری نیند اوڑ گئی شوق اونکو ہے جیسی کہانی کا

بڑا اکال ہے ناسخ غم عالم فراہم کر
ارادہ ہو اگر آجیسخ اوسکی مہمانی کا

دیدہ یوں چھیے اوفرہاد یک میں ہوگیا
ہم نے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہو گیا

رہی سہاسی شعلۂ آواز شعلہ طور کا
لن ترانی اوس مغنی کا ترانا ہوگیا

اوڑ گیا مجکو نظر آتے ہی کیا وہ شہسوار
رشتۂ نظارہ گویا تازیانا ہوگیا

گڑ گئے گلبن چمن مین رشک سے تیر حضور
آب رنگ گل صاف قارونکا خزانہ ہوگیا

بنگیا کیا یہ گھل کر رشک سے مثل ہلال
خوشۂ پیروین بھی تیر آگے دانا ہوگیا

کہتے ہین دیوانگی جسکو وہ ہی فرزانگی
ہوگیا بہلول دیوانہ تو دانا ہوگیا

زلف پیچان کا تصور اسقدر رہنے لگا
خانۂ دل اندرون زنجیر خانا ہوگیا

حاجت سبحہ نہین دلمین تجھے کرتا ہون یاد
کیا کرون سودائے کا فی ایک دانا ہوگیا

جب ارادہ مینے ذکر سوز پنہان کا کیا
لبس پانکے بدلے آتش کا زبانا ہوگیا

تو وہ پتلا نور کا ہے تیرے تزئین کے لیے
ماہ آئینہ ہوا خورشید شانا ہوگیا

ہاتھ سے ای مرغ دل تجکو نہین چھوٹنا
اب تو گویا شاخ گل مین آشیانا ہوگیا

خاک اڑاتے جاتے ہین وحشی ہزارون ساتھ ساتھ
صحرے لاشے پر غبار اک شامیانا ہوگیا

اوس ستمگر سے نہ پایا میرے نامہ کا جواب
نامہ بر تنگ آکے دنیا سے روانا ہوگیا

جھک گیا ہون جیسے تیر عشق مین مثل کمان
خلق کی تیر نگہ کا مین نشانا ہوگیا

خود فروشی شوق سو کر سر فروشوں کے حضور
عہد اب تیرا ہی یوسف کا زمانا ہوگیا

پھر رہی ہے زور وحشت میرے ہی جوش جنون
فصل گل آتے ہی کیا ناسخ توانا ہوگیا

[illegible]

حسن مین سبقت ہی یوسف پر اوسے ۔ تھا جو دل اب وہ ثانی ہوگیا

مثل ساغر خشک ناسخ کا دماغ
ملے شراب ارغوانی ہوگیا

پیک فرخندہ فال آپہونچا ۔ پھر پیام وصال آپہونچا
پھر مبارک ہو صحبت ساقی ۔ موسم برشگال آپہونچا
چشم بے نور ہوگئی پر نور ۔ کیا وہ یوسف جمال آپہونچا
اڑگئی اب جائیگی کہان بجلی ۔ ابر باران کا جال آپہونچا
پھر نہ ہوگئی میری وحشت ۔ پھر وہ رعنا غزال آپہونچا
مثل خورشید چلکے دن سیاہ ۔ دھوپ سے لال لال آپہونچا
دشت سے کب وطن کو پہنچونگا ۔ کہ چھٹا بتوسال بتو آپہونچا
آتے آتے جو پھر گیا ہے خواب ۔ شاید اوسکا خیال آپہونچا

یہی مضمون خط مین ہے مرقوم
حسن کا اب زوال آپہونچا

ولہ

ہجر مین باغ کو مقتل کی برابر سمجھا ۔ سرو کو دیکھکے مین لاشۂ بے سر سمجھا

[illegible]

۲۸ دیوان دوم ناسخ

ہوا ہی حد سے زیادہ اقتدار مچھلی کا

کمند زلف میں مجبور ہی دل بیتاب
بھلا ہو شست میں کیا اختیار مچھلی کا

ہماری آنکھوں کے دریا ہا اشک جاری ہیں
خیال ہی تری بازو کے یار مچھلی کا

زیست ہجر بتوں شغل بیابان ای ناسخ
جب ملک تنغ ہیں آبادی کیتی تر سمجھا

تو جو آیا باغ وقف پایمالی ہوگیا
ہر گل تر صورت گلہای قالی ہوگیا

حسرت اسکے ساتھ سونیکی ہی کی یا للعجب
اندنون ہیں مثل تصویر نہالی ہوگیا

حاملان عرش تجھپر چھڑتے ہیں ای شمع رو
عرش بانند فانوس خیالی ہوگیا

داغ خون شاہد ہیں دیکھ اپنے در و دیوار کو
رات میں تیر حویلی کے حوالی ہوگیا

خون فشان رہتی ہیں آنکھیں ہو چکی جیسے شراب
کیوں نہ بھر آئے ملول شیشہ خالی ہوگیا

عرش کے توڑے ہیں تارے جای مضمون بلند
آج طرح امتحان طبع عالی ہوگیا

بارش ابر مژہ کے ساتھ چلانے لگا
مرغ دل بھی صاف مرغ برشگالی ہوگیا

دیکھتے ہی خندۂ دندان نمائی یار کو
رشتہ نظارہ بس سلک لآلی ہوگیا

عابد و زاہد چلے جاتے ہیں پیتا ہی شراب
اب تو ناسخ زور رند لاابالی ہوگیا

زار اسنے جسم کو کمر یار نے کیا
خنجر اسکو ابروی خمدار نے کیا

ایسے اثر کی آنکھ بنائی پری نے بھی
دیوانہ مجکو روزن دیوار نے کیا

ایسا طبیب کون ہی ای گل کہ بار ہا
تجھسے رجوع نرگس بیمار نے کیا

ولہ

گل ہی کیا مجروح ہی تیغ نگاہ یار کا
ہر کلی پر بھی ہی بیجا یا مرہم زنگار کا

اپنے سر کو اندنون سودا ہی زلف یار کا
مار پیچان بنگیا ہی پیچ تھا دستار کا

ہی جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا
چہرے پر نقشہ ہی جیسے روزن دیوار کا

نکلے کیا ارمان اوس محبوب کی دیدار کا
بخت ہی خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا

ہی تصور مجکو ہر دم ابروی خمدار کا
دل نہین گویا بغلمین میان ہی تلوار کا

ہو گیا ہون فرقت جانان مین ایسا ناتوان
توڑنا مشکل ہوا ہی آنسوؤن کے تار کا

ہنکی جاڑے یون بسر کرتا ہون کوی یار مین
خاک کا بستر ہی کمل سایۂ دیوار کا

گھل گیا ہون پر نظر بازی ہی آنکھون کی وہی
چشم مین عالم ہی شاخ نرگس بیمار کا

دوپہر سے جلتے ہین ہم مثل دوزخ ڈھونڈہین
سنتے تھے کوچے مین عالم خلد کے گلزار کا

دیو کا سایہ اوتر جاتا ہی اکثر ای پری
پر اوترتا ہی نہین سایہ تری دیوار کا

پلکین اپنی رو گئے ہین آنکھین ہین چراغ حجرہ
ہی سراپا ای صنم طالب ترے دیدار کا

ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت مین فقیر
کشتی دریوزہ ہی ہر عزم گنگا پار کا

ہو نہ برہم تجکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بند نشہ کسنے کیا ہی مردم بازار کا

کون ہی کافر جو ہیں محو نظارہ نہین
بنگیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا

۲۹

فقر کے عالم میں بھی اپنی وہی ہے عمر گئے
پھر کدیہ چاہیے کاسہ سر فغفور کا

حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندوں کو خدا دیتا ہے لالچ حور کا

ہو گئی طی راہ عدم کیونکر کہ مجھکو ضعف سے
اوسکے منہ تک ہاتھ لیجانا سفر ہے دور کا

پہلے کر لیتا ہوں گل اپنے سیہ خانے کی شمع
تب کہیں مضمون پاتا ہوں شب دیجور کا

دیکھا اوس شیریں دہن نے اسم عاشقوں کی بے وجود
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے سر شاپور کا

سو دیوں پر پھر یارب لطف سے خالی نہیں
کیا مزا دیتا ہے لٹنا خانۂ زنبور کا

جلوہ فرما ہو رہے ہیں شاید کبھی وہ برق حسن
اپنے گھر میں ہم لگائیں کیوں نہ پتھر طور کا

سوزش اپنے داغ میں بھی ہے ہر رنگ آفتاب
چاہیے جراح مرہم صبح کی کافور کا

ہاتھ میں جب مے کشی منظور ہے اوس مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہو گئے انگور کا

غیر حق آتی نہیں ہرگز زبان پر کوئی بات
ہے یہی اس دار فانی میں نشان منصور کا

تو نہیں ساقی تو مینا نہ میں اک برپا ہے حشر
شیشۂ مے میں نظر آتا ہے نقشہ صور کا

ہجر میں کیا میکشی ناسخ کہ سودا کی طرح
زخم نے دل کے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

تو نے ظالم دل روشن جو ہمارا توڑا
غل فرشتوں نے کیا عرش کا تارا توڑا

میری گردن کی بھی زنجیر اوتر دلے اب
آپ نے اپنے گلے کا جو ادا تار توڑا

عاشق زلف معنبر ہیں جو بیزار دماغ
کیوں نہ تیرا ہو اب اے عنبر سارا توڑا

کیا ہی حاسد ہے فلک جسنے کہ نوبت پائی
دم میں مانند حباب اپنے نقارا توڑا

پہنوں زنجیر میں اب عاشق دیوانہ ہے
میری گردن کا یہ کرتا ہی اشارا توڑا

کیا حسد ہے اگر اک شب نظر آیا مہ پر
ساغر ماہ کا گردوں نے کنارا توڑا

ولہ

نہین بعید کہ ہو سنگ حادثات سے چور
سپہر ہی کے مرے نظر و نہین نام شیشے کا

یہ ہے اشارۂ اوج سپہر مینا کی
ہر ایک شی سے ہے اعلی مقام شیشے کا

چھپا لی میکشی بزم غیر سے تمنے عبث
بنا ہے جسم تمہارا تمام شیشے کا

شراب شب ہے اگر جلوہ اوس سے کیجے دور
خیال آئے نہ کیون وقت شام شیشے کا

ہوئی یہ شیشے سے نفرت فراق ساقی مین
کہ ہے گلاب بھی مجکو حرام شیشے کا

ولہ

وحشیونکو کیا ہے مجھ وحشی سے یارانہ ہوا
شیر کا پنجہ برای موی سر شانہ ہوا

تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالی سب چمن
باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
شیشۂ می کا وہین لبریز پیمانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب انگلیان
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان بنگئی ہے گور مین مار عذاب
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا

صورت اوسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
اندنون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا

رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہوگئی
ہجر مین ہر قطرۂ می سبحہ کا دانہ ہوا

پیش غیر آتا نہین باہر رواق چشم سے
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا

غش سے چونکا کر مجھے کیا ہنسکے وہ کہنے لگا
بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا

ولہ

[illegible]

معشوق ہی میں ہے عاشق اللہ محمد	بندہ ہے علی پر ہو خریدار خدا کا

محشر میں کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو
یا احمد و حیدر ہوں گنہگار خدا کا

تیری زلفوں کا زمانہ مبتلا ہو جائیگا	دیکھ لینا بال بال اوسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہے کہ تیرے سامنے	گورا گورا چاند کا منہ سانولا ہو جائیگا
حسن وحشت خیز ایسا ہے تو کیسے آدمی	اے پری ہر جن بھی کتا باولا ہو جائیگا
آدمی کیا تو ہے ایسا گل کہ بلبل کسطرح	عشق کا ہر جانور کو حوصلہ ہو جائیگا
کوئی سے چاک پیراہن جو کر دیگا رفو	پنجۂ وحشت کو دم بھر مشغلہ ہو جائیگا

طاق کسریٰ میں تزلزل آ گیا ہے ایکبار
تربت کسریٰ میں ابکی زلزلہ ہو جائیگا

ولہ

کیا گذر اوسکی دہان تنگ سے ہو بات کا	کھل گیا مستی سے رستا عید ظلمات کا
باغ میں سنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا	یاد آیا مجھکو اے گل لطف تیری بات کا
روتے روتے ہم ذرا تڑپے تھے بالاخانہ میں	کہتے ہیں سب تھا یا زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب میں اندھیر سا اندھیر ہے	دن شب تار ایک ہے تو پوچھ نہ عالم رات کا

[illegible]

۳۳

نالہ اپنا جہان بلند ہوا | شعلہ تا لامکان بلند ہوا
ہمنے دی تیری مانگ سی جو مثال | رتبۂ کہکشان بلند ہوا
مجھہ سے بخت کی جو خاک اوڑی | لوگ سمجھے دھوان بلند ہوا
تیرے رہنے کو اسے رفیع القدر | خیمۂ آسمان بلند ہوا
جب نہ تب تیرے طاق ابرو پر | نالہ جاے اذان بلند ہوا
نہ ملے گا کبھی شکار یقین | گو عقاب گمان بلند ہوا
بس سلیمان کا جنازہ بنا | کچھہ جو تخت روان بلند ہوا

پست آواز مدح خوان کی ہوئی
نعرۂ نوحہ خوان بلند ہوا

ولہ

تو جو دم بھر نہ میرے پاس ہوا | جی مرا جینے سے اوداس ہوا
اوڑ چلا باغ سے ترے آگے | رنگ گل اسقدر اوداس ہوا
رہ گیا مین مسوس کر دل کو | کب میسر مجھے مساس ہوا

ولہ

زبس خیال ہے فرقت مین دم نکلنے کا | یہی سبب ہے مرے گلے سے کم نکلنے کا

[illegible]

ولہ

دیکھا جو چشم مست کو مستانہ ہو گیا
آئینہ خانہ یار کو میخانہ ہو گیا

کچھ قحط آب سے ضرر اپنا نہ ہوگیا
ہر دانہ اپنے کھیت میں دردانہ ہوگیا

ہے میکشوں پہ حال مرے روح و جسم کا
وہ ہوگئی شراب یہ پیمانہ ہوگیا

کم ظرف ہیں جو مست خرابات دہر ہیں
ساقی خم شراب بھی پیمانہ ہوگیا

آغاز خط میں اژدر فرعون ہے جو زلف
افسون چشم یار بھی افسانہ ہوگیا

نادان بند عقل سے زنجیر خوب ہے
دانا وہی ہے جو کوئی دیوانہ ہوگیا

خود بین ہوا جو میں وہی آیا مجھے نظر
آئینہ صاف عارض جانانہ ہوگیا

کرتے ہیں تمکو دیکھکے سجدے تمام بت
مسجد تمہارے عہد میں بتخانہ ہوگیا

کہتے ہیں اپنے عالم بالا کے فیض سے
قطرہ جو ابر تر سے گرا دانہ ہوگیا

ایسا لگاؤ ہوں کاکل پیچاں کی عشق میں
ہر استخوان شانہ کا دندانہ ہوگیا

ہیں میل ہر مہ ساعد و بازو جو سونگھکر
ہاتھ اپنا تیرے گیسوؤں کا شانہ ہوگیا

زندان ہمارے پہنچو کا شانہ ہوگیا
دشت جنون تمام جلوخانہ ہوگیا

ناسخ تمام جسم تناسخ سے پاک ہے
وہ شمع ہوگیا تو یہ پروانہ ہوگیا

ناخن فکر سے ناداں تو دل ریش ہو گیا
مفسدہ کچھ بھی نہیں مصلحت اندیش ہو گیا

جانی ہو کوئی موجود بچانے والا
زہ ہی گیا قوس ہی گیا تیر ہی گیا کیش گیا

ولہ

آج مولد ہے جناب احمد مختار کا
خارزار دہر میں عالم ہوا گلزار کا
کس قدر ظاہر ہوئے ہیں معجزات نبیان
منکروں کو حوصلہ باقی نہیں انکار کا

۳۴

[illegible]

شہرۂ انصاف اوس نوشیروان عصر کا | ظلم میں عالم ہوا ہے روبرو مکار کا
تاج ہے خورشید تابان جبہۂ والا ہلال | ہے نمونہ تخت زرین عرش کے اطوار کا
دشمن دیکھ لے حکم حضرت سے ابھی | اژدہا کہتے ہیں جسکو میان ہے تلوار کا
کیا نسیم زلف مشکین پھیلی ہے چارون طرف | لکھنؤ پر شبہ اب ہونے لگا تاتار کا
ہو مبارک تا صد و سی سال چتر سلطنت | سایہ افگن ہو سدا رایت علم بردار کا
جو ابو الفتح معین الدین غازی سے پھرے | کشتہ ہو وہ ذو الفقار حیدر کرار کا
آل و اولاد شہنشاہ زمان قائم رہے | ہے یہ فدوی قائم آل شہ ابرار کا
بادشہ میرا رہے دائم صحیح و تندرست | واسطہ دیتا ہون بار عابد بیمار کا
بادشاہ ہفت کشور ہو یہ میرا بادشاہ | ہے یہ نغمہ میر مرغ روح کی منقار کا

ولہ

ہاتھ میں اکبار اگر وہ لالہ رو ہو جائے گا | رنگ گل غیرت سے پنہان مثل بو ہو جائیگا
یاد سے کچھ ہو گئی چلی ہے آشنائی عشق سے | آرزو مند اب دل بے آرزو ہو جائیگا
آبجو میں او سہی قامت نہ اپنا عکس ڈال | شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جائیگا
سخت حیران ہون جو بگڑونگا تو سب کے نہیں | گرد ہونگا اور بھی وہ تند خو ہو جائیگا
پڑ گئی ہے خو شراب تند پینے کی اوسے | اپنو آگے سے بھی وہ نا تند خو ہو جائیگا

٣٥

چھوڑ دو پہلا عزیزو اس ملنا ازل تا آنکھ کا
صبح پر راضی اگر وہ تند خو ہو جائیگا
کاکل پیچان جانان کا اگر ... ہوئی
سوکھ کر مار سیہ مانند مو ہو جائیگا
دوڑتے ہیں اطفال ... کہیں ...
شہرہ اب اپنے جنون کا ... ہو جائیگا

ولہ

[illegible]

ولہ

آج دنیا میں امام انس و جان پیدا ہوا
یعنی ابن عسکری شاہ زمان پیدا ہوا
روز میلاد علی کہتے تھے جن و انس و طیر
صاحب خاتم سلیمان زمان پیدا ہوا
دیکھکر حیدر کی سطوت کہتے تھے بنت اسد
کیا پھر پیدا ہوا شیر ژیان پیدا ہوا
بعد مجبوریاں آئی امامت تیس سال
بادشاہ ملک دین صاحب قران پیدا ہوا

[illegible]

آب و ہوا زمانے کی کیسی بدل گئے
جلسے ہوا ظہور معلّے جناب کا

قلقل کے بدلے شیشہ بھی دیتے ہیں اذان
ہر طرف می ہے ظرف طہارت کے آب کا

شق چھینے چاند اشارۂ انگشت سے کیا
یہ ماہتاب بھی ہے اوسی آفتاب کا

کیوں عجز ہو بشر کو نہ تیرے سوال سے
یارا فرشتوں کو بھی نہیں ہے جواب کا

ہی العزیز و حضرت یوسف کے خواب سے
رتبہ زیادہ حضرت نرجس کے خواب کا

تلوار ایک میں ہے خزانہ ہے ایک میں
عالم ہے دونوں ہاتھوں میں برق و سحاب کا

کیا کم یہ معجزہ ہے ذرا سوچو مومنو
عمر ہزار سال میں عالم شباب کا

شیرین زبان بارہ کی بارہ ہو امام
یہ ہے اثر دہان نبی کے لعاب کا

وہ گل ہے تو کہ گلشن عالم مہک گیا
ہے آسمان ایک قرابہ گلاب کا

ہے رحمت خدا سے وہ محبوب حشر میں
باعث ہوا جو نور خدا کے حجاب کا

کم قرص نان ماہ کریگا نہ آسمان
بجلی جلا سکے گی نہ دامن سحاب کا

صوفی جو ہین نماز کرین گے بجائے رقص
ڈالین گے ڈورا سجہ مین تار رباب کا

ای شہسوار مکے جو ہو جاؤن خاک بھی
بوسہ مجھے نصیب ہو تیری رکاب کا

ہین دست روشن ابکی موجین شرابکو
بہتا نہیں شراب مین ساغر حباب کا

ہر دم اگر حساب مین بارہ امام ہین
پھر ڈر حساب کا ہی نہ روز حساب کا

[illegible]

وصل گل کے واسطے ہے زمزمہ خوان عندلیب
مدحت حیدر کو ناسخ خوش بیان پیدا ہوا

آج مولد ہے جناب حیدر کرار کا
ہو گیا بازو زبردست احمد مختار کا

کیا بھلا جیتے کو نسبت حیدر کرار سے
یہ معالج ہے نفاق و شرک کے آزار کا

سب سے قبل ای قاتل کفار تو پیدا ہوا
جوہر اول بھی ہے جوہر تری تلوار کا

چاہ کنعان سے مہ کنعان کو دی تو نے نجات
راستا تو نے بتایا مصر کے بازار کا

میر سامان خدا ہے یا امیر المومنین
تو ہی قاسم ہے جنان کا تو ہی قاسم نار کا

تو گل بے خار گلزار جنان ہے یا علے
وصل تیرا یاسمین کو ہو گیا ہے خار کا

نام حیدر کا جو لکھا تو اب جا صریر
زمزمہ ہے عندلیب قدس کی منقار کا

جسطرح بنتی ہے تیرے قرب سے سر کو شرف
ہو برابر متقی کے مرتبہ میخوار کا

ہر کسیکا تو ہی ہے دارین مین مشکلکشا
کسطرح صدمہ مسیحا کو پہونچیا دار کا

قلعہ ہستی اوکھاڑا دم مین خیبر کیطرح
کیا ہی زور آور ہے پنجہ ضیغم جو خوار کا

حشر کے میدان مین جب بیٹھیں شیر خدا
ہے شجر احسان سایہ ہے کہین دیوار کا

ہے قبائے چرخ اطلس جسم پاک پر
کہکشان بھی ایک شملہ ہے تری دستار کا

تجھ سے جب جانا کہ اچھا ہو کسیکا داغ غم
ریزۂ مینا بھی مرہم بنگیا زنگار کا

۳۷

کہو آج برابر کا برادر پیدا
ایک او نور دو نو کہتے ہین موحد ہین ہم
نور واحد سے ہوئے دونون برابر پیدا
سچ ہے باطن مین جدا دونون ہوئے ظاہر مین

روز میلاد علی کہتے تھے مشرق مین شمیر | آج مغرب سے ہوا خسرو خاور پیدا

نہین ممکن ہو کوئی مثل علی پر ناسخ
گیارہ فرزند ہوئے اسکے برابر پیدا

ہو مبارک قائم آل عبا پیدا ہوا | مہدی ہادی امام اصفیا پیدا ہوا
زورق آل نبی کے واسطے لنگر بنا | بحر توحید خدا کا آشنا پیدا ہوا
تھا وصی کا نور جو سجدہ فرشتون نے کیا | ابتدا و انتہا کا پیشوا پیدا ہوا
خضر و الیاس و عیسیٰ بھی کرینگے اقتدا | آج وہ لطف خدا سے مقتدا پیدا ہوا
سنتے ہین مردے جو ہین زندہ کریگا ایکدن | وہ امام آخری معجز نما پیدا ہوا
غرق احسان دشمنونکو بھی کریگا وہ کریم | جد امجد کیطرح بحر عطا پیدا ہوا
اول و آخر کی نسبت ہوگئی صادق یہان | صورت معنی شبیہ مصطفےٰ پیدا ہوا
یہ حدوث ظاہری کیا ہے وہ باطن مین قدیم | کسطرح کہیے بھلا نور خدا پیدا ہوا
ابر مین خورشید تابان رستے عالم مین ہے | وہ ہے پنہان نور اسکا جا بجا پیدا ہوا
اب لیا جاتا ہے جور کربلا کا انتقام | نور چشم بادشاہ کربلا پیدا ہوا
پائی طول زندگی خضر اونکی خدمت کے لیے | اسلیے ظلمات مین آب بقا پیدا ہوا
اب رہا باقی نہ طوفان حوادث کا خطر | کشتی ارض و سما کا ناخدا پیدا ہوا

مومنونکو نعمتیں فردوس کی کھلوائیگا
اہل دین محفوظ تا فوج شیاطین سے رہیں

اسلیے وہ عاشق نان جوین پیدا ہوا
حیدر خیبر شکن حصن حصین پیدا ہوا

ہی رجب کی تیرھوین کہتا ہی بس ناسخ یہی
مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا

واعظا حق ہی بہت تیرا جو مذہب ہوگیا
جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جبین شب ہوگیا
وصف جو موزون کیے اوسکے سنہرے رنگ کے
ہی کتابو نمین نمک کھائین ڈبو کر کیون نہ ہم
وصل کی شب ہو چکی عالم ہی نظرونمین سیاہ
فصل گل آئی ہوا بھی تنگ ہی ساقی شتاب
کو کب خاوری کی روشنی کو سونگھین ہی
دمبدم آواز قلقل کی نکیون آیا کرے
ہین جو عاشق تربیت سے اور تجھ ہوتے ہین خراب

عجب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہوگیا
بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہوگیا
خود بخود ہر صفحہ دیوان مذہب ہوگیا
بادہ گلرنگ سے زاہد حلال اب ہوگیا
صبح کا پھٹ کر گریبان مشرق شب ہوگیا
سیکڑوں ہین ہر خم خالی لبالب ہوگیا
آپ کا چاہ ذقن بھی چاہ نخشب ہوگیا
ہوگئی مے روح ساقی شیشہ قالب ہوگیا
باعث دیوانگی مجنون کو مکتب ہوگیا

پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی
پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہوگیا

ولہ

ولہ

ولہ

کیا اگلا مہینا آج ہو جائے ابھی وصل
شوال سے خالی کا مہینا نہیں اچھا

آنکھیں ہی بلاتی ہیں انساں پہ اکثر
اندھے ہی یہاں اچھے ہیں بینا نہیں اچھا

خون جگر اچھا کہ ہمیشہ ہے میسر
ساقی ہی گلرنگ کا پینا نہیں اچھا

رخسار طلائی نے نکالا ہے عبث خط
سونا ہے سو گندا اور یہ مینا نہیں اچھا

آوازہ یہ آتی ہے لب آب بقا سے
مرنا ہے یہاں خوب ہے جینا نہیں اچھا

پہونچا ہے کوئی اوج حقیقت کو کب اے شیخ
واعظ تیرے منبر کا یہ زینا نہیں اچھا

ہو سیر جو منظور و لا بحر جہاں کی
بجز کشتی درویش سفینا نہیں اچھا

ہے ہند بھلا کیا تیرے رہنے کو کہ ناسخ
مکہ نہیں اچھا کہ مدینا نہیں اچھا

گھر فرقت میں سونا ہو گیا
کنج مدفن کا نمونہ ہو گیا

قتل اگر کی ہی مردہ کو کیا
استخواں ہر ایک چونا ہو گیا

آگئی تھی امید وصل اب بیم ہجر
غم ترے آنے سے دونا ہو گیا

ہے جو عاشق تیری ابرو پر ہلال
آگے تھا تیغ اب وہ اونا ہو گیا

کیا سنہرا رنگ ہے جو عکس سے
آئینہ بر صاف گونا ہو گیا

جھلکے موتی تیرے دانتوں کے حضور
سیپ کے مانند چونا ہو گیا

ایسے ظالم تیرے گیسو ہیں کہ انکے خوف سے
بسا یہ بھی مار سیہ بنکر گریزاں ہو گیا

ولہ

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا
مگر اب تک نہیں ہوتا ترا موی کمر پیدا

کوئی مضموں ہوتا ہی طبیعت سے اگر پیدا
یہ ہوتی ہی خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا

نہیں تیرے لب و دنداں خدا نے تیری قدرت سے
کئے ہے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا

کہاں پرواز کی ای عصفور ملنے گلشن میں
قفس ہی میں پھڑکنے کو ہوئے ہیں بال و پر پیدا

نہ باطل خشک ہیں شاخ و عاطل نہ تر ہوا ہیں
خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہی خشک و تر پیدا

زمرد کی انگوٹھی بی انگشت حنائی میں
ہوا ہی اوپر سبز و شاخ مرجان سے ثمر پیدا

ہمارے ہو لکے اب قبر میں بھی جن آئیگا
سنا ہی خلق ہوگی حشر میں بار دگر پیدا

فراق یار میں وحشت ہی آگھر سے کیا مجکو
نکلجاؤں اگر ہو گنبد بیدر کا در پیدا

فلک پر مہر و مہ کیطرح رہتا ہی داغ انکا
کیا جن عاقلوں نے گردشوں سیم و زر پیدا

کروں میں آہ جنوں نے یار کب تک چاک پیراہن
کہیں ہو دامن شب سے گریباں سحر پیدا

بلا کے پیچھے پیچھے ہی ولا فضل الٰہی بھی
کہ جیسے تیغ ماہ نو ہوتی ہی سپر پیدا

تو ایسا سرو سیم اندام ہی جو لوگ کہتے ہیں
ہوا ہی باغ عالم میں یہ جاندی کا شجر پیدا

تب قدرت نے آگ ایسی لگائی ہی میرے عصا میں
عرق کیسے بدن سے ہو ہیں صبا لوگوں نے شرر پیدا

سوئے کعبہ تیری عاشق سجدہ کرتے ہیں حج کی
جبہ ابرو کی طرح قبلہ قبول ہو گیا

عندلیبوں کو بھی مشکل ہو گیا پہچاننا
رنگ گل کیا تیری دوری میں بدل ہو گیا

ہجر جاناں میں نہیں ظلمت سے کم نور سحر
دیدۂ سیارۂ ثابت میں کاجل ہو گیا

ولہ

آرزو حاجت روا ہو دیا کسی محتاج کا
کل تو نا کام ہو تھا کام کیجے آج کا

جنکی ہمت ہے بلند انکو تعجب کچھ نہیں
پست فطرت جو کہ تھی قائل ہو گیا معراج کا

ایک بیدستی الفت کیا و صنعر چاہیے اگر
[illegible] شانہ عاج کا

آرزو ہی انتظام ملک دل ہو سلطان عشق
ہو گیا ہی حکم [illegible] اخراج کا

تم سے کیا نسبت ہی [illegible]
صاف ہی خورشید میں نقشہ ترے آماج کا

کوئی دم فرصت نہیں [illegible]
[illegible] سر کے براج کا

ملک و دریا [illegible] اکثر [illegible]
ایک سا عالم نظر آیا ہے [illegible] و تاج کا

چشم [illegible] عشق ابرو میں چلے آتی [illegible]
تا فلک گویا سمندر میں [illegible] کا

دل نہیں ہو وحدت [illegible] محبت [illegible]
چاہیے اسکو [illegible] علاج کا

راتکو ہوتی ہے [illegible] کی سیر
یوں نظر آیا تری زلفوں میں شانہ عاج کا

[illegible] عشق کا آزار قسمت سے مجھے
[illegible] عیسی بھی ارادہ ہو نہ استعلاج کا

تیرے دورے سے اب ای صبح امید عاشقان
ہو گیا ہی اک سا نقشہ یار اشام کا

تیری زلفونکو اگر دیکھے تو زلفونکی طرح
ہو گریبان اوسکا پارہ پارہ شام کا

تیس ان رکھتا ہی دن دنیا مین جو خورشید رو
عالم امکان مین کیا ہو اب گذارا شام کا

تا بہ صبح آغاز شب فرقت مین یہ تاری نہین
میری خونریزی کو لشکر ہی صف آرا شام کا

ولہ

جلوہ ہوست بھی کر رہی ہی شور گھٹا
آگ برسے تو نہین جای عجب فرقت مین

کوڑے بجلی کے نہ کیون رعد لگائے پیہم
جسطرح ہاتھ مین بارش کے ہو ہین جنگل مین

دم مجھو صور قیامت ہو جو نالان ہو کر
دیکھو وان حال ہوا یان دل پر داغ کو

ناتوانی ہوی دن رات کے غم کھانے سے
خم برسات مین اسدرجہ ہو جوش شراب

لازم اس کی سواری مین گھٹا تو پہ بھی ہی
ساقیا دیر نکر دیکھ تو ہی زور گھٹا

ہجر مین وہ دل سوزان نہین کچھ گھٹا
میکشو چاہیے مہتاب کی ہی چادر گھٹا

نظر آتا نہین کچھ یہ ہو گئی ہی گھور گھٹا
رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا

جسقدر سب کو بڑھی اور مرا زور گھٹا
ہو گئی بادۂ گلگون شراب و گھٹا

نہ بھگو دے ترے سکہیان کا سب زور گھٹا

ولہ

وصل کی شب ہو چکی ...
بیٹھ یان صدا و ... جاسے گا
... قدم ... ہو جایگا

[illegible]

ولہ

[illegible]

می گنتو کب رعد کے آواز سے	محتسب کو شیشے ہی کالی گھٹا
ہین فلک پیما ہمارے طفل اشک	ہو گئی ہے وقف یا مالی گھٹا
وصل کی شب ہو چکی احسان کر	اک گھڑی کے گننے مین گھڑیالی گھٹا
اشتر ابر می کو رغبت دیتی ہے	میکشو کرتے ہی دلالی گھٹا

روز نا سنج کا تو نقشہ ہو چکا
اب شفق کی ہی دکھا لالی گھٹا

زہر گیسو کا بہت ہی اور تھوڑا سانپ کا	تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
ایک سے کوئی اگر بچ جائے کاٹے دوسرا	دونون گیسو دونون گالون پر ہین جوڑا سانپ کا
کب نہا دھو کر نچوڑی ہین اپنے سر کے بال	زہر سارا ہی پری تو نے نچوڑا سانپ کا
شاخ صندل ہی اگر نازک کلائی آپکی	جان عاشق کو اثر رکھتا ہی توڑا سانپ کا
دفن یا نہی مین ہوا مین نا ہون مرنیکے بعد	عاشق گیسو جو تھا پیچھا نہ چھوڑا سانپ کا
دونون زلفین یار کی زیر زمین آتی ہین یاد	بھیج دے پھر عذاب الله جوڑا سانپ کا
ہی بجا یہ دونون زلفونکو مقام ابرو پاس ہے	پیش از ین کعبے مین بھی تھا ایک جوڑا سانپ کا
غیر کو مصحفہ مجکو جو ہی سودا زلف	مثل ضحاک اوسکے شانو نپر ہی جوڑا سانپ کا
دیکہکر چوٹی کو ایڑی تک جو بل کھانے لگا	سنگ پا ہی یار کے سر ملنے توڑا سانپ کا

[illegible]

کیا فراق یار کو آتے ہیں طور انقلاب
جب خوشی آئی کسے ولیں اوسکو غم کر دیا

کیسی ہنسی کی جگہہ ہوتی ہے رو دیتا ہوں میں
ہجر میں گل کو بھی گویا میں نے شبنم کر دیا

ماہ کنعان چاہ کنعان آب خجلت سے ہوا
چشمہ خورشید کو بھی تو نے شبنم کر دیا

رات گھٹتی ہے تو بڑھتا ہے فروغ آفتاب
حسن رخ چمکا جو اوسنے زلف کو کم کر دیا

یہ دل نالان جو ہے مانند شانہ چاک چاک
شغل زلف اوسنے مزاج یار برہم کر دیا

شبہ مالک کا فرشتوں پر ہوا رضوان پہ
میں نے جو نالوں سے جنت کو جہنم کر دیا

زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا

کھاینگی حاجت نہیں پیتا ہوں میں جلسے شراب
میفروشوں نے ہمی کو بھی محرم کر دیا

ہاتھہ تیرا ہے جو اے ساقی ہے یک شاخ گل
جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

ولہ

پیکر محبوب میں نقشہ ہے سارا صبح کا
چہرۂ تابان نظر آتا ہے تارا صبح کا

بام پر وہ ماہ کرتا ہے نظارہ صبح کا
آج بارے خوب چمکا ہے ستارہ صبح کا

ہو بہت کچھ جتنی زیادہ جلد تر آتا زوال
سب ستاروں سے ہے روشن تر ستارہ صبح کا

داغ ہے خورشید پر یہ بھی ہے پیرہن رنگت سفید
صاف ہے جس میں عشق نے نقشہ اوتارا صبح کا

۴۵

ولہ

ولہ

روسی روشن ہے وہی ہو گئی گو زلف دراز
بڑھ گئی رات مگر دن نہیں سہار گھٹا

بیٹھکر سایۂ دیوار میں رو یا ہوں جو میں
بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا

چھپکے چھپکے ہمیں رو رو کے بہاتے ہیں اشک
بُت پرستی ہے جو چلاتی ہے سو بار گھٹا

کل گھٹا دیکھکے فرقت جو میں رونے لگا
ہوئی اوڑ بھاگنے کو واسطے تیار گھٹا

قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہے
کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا

دی گھٹا کو نہ مرے دیدۂ تر سے نسبت
آبرو میری نہ کھو چشم نہیں اے یار گھٹا

اپنی زلف اوسنے چھپالی جو میں گریان پہنچا
چھپتے چھپ جاتے ہیں جب دیکھتے ہیں یار گھٹا

ولہ

آنسوؤں میں ہے یہ نقشہ اپنے جسم زار کا
بنگیا ہے صاف ڈورا موتیوں کے ہار کا

ہے مناسب کیا ہے کج ہونا تری رفتار کا
پانوں میں اسجا ن جو تا بہی ہے ٹیڑھے تار کا

گھر سے باہر میر رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا

قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا

مثل یوسف سیکڑوں شیرین دہن ہیں جنس فروش
قند والو نہیں ہے عالم مصر کے بازار کا

جوہری بازار کا تو نام ہے کنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہے مشک کی بازار کا

تیری مسجد میں بہک کر آرہی ہم می پرست
زاہد ارستا بتادے خانۂ خمار کا

تابع ہی یوہین رخش فلک شاہ جہان کا
ہی شاہجہان کی نظر لطف جو اسپر
رکھتا ہی قدم فخر سے اب چرخ برین پر

جسطرح سدا تابع فرمان ہی یہ گھوڑا
آفاق مین سب گھوڑونکا سلطان ہی یہ گھوڑا
سلطان جہانکی جو تہ بان ہی یہ گھوڑا

کافی ہی فقط ظل الٰہی کا اشارا
ناسخ کیطرح تابع فرمان ہی یہ گھوڑا

ہجر مین لاغر بدن حد سے زیادہ ہوگیا
کرتے ہین سالک ترقی سے تنزل اختیار
بتی اوسکی میل کی بتی اگر کی بن گئی

جو شلوکا تھا ہمارا سو لبادہ ہوگیا
جبکہ منزل پر سوار آیا پیادہ ہوگیا
ریزہ ریزہ میل صندل کا برادہ ہوگیا

قبر پر دم آگئے ہم زندہ ہوے ای فلسفی
دیکھنا معدوم کا کیونکر اعادہ ہوگیا

ولہ

ہوگئی نرگس کی جگہہ دلمین خرابہ ہوگیا
ماہ کامل کیطرح منہ دہونیکی ہی سیلابچی
کیا ہوے ہم زندہ جو آگے شیشہ گرد ونکی قدر
ایک جانب گومتی ہی ایک جانب سیل اشک

پیشتر جس جا خزانہ تھا خرابہ ہوگیا
آفتابہ ہی ماہ تابان آفتابہ ہوگیا
گر گیا نظروں سے جب خالی قرابہ ہوگیا
لکھنؤ بھی میرے رونے سے دوآبہ ہوگیا

جو او سپہلو نشین ہو کر گیا پہلو تہی ہمسے	جدا پہلو سے دم بھر درد پہلو ہو نہیں سکتا
ہوا ہو خود سما اس یاس میں جلدی فنا ہوگا	قیام رنگ گل تا ہستی بو ہو نہیں سکتا

ردیف بای موحدہ

ساقیا دے بے مجھے شتاب شراب	کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہجر میں آگ ہو گیا پانی	دل کو کر دیتی ہی کباب شراب
ہیں قلوب اوسکے نور سے روشن	کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب
ہے سزاوار عیش آخر عمر	صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہے مزا جام زندگی لبریز	ساتھ اب تو پیئیں جناب شراب
ہی مزا مستی اور ہشیاری	کہ ہی لطف وقت خواب شراب
فصل میں عجب نہیں ہے اگر	ابر برسائے جلسے آب شراب
ساقیا ہے تری جدائی میں	داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے	ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل ہیں نگاہ خضر کے ان ہم	کر نہ ای محتسب خراب شراب

نہیں ساقی تو کیا کروں ناسخ
نہر مطرب چمن سحاب شراب

ہو گیا لبریز ای ناسخ پیالہ عمر کا
فرقت ساقی میں ہی کسکو تمنای شراب

بتا کہ خلد میں ہی یا سقر میں جو ہی شراب — کرو عطا کروں محشر میں جستجوی شراب
ہوا ہوں خاک پر ابتک ہی جستجوی شراب — دعای روح ہی چھوٹے کوئی سبوی شراب
نہ پائیں زاہد نے آبرو شراب کہیں — لئے اپنے ساتھ کہ کھوئیں ہیں آبروی شراب
بدن شراب کشی سے خم شراب بنا — ہی اپنی روح بدن میں ہمنگ بوی شراب
جو ناگوار نہ تلخی ہو پھر ہی کیفیت سکر — ملی ہی عشق کو اس سے کہ ہیں آنکھو شراب
نظر حرام ہی کہتے ہیں دختر رز سے — سوای منبچہ دیکھا نہ ہمنے روی شراب
حضور پھول کی برگ شجر ہوں کب سرسبز — بھلا ہی بنگ کی کیا قدر روبروی شراب
شراب خوار وہ شیریں دہن ہی او فرہاد — منگائیگا عوض جوی شیر جوی شراب
برنگ جام ہوئیں آنکھیں ساقیا پرخون — تری فراق میں دیکھا جو بینے سوی شراب
حساب اب یہی کون جای مسجد میں — شراب خانہ میں ہاتھ آئے ہی سبوی شراب
غضب ہی راز درون کھل گیا مرے منہ سے — شراب خوار کو کرتی ہی خوار بوی شراب
مرے علاج کو ناحق ہی جستجوی کدو — خمار کا ہی مجھے رنج لا کر دی شراب
نظر جو آگئی مشاطہ پھر وہ دھیان آیا — دلائی یاد مجھے بوی گل نے بوی شراب

ولہ

ردیف بای فارسی

خار تدبیر ہی پیش گل تقدیر عبث
وقت پر باغ مین آتی ہی بہار آپسے آپ

دونون عالم مین اگر ایک نہین شعبدہ باز
جمع کیونکر ہوا اضداد یہ چار آپسے آپ

نہین آتا جو وہ خورشید سے گھر مین نہ آے
صبح ہوجائیگی آخر شب تار آپسے آپ

کچھ شکایت نہین عشق کمر نازک کی
ہوگیا ہون مین صنم زار و نزار آپسے آپ

او وجود چمن آرای ازل سے منکر
خود بخود گل ہی موجود نہ خار آپسے آپ

سرخ پوشاک پہن کر وہ سہی قد جو گیا
جل اوٹھے سرو چمن مثل چنار آپسے آپ

زلف کو چھوکے پڑا ہی جو بلا مین اے دل
کاٹ کھاتا ہی کسیکو کوئی مار آپسے آپ

کچھ سے تیغ جفا کی نہین تقصیر اے گل
صورت غنچہ مرا دل ہی فگار آپسے آپ

غیر کا منہ ہی کہے لبوسے ترے او ظالم
نیلگون خط کی ہوگئے یہ عذار آپسے آپ

نالہ کش مثل جرس کیون ہی تو عشق اے مجنون
صبر کر آئیگی جمازہ سوار آپسے آپ

ولہ

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہی دھوپ
وصل کی شب سحر سے پہلے یہین آجاتی ہی دھوپ

کیا شب وصل صنم کی چاندنی آتی ہی یاد
روز فرقت جب کہ دیوار پر آتی ہی دھوپ

وصل کی شب صبح سے پہلے ہوا ہی بندھا اسکو نگار
بلکہ اے چشم تر بارش مین چھپ جاتی ہی دھوپ

وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال
ہے مرے گھر مین چاندنی آتے ہی بن جاتی ہی دھوپ

تھی شکل رخ و زلف صنم شام و سحر سا
اے وصل کی شب اس کی تو آج پڑی ہو

تاریک ہوا دن مرے رونے کے اثر سے
جس طرح چھپا دیتی ہے ساون کی جھڑی دھوپ

ایسا ہی تو خورشید جہانتاب پری رو
سو بار عوض گرد کی دامن سے جھڑی دھوپ

شب دیکھیے کس طور سے ہو وصل ہو کیونکر
در پہ تو اڑی غیر لب بام اڑی دھوپ

اس ڈر سے کہ پژمردہ نہو جاے کوئی پھول
چھپ جاے جو دیکھے ترے بالوں کی چھڑی دھوپ

سر کا شب تاریک میں داغوں نے جو پھاہا
اک خلق مرے سر سے لگا تی ہے کھڑی دھوپ

ہیں سرو و صنوبر جو چلیں دھوپ میں ان پھر
وہ سرو روان تھمے ایک گھڑی دھوپ

آتی ہے تصور سے مری قبر بھی روشن
اے مہر جہانتاب مرے ساتھ گڑی دھوپ

کیا پردے سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید
خلقت جلی جاتی ہے بڑی آج پڑی دھوپ

ردیف تای فوقانی

غمخانہ تری یاد میں ہے بسم پر بہشت
زاہد غم فراق میں ہے دوزخ بہشت

غلمان و حوریاں ہیں تصور میں بیشمار
ہے رو برو ہی وسعت دل مختصر بہشت

جاتے ہو راہ راست کو تم چھوڑ کر کدھر
اے گمرہوا دھر ہے سقر لو ادھر بہشت

جلکر سموم نالۂ دل سے کروں نہ خشک
رکھتا ہے خوب نہر ولے گلہای تر بہشت

فرقت میں مجکو دوزخ غربت قبول ہے
کیا کام اگر وطن میں ہے سر رہگذر بہشت

ولہ

ردیف تای مثلثہ

۵۲

تمھاری کاکل ہی جا نہیں دیکھکر شانہ
ہوے ہیں پار سینے کے بھی گند بار دانت

ستے ہے گلوری مبارک تمھارے دانتونکو
بنے ہیں ہونٹھ چبانے کو بس ہمارے دانت

دلا کمال دو فا دار ہے سگ قاتل
ہوا ہیں قتل تو لاشے کو خوب مارے دانت

نکالیے در مقصود کیونکر اے ناسخ
فلک تہ تنگ ہی تحر جہا نہیں تارے دانت

کسقدر صاف ہی تمھارا پیٹ
صاف آئینہ سا ہے سارا پیٹ

کر رہا ہے تمھارے سینے کا
دیدۂ ناف سے نظارا پیٹ

نظر آیا جو پیٹ ساقی کا
شیشۂ مے نے اپنا مارا پیٹ

کیا بھری رہتی ہی مدام شراب
خم کے مانند ہی ہمارا پیٹ

ستنے کرتی اگر وہ خالی مے کے
کر سے ہر حلقہ کو ستارا پیٹ

گو وہ رعنا غزال ہی لیکن
نرم ہی مثل شیر سارا پیٹ

تیری ہی فکر رہتی ہی دن رات
جلتے جی تو نے مجھکو مارا پیٹ

دیکھکر ایک بار پیٹ اوسکا
کہہ رہا ہوں دیکھا دو بارا پیٹ

چاہا ہوں ہی رکھکے سر میں سو جاؤں
تکیہ مخمل کا ہے تمھارا پیٹ

زیست بھر پی شراب اے ساقی
مر بھرا ایک دن ہمارا پیٹ

ہجر مین دوزخ ہوا مجکو جہان | الغیاث ای باغ رضوان الغیاث

مزرع امید ناسخ خشک ہی
الغیاث ای ابر احسان الغیاث

وہ نہین پیش نظر ہن دیدۂ بینا عبث | وہ نہین سینہ بہ سینہ ہی مرا سینا عبث

تشانۂ مژگان نرگس کام کا نے زلف کا | وہ نہین مینہ دیکہتا دل کا ہی آئینا عبث

خالی ہی مکتب نہین لڑکے کرین جو سبق کا | ایسے جنون پیدا ہوا ہفتے مین آدینا عبث

کالبد احزان سے بہتر ہی کہین کنج لحد | گر نہین وہ جان جان تو ہی مرا جینا عبث

سے کس کام آئیگا جو رہگیا مین تشنہ کام | شیشۂ می تو نے مجھسے محتسب چھینا عبث

میکدہ مین شامی مجکو ہی معراج عرش | مسجد زاہد مین منبر کا ہی یہ زینا عبث

مثل مینا ایک قطرہ ہضم ہو ممکن نہین | ہجر مین ہی بادۂ گلرنگ کا پینا عبث

فصل گل جبتک ہی رہتے ہین ہر رنگ گل نہین | سیر کا ہی پیرہن ناصح نہ تو سینا عبث

میری قسمت مین وصال اور انکے نصیبون مین فراق | کیا قصور اسمین مرا غیرون کو ہی کینا عبث

شیشۂ می ہی مجھے جانان ہی ساغر چشم مست | میری محفل مین ہی ساقی ساغر و مینا عبث

ترک گردون مین جو نظارہ بتون کا ہی خطا | کیا خدا نے پیدا کئے دیدۂ بینا عبث

ردیف جیم عربی

۵۳

[illegible]

اثر بن گئے بے یار دریا مین ہم ای ناسخ اگر
کاٹ ڈالے گا گلے کو خنجر خونخوار موج

سابھو چکی ہین بہ رنگ قتل ہی تحریر موج
زاہدا کوثر مین کب ہے استقامت موج

کیون نہ چلنے سے رہے رفتار جانان دیکھکر
پڑ گئی آب روان کی پاؤن مین زنجیر موج

جوش سودا مین سلسل ہی روان دریای اشک
آنکھ میری بنگئی ہی حلقۂ زنجیر موج

دیکھ گیسو مین کیا جاری جو مین سیل اشک
ہوگئی مار سیہ سے بھی سوا تاثیر موج

جوش اشک ایسا خط جانانکے لکھنے مین ہوا
صفحۂ دریا پہ گویا ہمنے کی تحریر موج

وہ بت خونریز ہی نام خدا دریای حسن
چاہیے اوسکو سپر گرداب کی شمشیر موج

جسمین گیسو ہی گردش آب ہی دریای تو
کان ہین گرداب کے ہر دم ہی تقریر موج

ایک قطرہ بھی ٹپکا نا کہین آنکھ چشم تر
لاغر ایسا ہون بہا لیجائیگی تصویر موج

سمجھے ہم کرتے ہی تیری یاد آتی دریای حسن
کان تک آگئے ہین جب دم نالۂ شبگیر موج

کیون نہ ہین ہی تلی فنا فی البحر مانند حباب
سر پٹکتی ہی جو ساحل سے یہی تعزیر موج

اشک خونین مین جو ہون غلطان تو سیلاب مین
کیا مٹا ہی مری تقدیر سے تقدیر موج

ہون وہ خوش طالع مرے جانب ہو تقدیر نہنگ
ہو اگر دریای آفت خیز مین تا خیر موج

سیل اشک آنکھونکی باہر ضبط سے آتا نہین
پنجۂ مژگان تر رہتی ہین دامنگیر موج

[illegible]

ولہ

کوئی نامہ یا کوئی پیغام بھیج
ہون مین بے آرام کچھ آرام بھیج

تیرے در پہ کب سے کرتا ہون سوال
عاشق آنکھون کا ہون ع بادام بھیج

ہجر مین کرتا عوض اے آسمان
وصل ہو جای سحر اب شام بھیج

تا بکے پر خون ہے یہ دل ای فلک
کوئی مینا ے مے گلفام بھیج

ایک مدت رو چکین آنکھین لہو
نشہ سے بھی سرخ ہون اب جام بھیج

تیری گرتی جالی کی درکار ہے
بھر مرغان معانی دام بھیج

بھیجا خط کا کیا اوس بت نے ترک
اب خدایا موت کا پیغام بھیج

یا الٰہی ہو بہم عیش و معاش
ساتھ زر کے کوئی سیم اندام بھیج

آگیا ناسخ کو پیغام اجل
ابتو کوئی نامہ ای خود کام بھیج

جو قتل کیا عشق کے بیمار کا علاج
سو آپ روز کرتے ہین بیمار کا علاج

ہم انتظار شربت دیدار مین موے
کرتے ہو خوب عشق کے آزار کا علاج

جس تراح جانتا نہین جلاد کے سوا
جز تیغ ابروی خمدار کا علاج

واقف نہین طبیب صداع خمار سے
خمار خوب کرتے ہین میخوار کا علاج

نہاں ما ہی جو تو عریاں تو غش سے
گرے دریا کنارے چاند سورج

وہ کہتا ہے کہ دھو مہ سے ہیں نجوم
یہ ٹوپی میں ہماری چاند سورج

نہ اوس نور مجسم کا لگا کھوج
پھرے ایسے کہ ہارے چاند سورج

جدائی میں کیا روشن مرا گھر
نہ دم بھر ہوا وہ واری چاند سورج

تری الفت میں ایسے گھل گئے ہیں
نظر میں ہیں شراری چاند سورج

یہ مجھسے ہجر میں وحشت ہی ناسخ
کہ ہیں گویا چکارے چاند سورج

ردیف جیم فارسی

یاد کیون آئین نہ موی کمر یار کے پیچ
ایسے دیکھے نہ کسی گیسوی خمدار کے پیچ

تیرے آگے نہ چلے جان سپہ یار کے پیچ
زلف پیچان اوسے مار رکھا مار کے پیچ

باندھے ہیں کاکل پیچاں کے جو اکثر مضمون
اسلیے رکھتے ہیں معنی مرے اشعار کے پیچ

واہ کیا حسن سے بال اوسنے لپیٹے سر سے
خوشنما ایسے نہ دیکھے کسی دستار کے پیچ

تیرے پھندے سے نکلنا ہی محال ای قاتل
زلف سے بھی ہیں سوا رشتۂ زنار کے پیچ

آہ نکلا پیچ میں ہے خواہش رفعت جسکو
دیتے ہیں سخت اذیت رہ کہسار کے پیچ

کج روا کج جو ملی داد ہی غربت ناسخ
آگئی یاد مجھے کوچۂ دلدار کے پیچ

ولہ

کرنا کہیں نہ ساتھ رقیبوں کی جان کوچ
کر جائیگی بدن سے ابھی میری جان کوچ

ہم سر پٹکتے کلبۂ احزان میں رہ گئے
یوسف کو لیکے کر ہی گیا کاروان کوچ

ہوں بیقرار وادی غربت میں اسقدر
اک آن ہی مقام تو ہے ایک آن کوچ

مثل جرس ہے ہرزہ درائی عبث دلا
دنیا سے کر گئے ہیں سبھی ہمزبان کوچ

برگ سفر چمن میں ہے ہر ایک برگ گل
فصل بہار کا ہے اب اے باغبان کوچ

رحلت میں کر چلا ہوں تو کیوں آپکو ہے غم
کر جائیگا جہان سے سارا جہان کوچ

شیب آگیا شباب گیا اب تو آئیے
کرتا ہے صبحدم مجھے اے مہربان کوچ

دروازے تک پہنچنے میں ہوتی ہے ہائے شام
کرتا ہوں گھر سے صبحکو میں ناتوان کوچ

اپنی طرف کو کھینچ ہی لیجائے جذب قیس
لیلی کا جسطرف کو ہوا ہے ساربان کوچ

دو روز کرلے اور بھی تو خود فروشیاں
ہے کاروان حسن کا اے نوجوان کوچ

بیٹھا ہے تو مگر ہے رواں کشتئ حیات
ناسخ تو اس مکان کو بھی لیجے جان کوچ

ردیف حای حطی

آہ جو اپنی شب فرقت میں ہے تا حشر صبح
پنجۂ خورشید محشر ہے گریبان گیر صبح

ہجر میں ہی آج میری جان کو دیو سفید
وصل میں کل تھے گو دیتے تجھے برنگ صبح

مرغ زرین فلک انڈے سے بھی نکلا نہیں
یہ شب فرقت ہے آئی نادان ابھی ہی وہ صبح

وقت بیوقت آگیا ہی بستر دو آفتاب
ہو گئی ہے بارہا شام شب بیجور صبح

تیش قرب سے زیادہ رات بھر کو گر نہ
سجدہ کرتے ہے اختر و نکی خانۂ زنبور صبح

کہتے ہیں مجھ سے کسکی حسرت دیدار میں
گر شب تار لحد کو آئی صدای صور صبح

بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے
جسطرح خورشید نکلا ہو گئی کافور صبح

میری آنکھوں میں کہان ٹھہرا چراغ آفتاب
ہے شب فرقت سیاہ آنکھیں ہیں معذور صبح

دیکھا ہی موسی تجلی اور اوس محبوب کی
طور کا شعلہ ہے خورشید درخشان طور صبح

ہجر میں ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے
پردۂ شب میں ہیگی تابکے مستور صبح

تیری الفت میں سرا پا ہے سفید آفتاب
دم کی ہے دھان ایسی ہو گئی بیجور صبح

شہرۂ شام شب فرقت بھی ہر گز کم نہیں
گرچہ ہی عالم میں روز حشر کی مشہور صبح

وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ ناسخ ہول سے
جادۂ مشرق سے کوسوں بھاگتی ہے دور صبح

ردیف خای معجمہ

فرقت یار میں ہی یاس نے تلخ
بلکہ ہے آب زندگانی تلخ

باتیں اوس بد مزاج کی ہیں مجھے
مثل صہبای ارغوانی تلخ

ولہ

[illegible]

ہمارے قتل کو آمادہ ہی وہ خوش قامت
نکالی سرو نے شمشیر آبدار کی شاخ

پہ اپنے پاؤن ہین بر چار و شش جہت مینا
کہ لوگ جانتے ہین نخل خار دار کی شاخ

بجا ہی شمع یہان سوز داغ حسرت سے
ہر ایک جلتی ہی نخل سر مزار کی شاخ

شگفتہ ہوتے ہین گلہای معنی رنگین
نہین ہی خشک مری کلک مشکبار کی شاخ

برابری کبھی کی تھی جو اوسکی ابرو سے
مروڑ ڈالی ہی کیا آہوی تتار کی شاخ

خیال زلف مین ہم باغ جو گئے ناسخ
تمام برگ تھے کیفی ہر ایک مار کی شاخ

ردیف دال مہملہ

آ تجھسے ہو ہمکنار قاصد
کرلون میں تجھکو پیار قاصد

بر آئے تری قدم کی دولت
امید امیدوار قاصد

قسمت سے ایک تو بھرا ہی
بھیجے ہین ہزار قاصد

آنکھون سے نکالون پاؤن پھیلا
گر کوئی چبھا ہو خار قاصد

گر جان بھی دون تجھے تو کم ہی
ہون سخت میں شرمسار قاصد

مکتوب نہین یہ شعر ہجر
ہے خنجر آبدار قاصد

ناسخ بھی تجھسے پوچھتا ہے
کیسا ہی مزاج یار قاصد

[illegible]

کیون کس طرح یار جلد پہنچے
مکتوب سے میرا یار قاصد
کرتا ہے یہ بیقرار مجھکو
رستے مین ذرا قرار قاصد
روون نکیون آٹھ آٹھ آنسو
ہو جاون اگر دو چار قاصد
کیون کر لاسکے جواب جلد
کیا ہمین ہے اختیار قاصد

ہے جان امیدوار قاصد
آنکھون کو ہے انتظار قاصد
جی جان سے ہون نثار قاصد
ہو جلد کہین گذار قاصد

ولہ

جلد آ کہ ہے یار آ قاصد
مقبول ہو اب دعای ... قاصد
بھیجا کوئی ... کا قاصد
... جیسا ... کا نامہ

مر کے جاؤن جو خلد مین بیشک	ہو سقر کا عذاب ای قاصد
وہم مین بھی کبھی نہ لکھے ہین	سہئے جدائی کا خواب ای قاصد

خط ناسخ کا لاجواب شتاب
ہو دعا مستجاب ای قاصد

آیا نہین بہت کے آہ قاصد	تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہے کبھی جو ہوش مجھکو	کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
مکتوب صنم دکھائے مجھکو	پشت و رو سے سیاہ قاصد
ہون دست نگر اوسیکا ہر دم	مین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اوس ماہ کا لیکے خط کرے جلد	طے راہ کو مثل ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کر رہا تھا	کیا دیر لگائے آہ قاصد
ان روزون حواس کس طرح ہین	آتا ہے گاہ گاہ قاصد
جلد آیا نہین مین مر چلا تھا	جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج	تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طے راہ کو جلد تو کیا کر	مثل نیک نگاہ قاصد
احباب سے نے اضطراب کہنا	سہتے تو ہی مرا گواہ قاصد

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

سوجھے مضمون جو بیاض یخ جاناں کے تئیں
ہو گیا رنگ سر کلک دم تحریر سفید

رات دن پیر فلک کی ہی دو رنگی ظاہر
زرد سے ہے پرتو خور ماہ کی تنویر سفید

مو ہٹاں کو باو کرے تار کفن آتیں نظر
اسلیے ہوتے ہیں موئے ان پیر سفید

سرخ دیکھا جو خوشی سے مرے منہ کو کبھی
ہو گیا غم سے یخ دشمن بے پیر سفید

سادگی میں جو مزا ہی نہیں رنگینی میں
ای صنم دیکھ لہو سرخ ہی اور شیر سفید

شوخ ہی رنگ تنہم ایہ تر سے سینے کا
صاف آتے ہی نظر سینے کی زنجیر سفید

ابروں پر ہی گلال اور قشقہ پہ ہی عبیر
سرخ آتے ہیں کمان نظر اور تیر سفید

خون سفید ایسا ہی ابنائے زمانہ کا نلخ
کیجئے قتل جو انکو تو ہو شمشیر سفید

مثل نسرین تن یار ہی جز خال سفید
ہی سراپا میں سجا ہی مگر اک بال سفید

ہو گیا ہجر میں ہو گئی آخر شب ہجر
صبح امید ہوئی تار مری بال سفید

کیا فقط اشکون نے آنکھوں کی سیاہی ہی لی
کیے ہو گئے ہیں مری پلکوں کی بھی سب بال سفید

ساری بازار کو سودا ہی مرے یوسف کا
ہو گئے زر و خریدار تیرے دلال سفید

میرے مجنون نے زمانے کی سیاہی لی
ہو نہ جائیں کہیں تجا تل تیرے ابال سفید

چاندنی گر قدم چاند پر اک نقش قدم
رات کیسی ہو سیہ کردے تری چال سفید

٦١

دیوان [illegible]

مہ کسرا و من چاند کے ٹکڑے سی بھلا کس صورت
مہ تابان کو ملا ہی فقط اک گال سفید

یا آگئی ہے قیامت کو سیہ رو ہو کین
فعل منقص ہو مرا نامۂ اعمال سفید

فرد اعمال بھی یا سیح [illegible]
جسطرح بال مرے ہو گئے ہیں مرے سال سفید

و له

[illegible]

داغ سیاہ سجدہ ہی مانند داغ ماہ
نورانی مثل ماہ ہی تیری جبین سفید

دیکھے ہمارے دفتر اشعار کو اگر
قرطاس کیطرح ہو نکتہ چین سفید

دیکھون سیاہی شب فرقت ہی تا کجا
ہون انتظار صبح مین آنکھین کہین سفید

ہی رنگ گل بھی کیا متغیر ترے حضور
ہی آفتاب زرد تو ماہ مبین سفید

مضمون رنگ گئے ہین سو قاصد تو کرے یاد
کاغذ کا بند اب کوئی باقی نہین سفید

کرلے پسند ان مین سے ناسخ تو کوئی رنگ
مستی ہی سرخ کفر سیہ اور دین سفید

گورے بدن پہ اوسکے نہین پیرہن سفید
یہ نسترن سفید ہی وہ یاسمن سفید

کس درجہ تیرے دانت ہین اے سیمتن سفید
ایسا نہین ہوا کوئی دُرِ عدن سفید

اے رشک شمع و ماہ ترا نور دیکھکر
انجم کی ہو رہی ہی تمام انجمن سفید

اے گل ترے حضور نہ ٹھہرے کوئی رنگ بھی
ہوجاے ایکدم مین چمن کا چمن سفید

اوڑ جاے رنگ تیرے لب لعل کے حضور
بلور کیطرح ہو عقیق یمن سفید

آئی بہار ہر بن مو سی ہی جوش خون
ہوجاے سرخ پہنون اگر پیرہن سفید

نسبت ہی میرے ماہ کی گورے بدن سے کیا
ہی جیب سے تو ماہ کا سارا بدن سفید

ولہ

جسطرح ضعف سے ہو چہرۂ بیمار سفید
ہوگیا ضعف سے میرا بدن زار سفید

[illegible]
نظر آتا ہی صنم صورت زنار سفید

[illegible]
کون جز ماہ کرے خانۂ خمار سفید

[illegible]
ہوسکے زرد جو دو چار تو دو چار سفید

[illegible]

بعد اک عمر کے ناسخ کی جواب آمد ہی
لکھنؤ کے ہوے سب کوچہ و بازار سفید

خوش لگا ہونکی ہی تجھپر نرگس جادو سفید
کر دیے تو نے طلسم حسن سے آہو سفید

پیر گردون سے زیادہ عمر ہوا ی ماہرو
ہوں ہر رنگ ماہ نو یارب تری ابرو سفید

دھیان ہونٹھو نکا جو آیا اشک گلگون ہو گئے
یاد دانتون کی جو آئی ہو گئے آنسو سفید

ہو گئے ہیں دیکھکر اوس رشک گلکو یاسمین
موگرا بیلا چنبیلی موتیا شبو سفید

ہو گیا وہ دل سوزان سے کیا دم میں سیاہ
تھا ابھی ہمدم غلاف تکیۂ پہلو سفید

مل گئے ہیرے کی بازو بند صفا ای رشک ماہ
سیم خالص سے زیادہ ہین ترے بازو سفید

کہتے ہین سب چادر مہتاب مین لپٹا ہی چاند
ای پری پیکر پہنتا ہی جو کپڑے تو سفید

سرخ تھا خون سرفرہاد سے پانی تمام
لوگ سمجھے ہین کہ جوی شیر ہوگی جو سفید

آسمان بام پر تیری تجلی دیکھکر
زرد ہر خورشید رو ہوجا ہر سرو سفید

چاند کو کہتے ہین سب ہر جیا کاسہ شیر کا
پر کہیں اس سے ہی تیرا کا سہ زانو سفید

خال ہی روی زمین پر اک سیہ خانہ مرا
چاندنی سے ورنہ آتا ہی نظر ہر سو سفید

مثل نجم ذو ذنب چہرہ ترا ہو جائیگا
عالم پیری میں جسدن ہو نگے تیرے گیسو سفید

ہو گئی ستر صبح لیکن ہی شب محشر سیاہی
عہد پیری میں نہیں ہوتے ہمارے مو سفید

٦٣

کھل گئی جادو بیانی بزم میں ناسخ کی آہ
کر دیا میں نے اسے تقریر میں سو بار بند

کیوں نہ مژگاں سے رہیں ابروے خمدار بلند
سچ ہے ہیں کہیں تیروں سے ہیں تلوار بلند

قدر آتش نفسوں کی ہے مرے یار بلند
کرۂ نار سے ہے آہ شرربار بلند

تیری آنکھیں تو سخن گو ہیں مگر کون سنے
کیونکر آواز کریں مردم بیمار بلند

اسقدر خشک ہوا زاہد بے دیں گویا
سر مسواک ہوا گنبد دستار بلند

کاکل و روی صنم دیکھ کے ثابت یہ ہوا
روز روشن سے ہے رتبے میں شب تار بلند

ظاہر اگر گردش گردوں سے ہے منڈوے کی طرح
پست دو چار زمانے میں ہیں دو چار بلند

بہ سر بھوں سے نہیں اوڑھے ہیں سر کے بال
ہیں ہوا سے سے شعلۂ رخسار بلند

عرش کو زیر قدم دیکھتے ہیں رندا ہی شیخ
گرچہ مسجد سے نہیں خانۂ خمار بلند

نہ ملا مرغ نگہ کو جو اوڑا طائر خواب
کیا ہی پرواز ہے ای دیدۂ بیدار بلند

پست طالع ہوں میں ایسا کہ اگر مر جاؤں
کبھو کاندھوں پہ جنازہ نہ ہو زنہار بلند

کیوں نہ گھبرا کے گروں چڑھتے ہیں اجذبۂ شوق
طالع پست یہاں یار کی دیوار بلند

پر لگا دے گا مجھے شوق اگر چاہے گا
اپنے گھر کی تو بنا شوق سے دیوار بلند

ولہ

ولہ

ولہ

ہے شب فرقت مین کسکو پھولونکا بستر پسند
بے کلی مین لوٹنے کو ہین مجھے اخگر پسند

یہ چھری پہنچنے مین ہی مجھ صید لاغر کی دعا
کرے بالش کے لیے صیاد میرا سر پسند

منکر وسعت کی جو ہین اچھی خدا نے دی سزا
حاجیون نے بوسہ لینے کو کیا پتھر پسند

اوسکو عاشق کی نظر بازی جو خوش آتی نہین
دلکے بدلے کی ہین میری چشم تر پسند

پھر رہا ہی اپنے اپنے کام مین سارا جہان
گرد کو ہی یار آتا ہی ہمین چکر پسند

زاہد اک تیرے کہنے سے کرونگا ترک مین
چھوڑکر جنت کیا ہی کوچۂ دلبر پسند

دیکھنا انصاف سے جوہر شناسی خلق کی
جا ہی تیغ اب کرتے ہین آئینہ کا جوہر پسند

بیوفا کی قدر ہو کیا باوفا کے سامنے
خاک کے ہوتے کبھی آئے نہ مجکو زر پسند

خلق چھلکی جاتی ہی خالی نہین ہوتا کبھی
ساقیا ہی تیرے چشم مست کا ساغر پسند

لیگئی جو تیری زلف عنبرین کی بو نسیم
اب کوئی کرتا نہین بازار مین عنبر پسند

دھوم ہی آفاق مین تیرے عذار صاف کی
اپنا آئینہ نہین کرتا ہی اسکندر پسند

زیست دونونکی ترے سائے مین گذری مثل قمر
غیر میخانہ نہین کوئی بھی مجکو گھر پسند

دانت کھوئے تمنے ہنسکر جو ہری ہی زاہدون
اب کسیکو بھی نہ آئیگا کوئی گوہر پسند

اپنے زاہد و نہین ہی نالۂ شعر خوانی مجھے
خشک ہی زاہد اوسے کیا آئے شعر تر پسند

ولہ

٦٥

ولیکن جگہہ تو دے غم دنیا کو بیوقوف | قدر یکین ہی پست تشکوہ مکان بلند
ہے دور ہی اوچھال دو عمامہ شیخ کا | لازم ہے پہر گشتی می با دبان بلند
ملتا نہین ہے مین پر اونکا نشان کہین | تا آسمان دیکھے ہین جنکے مکان بلند
افتادہ ہون جو پستی طالع سے غم نہین | برگ خزان کو کرتی ہے باد خزان بلند
ہے سالکون کو راہ تعلی سے اجتناب | کیا ہو لیتے پستی کے آب روان بلند
چاہے جو کوئی رتبہ عالی کرے سکوت | ہے سب نسبت شمع کی دہنشو بان بلند
مردہ غریب لتے ہے گڑھے مین پڑا ہوا | کیا فائدہ جو ہے تہ آب مہربان بلند
اوس ماہرو کی مانگ کو دیکھا تو سمجھے ہم | ہے چاند سے بھی رتبہ کہکشان بلند
مضمون بلند عالم بالا سے لاؤ لگا | ہونے دے اپنے قد کو تو ای نوجوان بلند
بیہودہ گو کو تیر گیے جہل ہے ضرور | کرتے ہین شب کو اپنی صدا پاسبان بلند

مینائی نہ سپہر بھی ہین ایک طاق مین
ایسی ہے میفروش کی ناسخ دکان بلند

گو آتی ہے نظر جب مجکو گہر آتا ہے یاد | اس سفر مین بھی دنیا سے سفر آتا ہے یاد
ٹکڑے کرتا ہون گریبانکو شب فرقت مین | ہای جب چاک گریبان سحر آتا ہے یاد
خود فراموشی وحشت زدگان ہوتی ہے ہر دم جلی | وصل کا دن جو فرقت مین اگر آتا ہے یاد

ولہ

۶۷

گلگشت کو آئے گا جو وہ گل | گل ہوں سگے ہر رنگ یاسمن زرد
دل غزن ہی مرا ہو رنگ لالہ | گلشن بید کی روش سے ہی بدن زرد
گو آئے خزان چمن میں وہ گل | ہوگا نہ یہ غنچہ دہن زرد
دیکھے جو ترے قبا بسنتی | پھاڑا گل… نے پیرہن زرد
باندھوں مضمون ایسے رنگین | … ہو ہمدو مرا سخن زرد
ہو پیر وہ نوجوان خدایا | ہو جاے وہ زلف پرشکن زرد
… تن زار سے ہو زنار | رنگ … جو وہ طفل برہمن زرد
ہوں خوف عذاب قبر سے میں | یہ زرد کہ ہو گیا کفن زرد
یہ رنگ کیا گالوں کا تو نے | گویا گل… کا ہی چمن زرد
کیا ہے ذقن وہی میں نسبت | مانند ہی ہے سیب ذقن زرد
غربت میں نہیں ہے اور کچھ رنج | کرتا ہے مجھے غم وطن زرد

ولہ

مسی سے ہو نہ ہاتھی جو اوس کا دہن کبود | پان سنگ کو دکان ہی سارا بدن کبود
مسی سے کر رہے ہو عبث تم دہن کبود | نازک یہ ہو… ہیں کہ کریگا سخن کبود
ہو صدمہ نگہ سے وہ رشک چمن کبود | کس… سے ہو نسترن کبود

وله

تپ سے جلتا تھا بدن میرا ہوا ای یار بسر — کس قدر تا تپ میں بنی شربت بیدار بسر

ردیف ذال معجمہ

قابل نامۂ محبوب کہاں ہاں کاغذ — سلسلہ رسی ہیں نہیں ممکن تیرے شان کا غذ

میرے مکتوب سے ایسی ہوئی نفرت اسکو — کہ کوئی اب نہیں چھوتا کسی عنوان کاغذ

دست پرنور میں نامہ جو مرا اوسنے لیا — ہوگیا صاف برنگ مہ تابان کاغذ

میرے مکتوب کو تم پھاڑکے پھینکا نکرو — کہ اوٹھا لیتے ہیں ستون مسلمان کاغذ

پردۂ چشم حقیقت میں ہے یا پردۂ دل — گرچہ ہو دیکھنے کو نامۂ جانان کاغذ

خط جو لکھوں تو ابھی ابر کے ٹکڑے کی طرح — ہو روانہ طرف کوچۂ جانان کاغذ

قاصدا لکھے ہیں اسرار محبت میںنے — رکھیو اغیار کی نظروں سے تو پنہان کاغذ

نامے لکھنے جو ہوے ہیں خاطر گو گران — ہوگیا انہوں بازار میں ارزان کاغذ

لگ گئی پیٹھ مری ہجر میں یان بستر سے — جسطرح ہوتی ہیں کاغذ سے ہو چسپان کاغذ

صورت برگ خزان دشت جنون میں ناسخ
میرے دیوانگی رہتے ہیں پریشان کاغذ

نا ہی لایا نہ کوئی قاصد دلبر کاغذ — ہوگیا غم سے ہمارا تن لاغر کاغذ

کیا کہے پیش غم جگر و دل بہنے ہوے	لاتے ہین سب طعام پے مہمان لذید
ہو گی سگ ہما مین پس از مرگ خوش جنگ	ہین کیا ہی عشق لب سے مرے استخوان لذید

دنیا مین تلخکام ہے ناسخ تو غم نہ کہا
ہون گے تمام میوہ باغ جنان لذید

ردیف رای مہملہ

لے اے دل اگر آئے قاصد یار	چومون کف پاے قاصد یار
حسرت مین نال تو ہی کیا مال	ہے جان فداے قاصد یار
ہے پیک اجل کی آج آمد	پہلے کہین آئے قاصد یار
ہون تنگ جو انتظار خط مین	کہتا ہون مین ہاے قاصد یار
غیرون کو دکھا دیا مرا خط	ثابت ہے خطاے قاصد یار
مجنون کی طرح مین دیکے پیغام	جاتا ہون قفاے قاصد یار
گو مردہ ہوا ہون پر ہے تم یاد کی	واللہ صداے قاصد یار
ہے خط کے عوض جواب نامہ	موت آئی بجاے قاصد یار
کانون کو ہے اشتیاق ہر دم	آواز سناے قاصد یار
آنکھون کو بس اب یہی ہے ارمان	مکتوب دکھاے قاصد یار

٦٩

واللہ سواے قاصد یار

بستر اوٹھا مین عاشق دلگیر دوش پر
آیا نظر فراق مین جو مہ صیام
چاند لا کے تیغ ہوئی شمشیر دوش پر
کاتا ہون کہ کاتب اعمال کیطرح
دن رات اک صنم کی ہی تصویر دوش پر

ناسخ نہ کیونکر مسیح ہو وہ بالاعلیٰ کی قدر
جسدم چڑھانی مالک تقدیر دوش پر

میں ہی مرتا نہیں کچھ اوس ستم ثانی پر
جان عالم کی نکلتی ہی مری جانی پر

کیا ہوا اوس سیر دختر رزمان کی غذا غیر شر
کہ درختون کی قناعت ہی فقط پانی پر

رکھدیا دل اپنا آگے جو اوسے سرکا کر
رحم آیا مجھے آئینے کی حیرانی پر

کیون نہ محو قد یار کہ مثل آزاد
سرنوشت ایک الف ہی مری پیشانی پر

آتے جاتے تجھے دیکھون شب ملے تجھ کو بار
کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر

جز کفن مجکو بدلنے کی نہین ہی حاجت
غش کرون کیون نہ بھلا جامہ عریانی پر

غش مین ہو سی کیطرح صاعقہ طور گرا
کیا تجلی ہی ترے چہرہ نورانی پر

دشت غربت مین جو گمراہ پڑا پھرتا ہون
کیا مین عاشق ہون کسی غول بیابانی پر

گرچہ ہے نظم مگر نثر کا ہوتا ہی گمان
یہ غزل وال ہی ناسخ کا پریشانی پر

آئے یارب جلد در پر نامہ بر
دے مجھے مکتوب دلبر نامہ بر

میری حالت پر بہت روتا ہی تو
خط نہ ہو جاوے کہیں تر نامہ بر

نامہ پر نامہ رقم کرتا ہون مین
بھیجتا ہون نامہ بر پر نامہ بر

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

تیرے ابرو سے کسی نے نے کیا تشبیہ دی
آگیا ہے دل ہمارا ہائے کس بے دید پر

تیرے ابرو سے کسی شخص نے کیا تشبیہ دی
جوہر خنجر نکل آتے ہیں ہر یک بید پر

جام اپنا ہی لیا الجام [illegible] آگئے پاس
سیکڑوں میں لگ گئے ہیں طعن ہم جمشید پر

آپ اپنا چاہنا پڑا ناسخ دیا یار کو
قاصد اپنا آج تک آیا نہ اس تاکید پر

کیا شب فرقت میں صدمے ہیں دل بیتاب پر
مثل رحمی لوٹتا ہوں چادر مہتاب پر

ہجر میں سو جاؤں کیا میں تو شک کمخواب پر
بن گئے ہیں بال پلکیں میری خواب پر

مثل ہالہ رات صدقے ہوتے ہے مہتاب پر
یہ خط مشکیں نہیں رخسار عالمتاب پر

آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع
آنکہ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبد مدفن مرا اشکوں نہیں لیکن ہی بعد مرگ
بلبلے تیرتے نظر آتے ہیں جیسے آب پر

چھوٹا پانی یار کا تھوڑا آپڑا ہے طبیب
ہے شفا موقوف اپنی شربت عناب پر

خیمہ لیلی نظر آتا ہے او مجنون حباب
نجد کی وادی میں اشک کے سیلاب پر

وہ جو قائم ہو بنی زرد اوسکے تمام رنگ
خوف ہے میرے دل بیتاب کو سیماب پر

عید میں پایا میں بھی گردش نہیں دم بھر [illegible]
سعی کرنا ختم ہے اسی سالکو گرداب پر

رند مشرب اسقدر رکھتے نہیں ذوق شراب
ہاں کیا ایک مارہا ہے شربت تم تیرے خوناب پر

ولہ

[illegible]

چھوٹتے ہیں ہمارے نالۂ سوزانکے بان — پہلی گر موعدمن سے جاگ نکلیگا ابھی جنگھاڑ کر
جسم خاکی کو ہمیں چھوڑیں عدم کی راہ لین — اب وطن کو چلیے گرد دشت غربت جھاڑ کر
روٹھکر ہمسے چلا ہی گھر کو وہ گلگون قبا — کھینچیے دامن گریبان صبوری پھاڑ کر
اپنے گر نیکی نہیں تمکو خبر ای غافلو — ہوگئی جمعیت خاطر خزانہ گاڑ کر
لیگیا صحرا کی جانب ان آوشوق شکار — شیر غم پیچھے پڑا یان کیا ہی پنجے جھاڑ کر
سینے سے داغونکی برابر جب نکلا آفتاب — صبح کہانا دم ہوئی اپنا گریبان پھاڑ کر

ولہ

خاموش ایکدم نہیں بتا دہان گور — گویا ہمارا لاشہ ہوا ہی زبان گور
مینا نے سے ما ایک نقال لے نہ جائین — مرجاؤن میں تو لوگ ہیں پاسبان گور
خادم جو تھے بنے وہ فرشتے عذاب کے — گھر ہوگیا ہی ہجر میں مجھکو بسان گور
بدتر ہی مزبلہ سے بھی دیکھیں جو کھولکر — ظاہر میں مقبرے سے بھی بہتر ہی شان گور
ہی صحن خانہ عرصۂ محشر نگاہ میں — تہ خانہ ہر ہی ہجر میں مجھکو گمان گور
تا روز حشر جا کے نکلتا نہیں کوئی — دنیا میں بس سپند ہی مجھکو مکان گور
کھانے پکا پکا کے دلاتے ہیں فاتحہ — مردہ غذا ہی مور ہوا اور میان گور
مردونکے نام سے بھی کوئی آشنا نہیں — کیا فائدہ رہا جو ہمیشہ نشان گور

[illegible]

پھینکا ہی دور تیر کو غصے سے یار نے
رخسار کیطرف لب سوفار دیکھکر

زلفین نظر جو آئین تو الجھن ہی نزع کی
سینے سے تنگ ہیون ہمنا یہ دیکھکر

پریان تمام تخت سلیمان کو بھول جائین
ای جان جہان ترا یہ ہوادار دیکھکر

زنجیر سمجھے سنبل پیچان کو ہجر مین
وحشت نے یاد ہ ہوگئی گلزار دیکھکر

ناسخ ہوجای سرمہ سیاہ حروف کے
روشن ہون آنکھین نامۂ دلدار دیکھکر

چشم عاشق مین برابر ہی دلا گھر باہر
ایک سا جلوہ معشوق ہی اندر باہر

نور دلتا ہی جو ایجان تو مین سوتا ہون
خود بخود سینے کے ہوتے ہین گوہر باہر

یار ہا ہی دل سوزان مری آنکھون سے نہین
نکلے ہین روزن ہجر سے یہ اخگر باہر

نور رخسار نہین زلف کے حلقون سے عیان
پردۂ شب سے نکل آئے ہین اختر باہر

باہر آتا نہین وہ طفل جو اپنے گھر سے
طفل اشک اپنے نکل آتے ہین اکثر باہر

یہ تمنا ہی صنم ہو جو قیامت برپا
قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

چشم و دل سمجھو یہ مستو ہی عجب نرم بدن
شیشۂ بادہ جو اندر ہی تو ساغر باہر

ہاتھ تیرا نہین دستانے سے نکلا قاتل
میان سے تو نے نکالا ہی یہ خنجر باہر

نقد جان کیسۂ قالب سے جو نکلے نکلے
دیکھ ممسک کہین تھیلی سے نہو زر باہر

[illegible]

ہی کلام اللہ پہ بھی زر کو دنیا مین سبق / ہو گیا مجھکو یقین لوح قرآن دیکھکر

پھاڑے اکثر پیرہن آیا نہ وہ خورشید رو / کیا خجل ہون صبح کا چاک گریبان دیکھکر

پوچھتے ہو حال کیا سینے سے دل وارفتہ کا / اوڑ چلی روح روان رفتار جانان دیکھکر

مر گیا جب مین غفلت مین تو کیا سمجھا ہون مین / چونک اوٹھا ہون کوئی خواب پریشان دیکھکر

دھیان آجاتا ہی پیری مین سپیدی گور کا / نوجوانون کے دلارا رخسار تابان دیکھکر

جب یہان تنگ دیکھا گور تنگ آئی نظر / مار دوزخ یاد آگئے زلف پیچان دیکھکر

ایسی ہستی سے تو سو درجہ عدم ہی خوب تھا / یاد آیا مجھکو صحرا گنج زندان دیکھکر

مین گیا جب اوسکے گھر ایسی حیرانی ہوئی / ہو نہ ممسک کی یہ صورت وہی مہمان دیکھکر

غنچۂ دل کیا کھلے نظارۂ گل سے بھلا / شوق جنت مجھکو ہوتا ہی گلستان دیکھکر

موت سے ڈرتا نہین لیکن یہ آتا ہی خیال / کیا بھلا جنت کو دیکھونگا کوئی جانان دیکھکر

بچھ گئے ہین برگ گل کوئی رگ گل چبھ گیا / پاؤن رکھے گلشن مین جب اک سرو خرامان دیکھکر

ڈوبتا ہون پر بہر خط جان شب ہی بند دوست / موت بھی جاتی ہی کوئی جب بریان دیکھکر

شبہہ اپنے دیدۂ تر پر سمندر کا ہوا / پنجۂ مژگان مین سمجھا شاخ مرجان دیکھکر

کیون نہ کپڑے پھاڑ کر عریان ہے ناسخ پھر / ہو گیا دیوانہ تیرا جسم عریان دیکھکر

کچھ ایسی نہ تھی آگے مری یار کی رفتار	سیکھا ہے مگر چرخ ستمگار کی رفتار
سر گرتے ہیں کٹ کٹکے وہ دکھلاتا ہے جب یار	سیکھی ہے مگر یار نے تلوار کی رفتار
گردش ہے تری نرگس بیمار کو دن رات	دیکھی نہیں ایسی کسی بیمار کی رفتار
ملتی نہیں زلفوں کی تصویر کسطرح سے	ہے طرفہ جدائی کی شب تار کی رفتار
لغزش نہو کیونکر رہ دین میں مجھے زاہد	یاد آگئی اوس کافر میخوار کی رفتار
ظالم ترے کوچے سے قدم اوٹھ نہیں سکتا	کیونکر نہ چلوں سایۂ دیوار کی رفتار
کیا مار کو نسبت ہے ترے گیسو کے چلن سے	ہے سایۂ گیسو میں صنم یار کی رفتار

موتی عوض نقش قدم گرتے ہیں ناسخ
ایسی ہے مری کلک گہربار کی رفتار

آدمی عاشق ہیں کیا اوس سرو قد آزاد پر	ایک قمری بھی نظر آتی نہیں شمشاد پر

ردیف الزای المعجمہ

ولہ

دل سے وہ محبوب سیم اندام ہے شیدائے زر	اسلیے مجھکو تمنا ہے کہیں ملجائے زر
آب و گل میں جسطرح زاہد نہاں ہو جائے زر	سینہ سے ہے انکار زر کا اور ولیکن جائے زر
کیا کسوٹی کیطرح سے ہو گئے ہیں حال سیاہ	کسقدر ہم غافلوں کو ہو گیا سودائے زر
کوئی مرجاتا تو مجھکو ہاتھ سے ملتی ندے	خود جو ہو بیمار بنوا کر ورق کھا جائے زر

[illegible]

ولہ

ڈر دل لا کہ نہیں ... دراز
ایک ساز ہی ... دراز
[illegible]

ہی گلشن قرطاس ہی گلزار تماشائے دل	... سے قلم قافیہ پرواز کی آواز
طوطی کی ہی منقار تری نشو سے گو سیخ	پر لائے کہاں سے وہ ترے ناز کی آواز
اک تیر میں مثل لب سوفار ہوا چپ	نکلی نہ تڑپ سے عاشق جانباز کی آواز
گانے جو لگے میری غزل بزم غنا میں	سب دبے میں چھپی شرم سے ہی ساز کی آواز
اڑ طائر جان وصل کی شب تا نہ سنوں میں	مرغ سحر تفرقہ انداز کے آواز
طنبور کے تار آب ہوئے تو جو لایا	داؤد کے مانند ہی اعجاز کی آواز
لاتا ہے کہاں نامہ محبوب کبوتر	ای طائر جان ہی تری پرواز کی آواز
کیا رعب محبت ملا کر کوئی گلبرگ	بلبل کو ہوئی شہپر شہباز کی آواز
تالو سے لگا لیتے ہیں ہم اپنی زبان کو	سنتے ہیں اگر دور سے غماز کی آواز
گاتا نہ کسی کا اوسے تار لسیت خوش آیا	چھنے کرشنی اوس بت طناز کی آواز

ناسخ کی غزل سنکے کہا کرتے ہیں شاباش
آتی ہے مجھے حافظ شیراز کی آواز

فصل گل میں ہی غنا مرغ سحر کی آواز	ساز مطرب سے ہی اوراق شجر کی آواز
پہلی ہی طائر جان ہو قفس تن سے رہا	وصل کی شب نہ سنوں مرغ سحر کی آواز
جبکہ نے نامہ محبوب کبوتر آیا	مجھکو آئی ملک الموت کے پر کی آواز

[illegible]

ق ابروکے تصور مین کردن نابلند | ایسے مسجد کو منارہین ہزار اور دراز

ہ اوٹھتی ہی لگا جلنے فلک خورشید | اونکے ظاہر مین نہ تھے شعلۂ رخسار دراز

ف کرتا ہون تو تقریر بڑھی جاتی ہی | ای صنم کیا ہی تری کاکل خمدار دراز

ن قدسی کا جو کیا سرو نے دعوی سمجھے | کوتہی عقل کی تھی قد بھی ہی یار دراز

ن کرتی ہین ہزارون ہی تڑپے دیوانے | دامن کوہ سے ہی سایۂ دیوار دراز

مل کی رات بھی اک آدھ بڑھا بہر خدا | ای فلک ہجر کی راتین جو ہوون چار دراز

رنج ہی عشق مین اندازے سے باہر ناسخ
کہتے ہین قامت منصور سے ہی دار دراز

ھے پسند ہی محبوب سیم بر کا ناز | نصیب دشمن بے زر ہو اہل زر کا ناز

یشہ حامل پیغام و نامہ رہتا ہی | اوٹھاوین کیون نہ بھلا ہم نامہ بر کا ناز

از منار کیا تنے سارے عالم کو | کسی حسین نے پایا نہ اس اثر کا ناز

ائی رنگ شفق یاد مین لگا کہنے | شب فراق مین دیکھے کوئی سحر کا ناز

ب انقلاب ہی آغاز خط سے جلد کہین | بدل نہ جائے ہو میر عشوہ گر کا ناز

ولہ

رس سرو کا محرم مین نہ بیٹھے جس پر | ہی بدن تو شمع کافوری قبا فانوس پر

[illegible]

امتحان غیر و لگا کرنے جو لگا وہ سفاک
قتل ہو دو چار ہو سکے گر گئے دو چار گریز

لشکر غم نے بہت تنگ کیا ہی ہمکو
کیجیے اب طرف خانۂ خمار گریز

مشتری جب نہوا کوئی تری کوچے مین
ماہ کنعان نے بھی کی جانب بازار گریز

کیا شب تار جدائی کی سمائی وحشت
کر گئی روشنی دیدۂ بیدار گریز

یون مجھے دیکھکے بھاگا وہ بت سیمین تن
مفلسون نے کرے جس طرح سے زردار گریز

ظفر و فتح مبارک ہو تجھے ای ناسخ
کر گیا معرکے سے دشمن غدار گریز

ردیف سین مہملہ

فصل گل مین گھر مرا ہوتا ہی ویران ہر برس
ایکھون آباد کرتا ہون مین زندان ہر برس

ہی ترقی پر خط رخسار جانان ہر برس
بڑھتی جاتی ہی دلا تفسیر قرآن ہر برس

وحشت اہل حشر کا کرتی ہی سامان ہر برس
صبح محشر چاک کرتی ہی گریبان ہر برس

پھول لاتے ہین برابر سب گلستان ہر برس
پر سیارے داغ حسرت مین ہین چندان ہر برس

گل نہین کھلتا ہی ناسخ کا دیوان ہر برس
بلبلین ہوتی ہین گلشن مین غزلخوان ہر برس

خار صحرا کھینچتے ہین میرا دامان ہر برس
سبزہ ہوتا ہی جنون خضر بیابان ہر برس

کیا گرفتہ دن مین نادانی سے سمجھتے ہین خوشی
فی الحقیقت ہوتی ہی کم عمر انسان ہر برس

فصل گل مین ہم بھی ہو جاتے ہین عریان ہر برس
[illegible]
تازہ ہوتا ہی غم شاہ شہیدان ہر برس

[illegible]

کسطرح افسوس آہ آتشین سے پھونکدون — ہی رقیب بد یو سیرتا و سن ہی تا بکرے پاس
بیڑیان سی بیڑیان توڑی ہین مینے اسیخون — جا سکی ہین ہاتہ سیم و زر ہی آہنگر کے پاس
دوڑ بھاگکے کیون نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑکر — ٹھہرے ہی کب فوج انجم خسرو خاور کے پاس

روک ناسخ کو نہ ای رضوان در فردوس پر
بندۂ شیر خدا ہے جائیگا قنبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

گر گئی ہی ہین اک مست کی ٹھوکر بیہوش — صورت نقش قدم ہین تہ ہی کیونکر بیہوش
ہوش کب جلوۂ دیدار مین رہتی ہین بہلا — ہوگئے حضرت موسیٰ سی پیمبر بیہوش
فاقہ مستی سی ہمین بہی ہی بہلا ہوش کہان — ہین اگر نشۂ دولت سے توانگر بیہوش
ای فلک نشۂ جو قسمت مین نہین غش ہی ہہا — منعم جان ہین تجہ جاون جو ہم بہر بیہوش
خضر کیطرح کرون مین طلب آب بقا — بادۂ موت سی ہون مثل سکندر بیہوش
دل ہی بیخود جو ہی پنہان وہ رخ آتشناک — جیسے ہو دود سی آتش سے سمندر بیہوش
ہوش جبتک مجھے رہتا ہی یہی کہتا ہون — ساقیا اتنی پلا دی کہ مجھے کر بیہوش
تیری او تیرہ بو یار کی غضب ست ہی لو — سونگھتے ہی ہین ہوا ہی چمن بر بیہوش
کیا مست بید سرخ سے ہوتے ہین بشر — کبہی تی نہین ایسا کی حجر بیہوش

۷۹

ولہ

ردیف ضاد معجمہ

ساز و مطرب سے تری آواز ہے کیا جا خموش | احتیاطاً ہو داؤد بھی شیدا خاموش
ہم ہیں وہ بس گل ہیں جلیں باغ میں جو تقریر | ساتھ غنچے کے ہوئی بلبل شیدا خاموش
مست جب تک نہیں ہوتی ہیں ہم کر کے | تھی اگر ہوتی نہیں تھی یہ مینا خاموش
کسکو اے نور مجسم ترے آگے ہو فروغ | کر دیا تو نے چراغ ید بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیاں ہے کہ تری محفل میں | شرم سے صورت ہے مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تو نے ہر اک ناطق کا | منشی کیا تو نے صوت عزا خاموش
تاب ہم یاری کی کسکو بھلا پیش حضور | ہوگئی شمع تجلی مع موسی خاموش
اتکی رہتی ہے کھلے بین تری ہیبت سے شراب | کیوں نہ ہو میکدۂ دہر میں مینا خاموش
جب ہی مسجد اقدس میں اذان ہونے لگی | مثل بت ہوگئے ناقوس کلیسا خاموش
آپ کو مصحف ناطق کی قسم یا مولا | حشر میں میری شفاعت سے نہ رہنا خاموش

ردیف صاد مہملہ

رہتا ہے ہو جیسے دلا مبتلائے حرص | ذلت بھی دوڑی آتی ہے نادان قفائے حرص
دنیا میں در بدر مجھے کب تک پھرائے حرص | یارب قناعت آئے کہیں چل بجائے حرص
دنیا کی ساری خاک اگر ہو غذائے حرص | ویسی ہی ہی حریص رہے اشتہائے حرص
یارب وہ دن دکھا کہ تری تیغ قہر سے | ماری پڑے یہ حرص مجھے ہو فنائے حرص

٩٠

[illegible]

کسطرح خط شعاعی میں نہان ہو خورشید
نہیں ممکن خط مشکین میں ہو پنہان عارض

دست گلچین میں ہو جسطرح سے کوئی گل تر
یون نمایان ہی تہ پنجہ مژگان عارض

جسطرح سے ہو گریبان سحر میں خورشید
رقص میں یون نظر آیا تہ دامان عارض

جلوہ فرما مہ کنعان ہی چہ کنعان میں
نہیں ایسا ماہ سر چاہ زنخدان عارض

[illegible] خزان کیون نہو ابر شک چمن ہی بہار
[illegible] تکلف ہی گل روضہ رضوان عارض

دور ہی چند وہ پرکالہ آتش ہی مگر
ہی تصور میں چراغ شب ہجران عارض

روز نوروز جبین ہی شب معراج ہی زلف
ذوالفقار ابرو ہی مصحف ہی قرآن عارض

شاخ گل عکس سے ہنجاتی ہیں ساری لہرین
صاف دریا کو بناتا ہی گلستان عارض

وہ بھبھوکا شب تاریک میں جاتا ہی اگر
آئنہ خانے میں کرتے ہیں چراغان عارض

نہیں معلوم کہ حور فلکی بھی ہین یا کہ نہو
مگر ایسے نہیں رکھتا کوئی انسان عارض

رات کو چہرہ مہتاب نظر آتا ہی
کسطرح گیسوئے شبگون میں ہی پنہان عارض

ہو نہیں حیران ہی کیونکر شب ہو موجود
ہین ترے ماہ کے خورشید درخشان عارض

کیون نہ دن رات کرا ہا کرون میں ناسخ
ہو گیا ہی مرض عشق حسینان عارض

دست خالی ہی ملا ہی ہمین ساغر کی عوض
پیتے ہین خون تمنا می احمر کی عوض

۸۱

[illegible]

[illegible]

ولہ

سپیہے جاؤنگا نہ کیون ساقیا قرض
کرینگے ساقی کوثر ادا قرض

دلا ہی بھیک بیگانون سے بہتر
نہ مانگئے آشنا سے آشنا قرض

عیادت کو وہ بت آیا پس از مرگ
بنے مجھے دم بھر کو دے جانی خدا قرض

نہین غم نقد جان گو ہاتھ سے جائے
نہ ہین عطا سے لونگا دوا قرض

گریبان چاک کرنیکا جو ہی شوق
جنون لیتا ہون کپڑے جا بجا قرض

ابھی دم بھر مین بے تکرار دونگا
کوئی بوسہ تو دے اے دلربا قرض

ہمارا افلاس مین آئی تو مینے
گلون سے زر برای مے لیا قرض

کرے گا وعدۂ صبح قیامت
ہمارے استخوان لیگا ہما قرض

مرے کپڑون کے تو ہین تار اڑا دے
جنون اب لون کسی گل سے قبا قرض

مرے گھر سے چلا محرم جب چور
کہا مینے رہا مجھپر ترا قرض

جو ہین افلاس مین نکلا سفر کو
برای راہزن کچھ لے لیا قرض

وہ بادل ہین جو لین قرض آب دریا
مرون پیاسا نہ لون آب بقا قرض

ردیف طای مہملہ

ورد سے ہے مجھکو ترا ای یار خط
روز پڑھ لیتا ہون مین سو بار خط

ردیف عین مہملہ

وہ پری پیکر اگر بھیجے مجھے — ہے یقیں مرغ سلیماں لائے خط

غور سے دیکھوں میں ہر مضموں کو — کوئی ساعت دل مرا بہلائے خط

درد دل لکھا ہے میں نے اک قلم — کیا عجب کھلتے ہی گر جلائے خط

ہو معطر یا الٰہی اب دماغ — عطر مالیدہ مجھے جلد آئے خط

رکھوں ساقی نامہ اوسکا نام میں — گر مرا ساقی مجھے بھجوائے خط

خط کا کاغذ بھی نہ بھیجے گا مجھے — جانتا ہے وہ مجھے شیدائے خط

حال سوز ہجر جو مرقوم تھا — اوس نے بھجوا کے مرے جلوائے خط

دوست میرا میرے پاس آتا ہے آپ — اب نہیں ناسخ مجھے پروائے خط

لکھ چکا ہے وہ ستم ایجاد خط — راہ میں ہے اے دل ناشاد خط

بھیجے گر محبوب تو اتنا رٹوں — یک قلم ہو جائے مجکو یاد خط

اوس پریرو کو نہ پہنچا ایک بھی — سب صبا نے کر دیے برباد خط

کھینچ دے مجھ زار کی اوس میں شبیہ — ہو چکا تحریر اے بہزاد خط

زندگی کیا جب نہ آئے خط یار — کھینچ دے گردن پہ اے جلاد خط

غم سے کر دے مثل سرو آزاد خط — جلد بھیج اے غیرت شمشاد خط

ردیف غین معجمہ

چاند ہی چہرہ شفق ہی جا بجا ہی داغ
کیون نہ رٹ لگتا ہی مجکو یا ہی داغ

اوس سہی بالا نے ہمین کھاسے داغ
بس یہی ہی داغ پر بالا ہی داغ

دیکھکر خورشید کو ثابت ہوا
آسمان بھی ہوگیا شیدا ہی داغ

جوش سودا مین یہی رٹ ہو گئی مجھے
میرے چھاتی سے کہین لگتا ہی داغ

اصل صورت کا نشان تصویر ہی
دیکھکر گلگونہ کیون یاد آئے داغ

لکھنؤ ای ناسخ سناؤن یہ غزل
کون سمجھے گا بھلا مضمون داغ

ردیف فا

ہاتھ دوڑاؤن نہ کیون اپنے گریبان کیطرف
پاؤن بھی اٹھتے ہین دشت کے دامان کیطرف

دل تو کہتا ہی کہ چل کوچہ جانان کیطرف
حکم وحشت یہ ہی کر عزم بیابان کیطرف

ایسی نفرت ہی اگر خاک بھی ہو جاؤن نہین
اوڑکے جاؤن نہ کبھی کوچہ جانان کیطرف

گلعذارو یہ ہوئی تمسے مجھے بیزاری
آنکھ اوٹھا کر کبھی دیکھون نہ گلستان کیطرف

خشک ہو جائے خدایا وہین شانے کیطرح
ہاتھ جاے جو مرا کاکل پیچان کیطرف

کور ہو جاؤن نظر آئے نہ پھر کوئی شی
جاے گر میری نگہ عارض تابان کیطرف

پونہچون گلزار جہان سے کہین جنت کو شتاب
دیکھون جز حور نہ مین چہرۂ انسان کیطرف

85

قلقل شیشہ نے کیا زاہد
کان ہین شور قیامت کیطرف

حسن کب اونکو نظر آتا ہے
آنکھ جنکی ہے قباحت کیطرف

گرم جوشی کرے دوزخ جو دلا
منہ نکرنا کبھی جنت کیطرف

قہر کیا اس سے سوا ہوگی تارہ
دیکھ ناسخ نسب فت کیطرف

ردیف قاف

طور و موسی ذرۂ صحرای عشق
نوح و طوفان قطرۂ دریای عشق

نے ستون آسمان بھی توڑ لیے
ہو ہمین فرہاد اگر ایمای عشق

گرم بازاری تجلی کی ہوئی
جبکہ موسی کو ہوا سودای عشق

بے تکلف تیرے نے پروائیان
حسن کو کیونکر نہین پروای عشق

ردیف کاف فارسی

باد نور ورنی پھونکی آتشکدۂ تن مین آگ
یان برنگ غنچۂ لالہ ہے پیراہن مین آگ

بولے وہ منہ دیکھکر آئینۂ فولاد مین
سنگ مین پنہان ہے دیکھو عیان آہن مین آگ

غیر سے کھیلی ہے ہولی یار نے — ڈالی مجھپر دیدۂ خونبار رنگ

کسکی ہولی جشن نوروزی ہے آج — سرخ مے سی ساقیا دستار رنگ

ہجر جاناں مین ٹھہرتا ہی نہین — کیا ہی میرے منہ سے ہے بیزار رنگ

کیا ہی گرگٹ آسمان کے سامنے — بدلے اک اک دم مین سو سو بار رنگ

[illegible] تے ہی او قیس لیلی شوق مین — خون پا سے جلد اب ہر خار رنگ

دھوپ ہی ہر مہ کے روز ہجر کا — ہے برنگ سایۂ دیوار رنگ

ہو گیا کیون زرد ناسخ کیا کہون

ہے زمانے کا عجب اے یار رنگ

دیکھا ترے فرس کا جو ای شہسوار رنگ — گلگون کا اوڑ چلا ہے برنگ غبار رنگ

آنکھ پر ہے خون سے اب مژہ اشکبار رنگ — لائے ہر ایک گل رگ ابر بہار رنگ

دکھلاتی ہے چمن مین جو فصل بہار رنگ — وحشت مین مجھسے کہتی ہے صحرا کے خار رنگ

تو ہے وہ آفتاب جو پیر تو بیٹھے ترا — جلجائے لالہ زار کا ای گلعذار رنگ

سارا بدن سیاہ ہوا آنکھین مین ہی سفید — دکھلا رہی ہے سوز شب انتظار رنگ

مے لال ہے جو نشہ دل سے خوش ہو — کچھ اور ہی دکھائیگا تجکو خمار رنگ

آتش سوار [illegible] ہو اگر تجکو دیکھ لین — اوڑ جائے عارضون سے برنگ شرار رنگ

کل تک وہ ہمکنار تھے مجھسے کنار گنگ
ہے آج سیل اشک مرا ہمکنار گنگ

کب لکھنؤ سا شہر کوئی ہے کنار گنگ
ملجائے گومتی مین تو ہے افتخار گنگ

دن بھر جو پھول بہتے ہین تو رات بھر چراغ
فردوس مین بھی یاد رہیگی بہار گنگ

عالم ہے میرے گریۂ بے اختیار کا
اپنی روانی مین نہین کچھ اختیار گنگ

کیون غوطے کھاتے ہم چلے جاتے ہین ساتھ ساتھ
کب دیکھتے ہین شنا ہ کشتی سوار گنگ

آ جائے اوسکو لہر ادھر آنے کی کہین
لہرین گنا کرون مین کہان تک کنار گنگ

وہ بت بھی پوجتے ہین خدائی جو کرتے ہین
کیا اعتبار گنگ ہے اے کردگار گنگ

دیکھین گے لکھنؤ مین جو پیچیدہ کاکلین
آئینگے یاد ہاے ہین کیا ہی ہار گنگ

مانند گنگ کھولے ہے آغوش نار ہے
ظالم نہین تو ہوتی ہین ہم ہمکنار گنگ

ہم بھی پرست کہتے ہین قربان پاے خم
مومن فدای زمزم و ہندو نثار گنگ

ردیف لام

جای گلشن کو جو تو عاشق ترا ہو جائے گل
شاخ گل ہو جائے جیسے دوڑ نے کو پای گل

تیرے سودائے محبت مین ہوئن کیا مین کہ پھر گرد
باغ سے بازار مین پہنچا لیکر گریبان آ کے گل

ہو گیا ہے شوق گلگشت چمن اوس مست کو
ہے یقین شاخون سے نکلے ساغر صہبائے گل

بندھ گیا مارِ سیاہ زلف پیچان کا خیال
کیون نہ اب بنتا چراغ زندگی ہو جائے گل

۹۷

ولہ

اودھر آئے کہ اودھر شب وصل
نہین سکتے نظر شب وصل

نے تکلف مثال زلف و عذار — صبح کے ساتھ آئی ہر شب وصل

شب ہجر آکے خواب مین وہ صنم — مجھسے کہتا ہی یاد کر شب وصل

شب مدفن سے وصل ہو جاوے — ہے اب میری زیست بسر شب وصل

اوڑ گئی میری مرغ جان کی طرح — کو نہین سکتی بال و پر شب وصل

جانب روز حشر دوڑا ہون — ساحل گنگ چھوڑ کر شب وصل

صد مہر صبح سے نجات ملی — کر گئی مجکو بے خبر شب وصل

کب شب ہجر تھی درازی مین — کوتہی مین ہی جسقدر شب وصل

شب مہتاب گو نہین اے ماہ — تجھسے روشن ہوئی مگر شب وصل

مفلسی مین ہی مغتنم شب ہجر — ہے طلبگار سیم و زر شب وصل

جلسے ہے مجکو روز ہجر پسند — ماری پھرتی ہی در بدر شب وصل

سینہ کوبی مری ہوئی نوبت — جب بجا صبح کا گجر شب وصل

ایسی ہی مست ہے بخت ہون بیدار — خواب طاری ہو غیر پر شب وصل

شیب مین عشرت شباب کہان — صبحدم کر گئی سفر شب وصل

تیغ خورشید کی فلک نے کلم — اب کہان ہے کہ ہو بسر شب وصل

ولہ

اوس گل کی بو جو باغ میں گل لیگئی نسیم
دشمن سے بھی نہیں ہے حسینوں کو کچھ ضرر
ابر شک گل خزانہیں جمع کرتی ہے جستجو
بلبل شراب عیش سے کیا یا نصیب ہے
ملتا نہیں خزانہیں کہیں جس روش سے گل
طاوس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ
اکثر وہاں خزاں ہے ہمیشہ یہاں بہار

ہر موج بوی گل ہوئی بوی دماغ گل
رہتے ہیں آب و باد میں روشن چراغ گل
باقی ہے تیری کفش میں بلبل سراغ گل
ٹوٹا ہوا ہے روز ازل سے ایاغ گل
ملتا نہیں بہار میں بلبل ایاغ گل
دل میں ہر رنگ غنچہ لالہ ہے داغ گل
دل باغ باغ عشق ہے بلبل وہ باغ گل

ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو ہو
روشن ہیں صحن باغ میں ہر سو چراغ گل

ردیف میم

واعظ مسجد سے اب جاتے ہیں میخانے کو ہم
کیا مگس بیٹھے بھلا اوس شعلہ رو کے جسم پر
تیرے آگے کہتے ہیں گل کھولکر بازو ہی کمر
کون کرتا ہے بتوں کے آگے سجدہ زاہدا

پھینک کر ظرف وضو لیتے ہیں پیمانے کو ہم
اپنے داغوں سے جلا دیتے ہیں پروانوں کو ہم
گلشن عالم سے ہیں تیار اوڑ جانے کو ہم
سر کو دے دے مار کر توڑینگے بتخانے کو ہم

ولہ

٨٩

ولہ

اوسکے رخ کو جو نہین لف سیہ فام سے کام — اپنی بھی روز جدائی کو نہین شام سے کام

ہجر مین ایک سی ہے حالت بیداری وخواب — سانس کیطرح نہین جان کو آرام سے کام

قاصدا کیا کہون جو حال ہے میرے دلکا — خط سے آنکھونکو غرض کانونکو پیغام سے کام

مجھکو سودائی بنایا ہے دکھاکر آنکھین — تم وحشت کا لیا کرتے ہو بادام سے کام

عہد پیری مین نہین داغ محبت درکار — ہے دلا کیا مجھے خورشید لب بام سے کام

چشم ساقی سے نہ کیون عشق ہو میرے دلکو — کون شیشہ ہے بھلا جسکو نہین جام سے کام

باتین کانون نے سنی آنکھون نے صورت دیکھی — اب نہ خط سے مجھے مطلب ہے نہ پیغام سے کام

ردیف نون

اوس دہن کے وصف مین تقریر کی حاجت نہین — خط کی بھی تعریف مین تحریر کی حاجت نہین

دولت تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہین — معدن زر ہے جہان اکسیر کی حاجت نہین

مجھکو بازیگاہ کافی ہے کرون کیا خانقاہ — مین مرید اک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہین

درد ہے لیکن دہن خاموش ہے مانند زخم — ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہین

ہرزہ گوئی سے کہین بہتر ہے خاموشی اوسے — عاشقونکو آہ بے تاثیر کی حاجت نہین

راستی سے اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہے — اوسکی ابرو کی کمانکو تیر کی حاجت نہین

[illegible]

لب سے پایا نہیں جو بوسہ لب
کچھ حلاوت ہے مرے سخن میں نہیں

خط بنا آئینہ سے کھل گئے گال
اب جلا بین ہی مل ختن میں نہیں

یہ فتیلہ ہی داغ حسرت کا
شمع بے یار انجمن میں نہیں

ہے غضب عضو عضو تیر آگداز
استخوان کیا کوئی بدن میں نہیں

لے گیا جذب جانب سگ یار
ہڈیان بھی مرے کفن میں نہیں

مدد ای شعلہ ہای داغ جنون
چین عریانی کا کفن میں نہیں

مشک کے سامنے ہی گیا کافور
نکہت زلف یاسمن میں نہیں

کیا کرون شکوہ رنج غربت کا
فی الحقیقت کوئی وطن میں نہیں

ملی مژگان تو پھوٹ کی چشم صنم
وحشتیں اسقدر ہرن میں نہیں

روسیہ ہو گیا تیرے آگے
چاند ای ماہ رو گہن میں نہیں

مثل یوسف ہوا ہون ضعف سے گم
غیر بو خاک پیرہن میں نہیں

موتیون سے بھر گئے وہ ناسخ
غم نہیں دانت اگر دہن میں نہیں

پاس وہ طفل نے سوار نہیں
نور آنکھوں میں جز غبار نہیں

اوسنے لکھا ہی اپنے ہاتھ سے خط
قاصد اسکو اعتبار نہیں

91

خلق کرتا کرے نہ کوئی خلش
یہ وہ گل ہے کہ جسمیں خار نہیں

عاشق زلف تھا سو میرے لیے
گور میں بھی عذاب مار نہیں

دو شنبہ میں ہی جلوہ گر اک روز
دونوں زلفوں میں وہ بہار نہیں

ہوسکے نور دیدہ ناسخ
ہای وہ گرد رہگذار نہیں

ولہ

[illegible]

[illegible]

ولہ

کچھ تری بات کو ثبات نہین
ایک بات مین تو پانچ سات نہین

مجھکو ساقی سوای جام شراب
جم کی جانب بھی التفات نہین

یون نہ باتین چبا چبا کے کرو
منھ سے ہان بات تو نبات نہین

عاقلان پیر و نقطہ [illegible]
ہے حیات ابدی یہ حیات نہین

وہی حسرت وہی فغان وہی داغ
کشور دل مین انقلاب نہین

کیا چھپین میرے داغ سینہ سے
ڈھانپ لے ابر آفتاب نہین

نہ تو آیا جواب نامہ نہ موت
زیست سے بھی مجھے جواب نہین

چھاتیان اوسکی دیکھکر نہ کھو
آب آئینہ مین حباب نہین

ہاتھ سے جام کیون نہین گرتے
پیر و بال بط شراب نہین

ستے ہے بالون کی مچھلیون کے لیے
گرچہ ای بحر حسن آب نہین

پر ترے قرب سے یہ تسکین ہے
کہ کبھی ذرہ اضطراب نہین

مینہ برستا ہے جلد آ ساقی
یاد اب توبۂ شراب نہین

آج واعظ کی کون سنتا ہے
پنبۂ گوش ہے سحاب نہین

درد دل کا علاج ای ناسخ
عرق اوس گل کا ہے گلاب نہین

جو ترے عشق مین ہلاک نہین
زندگانے مین لطف خاک نہین

نہرین ہین کیون بہشت مین جاری
زاہد اگر شراب پاک نہین

ہے شب ہجر ہو نہین وحشی سست
اسلیے جیب صبح چاک نہین

خاک سے کیون ہے اجتناب ایسا
ایک دن غیر خاک خاک نہین

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

ترا دہن ہے وہ شیرین کہ ایک کلی مین
ہماری آنکھوں سے بہتے ہین اشک لعل جگر
یہ اپنے اشکو مین ہے حالت سفینۂ نوح
سنا نہین کوئی آتش کا ایسا پرکالہ
تری گزک کیلیے مچھلیان یہ بھن بھن کر
وہ عکس چہرۂ گلرنگ دیکھکر بولا
تصور اوسکے پسینے کا چشم تر مین ہے آج
یہ چاندنی نے رولایا فراق مین مجکو
جو روتے روتے غش آیا مجھے تو کہنے لگا
ہمارے دیدۂ تر پر تجاہیو رومال

حباسے بنگئے سارے حباب دریا مین
کہ رات دن ہے روان جیسے آب دریا مین
ہے جیسے کشتی کاغذ خراب دریا مین
وہ پی رہا ہے جو جام شراب دریا مین
ہر ایک موج ہے سیخ کباب دریا مین
بہا دیا ہے یہ کسنے شہاب دریا مین
سنا نہ تھا کبھی ہمنے گلاب دریا مین
کہ گذری ساری شب ماہتاب دریا مین
برنگ خضر لیے آیا خواب دریا مین
یہ پانی پینے کو اوترا سحاب دریا مین

جو سیل دیدۂ ناسخ کی آمد آمد ہے
تو ہو رہا ہے عجب پیچ و تاب دریا مین

چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
صبح اوٹھکر کیون نہ دیکھو ہاتھ جا آئینہ
وہ چلے جاتے ہین لیکن ہم بلا سکتا نہین

ہے گریبان دیر سے اے جوش وحشت ہاتھ مین
یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین
ضعف سے جنبش نہین پھر اشارت ہاتھ مین

ردیف الہاء

۹۳

انتظار نامہ بر مین ہو گیا ایسا ضعیف
نامۂ محبوب لیتا ہون بدقت ہاتھ مین
ارمغان لیجاؤن ناسخ سوی کلزار وطن
جن لیے ہین خارہای دشت غربت ہاتھ مین

ول

[illegible]

یا الٰہی بعد مدت خواب میں آیا ہے یار
مرد نکی جلوہ رہوں تا قیامت خواب میں

عاصیوں پر بعد مردن جیسا ہوتا ہی عذاب
رہتی ہی ہے یار مجکو یوں اذیت خواب میں

جب میں کہتا ہوں کہ میرے وصل سے جاگیں بخت
ہنسکے کہتا ہی وہ از راہ ظرافت خواب میں

چاہتا ہوں دن دوپہر انسی ہو تجھ سے بیدار میں
شب کو وہ بوسہ جو کرتے ہیں عنایت خواب میں

یا الٰہ العالمین ناسخ کی یہ ہی التجا
بخت ہوں بیدار میرے پاؤں دولت خواب میں

لیتے لیتے کروٹیں تجھ بن جو گھبراتا ہوں میں
نام لے لیکے ترا راتوں کو چلاتا ہوں میں

غیر جب کہتا ہی اوس پر میں بھی مرتا ہوں تو آہ
وہ تو کیا مرتا ہی بس غیرت سے مرجاتا ہوں میں

آ نکلتا ہی کبھی پر بات وہ کرتا نہیں
بولتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ اب جاتا ہوں میں

تو وہ ہی آتش کا پرکالہ کہ تیرے سامنے
آفتاب اگر کہے جا کے لیے ٹھہرتا ہوں میں

ناتوانی نے نکل جانیکا ڈر تو کھو دیا
یار کو اب اپنے مرجانے سے دھمکاتا ہوں میں

گر چلیں راہ طلب میں توڑ ڈالوں اپنے پاؤں
بس کبھی ساقی کی آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں

ابر کو دیکھا جو ساقی نے نگاہ مست سے
رعد بولا اب ہی گلرنگ برساتا ہوں میں

دوڑتے ہیں پاؤں جب دامن صحرا کی طرف
ہاتھ بھی ہی گریبان سا تھ دوڑاتا ہوں میں

ولہ

ولہ

ہو جہان یار وہین اوڑکے یہ دیکھ آتی ہین
میری پلکین ہین پر پرواز کو پر آنکھون

مستجیل آگ سے پانی یہ ہوا ای ناسخ
جائے اشک آنے لگے دل سے شرر آنکھون مین

آوازہ یہ ہوتی نہین نہار گلی مین
سمجھو نہ رگین ساز کی ہر تار گلی مین

ہر بات سے ہے دوسری بات اوسکے لبون
اقرار زبان پر ہے تو انکار گلے مین

سودا ہے مجھے شیشے پہ ای بادہ فروشو
کیون ہاتھ نہ ڈالون سر بازار گلے مین

کیا آج کیا ہے شب فرقت نے اندھیرا
گھٹتا ہے دم ای دیدۂ بیدار گلے مین

تعویذ کی حاجت ہے نہ درکار ہے گنڈا
باندھون خط محبوب ہین بیمار گلے مین

کیا بادہ کشو مجلس می ہو گئی برہم
قطرے ہی ابھی اوترے نہین دو چار گلے مین

کیا جوشش سودا ہے خشکی مجھے ساقی
موج می گلرنگ ہوئی خار گلے مین

ہے دست دراز اپنا جنون دور ہو ناصح
آجائے گی سر سے ابھی دستار گلے مین

مومن ہون اگر ہے کسی کافر سے مجھے عشق
تسبیح تو ہے ہاتھ مین زنار گلے مین

لاغر ہین ہم ایسے کہ نگل جائے جو چوٹی
اٹکے نہ ہمارا بدن زار گلے مین

رنگینی سے خالی نہین قاتل کی سبک تیغ
رومال ہے تلوار کا اک ہار گلے مین

یہ درد سے تنفر ہے کہ ہوتا ہون جو بیمار
جاتا ہے اٹک شربت دینار گلے مین

۹۵

ولہ

اوڑ چلا حسن ترا اوسکے نکلتے ہی صنم
جسکو سب کہتے ہین خط ہم اوسے پر کہتے ہین

ہجر مین عیش جو ہی غم سے مبدل ناسخ
ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین

ہجر مین نالۂ جانکاہ ہی آہنگ نہین
لب طری کا ہی لہو بادۂ گلرنگ نہین

اندنون کیا نظر آتا ہی جنون بی رونق
عقول لڑکونکے میرے ساتھ نہین سنگ نہین

بوسہ جب مینے طلب تجھسے کیا تو نے دیا
ہی دہن تنگ ترا دل تو مگر تنگ نہین

مل گیا آج وہ ساقی تو ملا خضر ہمین
ساغر آب بقا ہی قدح بنگ نہین

سلطنت مجکو جو دیتا ہی فلک کہتا ہون
بندہ ہی خاک نشین قابل اورنگ نہین

سارے عالم سے لڑا کرتی ہین تیری آنکھین
صف مژگان ہی بھلا کیا جو صف جنگ نہین

پڑ گیا عکس تو جلنی لگا آب روان
تیری صورت سی فقط آئینہ ہی تنگ نہین

رنگ لالے مین اگر ہی تو نہین نام کو بو
یاسمن مین ترے سینے سے ہی بو رنگ نہین

لاکھ صیقل سے نہ چھوٹیگا کبھی اے قاتل
جم رہا ہی یہ مرا خون فقط زنگ نہین

کیا صفا ہی تری ابرو کی جو دیجے مثال
ابر مین تیغ مہ نو کو نم زنگ نہین

بوئی گل ہون ابھی جا ہون تو ہوا ہو جاؤن
باغ عالم مین ہی رخنونکی [illegible] نہین

جا بجا خون آتش سودا ہی تمام اعضا مین
کون سی رگ ہی ہماری جو رگ سنگ نہین

پھر بھی نہ ہو گیا جو جنون ہمکو کیا علاج
یان جا کے جیب ہی کا رہا رفو نہیں

ناسخ فراق یار میں ایسے ہوئے ہیں شگال
جز اشک مثل ابر بدن میں لہو نہیں

کس گل کا منہ چمن میں ترے آگے فق نہیں
یہ رنگ گل اڑا ہے افق پر شفق نہیں

گلشن میں اپنے مصحف رخ کی جو سیر کی
خالی شبیہ یار سے کوئی ورق نہیں

لکھتا ہے وصف دشنۂ مژگان کا ہر کوئی
وہ کون سا قلم ہے زبان جسکی شق نہیں

رزاق کریم سے کیا جل شانہ
چودہ طباق رزق ہیں چودہ طبق نہیں

جینے کا گرمی تپ غم سے گمان ہے
مدت سے جان میری بدن میں مق نہیں

ہوں بندۂ حرم تو سمجھنا ہے دیر میں
یاد صنم ہے دل میں اگر یاد حق نہیں

اور آفتاب روی کتابی دکھا ہمیں
ہر شمس بازغہ میں ہمارا سبق نہیں

آنکھوں کی ڈوریوں میں گہر یاقوت ہیں پروئے
موتی چڑھے ہیں لال میں منہ پر عرق نہیں

ہوگا وصال غیر کو اسکا بڑا ہی غم
اتنا فراق کا مرے دل کو قلق نہیں

طول شب فراق سے ناسخ جو تنگ ہو
کیا یاد قل اعوذ برب الفلق نہیں

اڑ مغنی سن مرے نالے ذرا پردیس میں
درد ہی ایسا بھلا کا ہیکو تیرے دیس میں

۹۷

ولہ

ہر دانت تیغ موج تبسم کو سنگ ہی
تیر نگہ کو ہر مژہ اک بر سے کم نہین

لاغر ہوں اپنے کلبۂ احزان مین اسقدر
دیوار کی دراز بھی اب در سے کم نہین

مستی ہین عشق ساقی کوثر بھی ہو اگر
جام شراب چشمۂ کوثر سے کم نہین

بندھے خوب لمین تصور جو یار کا
بھر تو مسافری بھی مجھے گھر سے کم نہین

رفتار یار مین ہین یہ شیر ین اور ایسا
خاک اوسکے رہگذر کی شکر سے کم نہین

ایسی ہی شرم ابروی جانانسے آب آب
تلوار کچھ مری مژۂ تر سے کم نہین

اوس سرو قد کے زلف مین ایسے پھنسے ہین دل
ناسخ جو لٹ ہی شاخ صنوبر سے کم نہین

کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین
گل سی کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

تیغ کافی ہی مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
خنجر ابروی خمدار سے کچھ کام نہین

مرض عشق سے دی مجکو شفا شافی نے
اب تری نرگس بیمار سے کچھ کام نہین

گھر مین اب چین سے بیٹھوں کہ وہ سودا نرہا
گردش کوچہ و بازار سے کچھ کام نہین

شب تار لحد کا ہی تصور مجکو
ہجر جانا نکی شب تار سے کچھ کام نہین

ساغر عمر لبالب نظر آتا ہے مجھے
ساقی و خانۂ خمار سے کچھ کام نہین

چمن خلد مین اب جلکے کرون گل چینی
بوسۂ یار گل رخسار سے کچھ کام نہین

[illegible]

۹۹

پروانے کا خون شمع پہ ثابت ہی گر نہ
کٹتی ہی کہان شمع سر طور کی گردن

یہ گیسوی مشکین وہ سنبھالا کہان سی
ہائی ہی اگر شمع نے کافور کی گردن

مثل رگ گردن ہوئی زنجیر طلائی
ایسی ہی سنہری بت مغرور کی گردن

قلقل نہین حق حق کی یہ آواز ہی ساقی
شیشے کو کہان ملگئی منصور کی گردن

سب خلق کا خون تیرہی گردن پہ ہی ساقی
یہ بوجھہ اوٹھاتی نہین مزدور کی گردن

زاہد تو ریائی ہی تو لعنت کا پڑے طوق
گردن ہی تری بلعم باعور کی گردن

خم اتنی صراحی کی ہی گردن تو عجب کیا
ہم رندونکے آگے جھکی فغفور کی گردن

ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل
ڈھلکی ہوئی ہی ناسخ رنجور کی گردن

غم نہین ہی فلک جو تاج نہین
ہمکو سر کی بھی احتیاج نہین

اوس پری کا نہین ہی بے شک
ہی اگر وہم تو علاج نہین

کچھہ ابھی سے کلی ہی قسمت مین
وعدہ وصل کل سے ہی آج نہین

ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہی
غم ہی موجود اگر اناج نہین

کب عدن سے زمین شعر ہی کم
در مضمون سوا اخراج نہین

گل ہین خوش رو مگر ہین بو
شہر مین ان کا رواج نہین

[illegible]

دو ٹکڑے ہے چاند اشارہ انگشت سے کیا | کیا تمکو اور چاہیے شمشیر ہاتھ میں
سودا ہی گو طبیبو مگر غیر جام سے | لونگا نہ کاسۂ عرق شیر ہاتھ میں
کرتی ہی مجکو قتل تری پھولوں کی چھڑی | کیا دی ہی گل فروش نے شمشیر ہاتھ میں
فرقت میں ہو اشارہ ہلال صیام کا | لے اپنے ذبح کرنیکو شمشیر ہاتھ میں
نے حکم ہے جو آپکو چھوڑوں نہ کیا مجال | ایسی کہاں ہی طاقت تقصیر ہاتھ میں

ناسخ میں جبکہ عرصۂ محشر میں جاؤنگا
ہوگی رکاب حضرت شبیر ہاتھ میں

آوازے ہے مانند مزامیر گلے میں | تحریر ہے گویا تری تقریر گلے میں
لپٹی ہی جو وان زلف گرہگیر گلے میں | یاں بھی نقش گیسو کی ہی زنجیر گلے میں
دیوانہ کیا ہی تری صورت نے پیر و | ہو طوق کے بدلے تری تصویر گلے میں
آواز سنا کر مجھے بیہوش بنایا | کس شیشۂ می کی ہی یہ تاثیر گلے میں
اسرار نہاں آتے ہیں سینے سے زبان پر | اب سد سکندر کروں تعمیر گلے میں
ای جان کوئی اپنا گلا کاٹ مریگا | لٹکاؤ نہ یوں ناز سے شمشیر گلے میں
تلوار نزاکت سے وہاں کھینچ نہیں سکتی | انکا ہی یہاں نعرۂ تکبیر گلے میں
جز خاک در یار دوا دو نہ طبیبو | واللہ اٹک جائیگی اکسیر گلے میں

ثان خورشید تو ہر صبح دکھاتا ہی کسے
مجکو گردوں کی تشویر سے کچھ کام نہیں

اوسکی ہی یاد سے ہم خواب میں گر آتی ہیں
ہیں تو جنت میں مگر حور سے کچھ کام نہیں

بوسہ ہا لب شیرین ہیں شراب عناب
میکشو بادۂ انگور سے کچھ کام نہیں

ہر جگہ کام تصور ہی سے لے لیتے ہیں
ہمکو نزدیک سے اور دور سے کچھ کام نہیں

چشم بیمار صنم کی ہوں دعا میں مصروف
مجکو اپنے دل رنجور سے کچھ کام نہیں

سوز خورشید ہو کافور سے کیا کم
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہیں

کف ہی کافی ہی ساقی سر مینا کی شراب
بخیۂ عصرت منصور سے کچھ کام نہیں

داغ فرقت سے جلینگے نہ ملینگے اوس سے
نار سے کام ہی یاں نور سے کچھ کام نہیں

چڑھی گردش کی مطرب ساقی ایسی
کہ ہمیں شیشہ و طنبور سے کچھ کام نہیں

چہرہ اوس بت کا ہی شنجرف سے سرخی میں زیاد
اوسکی پیشانی کو سیندور سے کچھ کام نہیں

یار کے دست حنائی کی ہی مچھلی کیا کم
مجکو ماہی سقنقور سے کچھ کام نہیں

اہل تزویر سے اسد رہتی ہی نفرت مجکو
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہیں

ہوا گر وصل میسر ابھی ہو جاے وصال
موتکو عاشق مہجور سے کچھ کام نہیں

مثل خورشید ہی داغ آٹھ پہر سینہ میں
شب ماہ و شب دیجور سے کچھ کام نہیں

شعلہ رو لوگوں نہیں اپنے مری کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہیں

۱۰۱

آ رو رہے ہیں آٹھ آٹھ آنسو ہم
گر رہی آنکھوں پہ سر جدائی میں
خشک لب رہتے ہیں بجای شراب
اشک خونی سے تر جدائی میں
خشک غم سے لہو ہوا ہے جگر
کیا کہوں شعر تر جدائی میں

ولہ

ہجر جاناں میں اجل آئی سیہ خانہ ہی تنگ تھا — کیا ٹھکانا ہے ہم اگر ہو گئے کسی سید آمین

چشم کی گردش نے مارا شکوہ ابرو نہیں — ہی کہیں تلوار سے تیزی زیادہ اس سنان میں

ہی ہمارے کفر کا باعث وہی ہندو سپہر — دھوم جسکے حسن کی ہی سارے ہندوستان میں

کوئی دنیا ہی کسیکو انجیل ایسا جواب — کشتی دریوں لی ڈوبی اشک کے طوفان میں

بحر میں ہیں ایسے اشعار ان نون ہر کا نہیں — اسقدر پیدا نہیں ہوتے جواہر کان میں

ہو گیا ہی شمع روشن دل سوزاں مرا — سینۂ صد چاک میں ہے نور دالان میں

مر رہا ہوں آپ تم بدنام ہوتے ہو عبث — غصہ جانے دو کرو تلوار اپنی میان میں

لشکر ناز و ادا نے یار کا تو فکر کیا — قتل عالم کو کیا اک آن سے اک آن میں

یہ زمیں اچھی نہ تھی ناسخ ولیکن بحر نے
حسن پیدا کر دیا ہی نون کے اعلان نے

ڈھل یاں جز عکس سلطان تجلی کا نہیں — دل ہمارا ہی کچھ آئینہ سکندر کا نہیں

اڑتے پھرتے ہیں گریباں کے پرزے جا بجا — کچھ بنا اس سے زیادہ کوئی لیر کا نہیں

کیا کبھی کو دھیان ہی اوسکے ستمگر کا — کون وہ دنیا میں ہی مشتاق جوہر کا نہیں

کو منزہ ہی مکاں سے تو لیکن خدا کا ہی گھر — اسرا بھی ہیں فقط بندہ ہی گھر در کا نہیں

پی کے پانی اوسکے جو آنکھ سے میں مست — ساقیا مے کش ہیں مشتاق ساغر کا نہیں

وله

ہو گیا ہی مجھکو سودا دیکھکر روی سفید

ساقی کوثر کا ہاں ناسخ تشنہ دیدار ہون

جام مے کیسا کہ اوسکو ذوق کوثر کا نہیں

[illegible]

کلام غنچہ گل رنگ سے ہی تلخ	ادا سے سرو سیم اندام شیرین
اسیر قصر شیرین کیا ہی فرہاد	نمایان ہی سر ہر بام شیرین

کہا سب نے تو سیب او سکے ذقن کو
مگر کہتا ہے ناسخ آم شیرین

ہم نماز و نہین جو تا در پر کھڑے رہتے ہین	سامنے یہ سب لیے ہیر کھڑے رہتے ہین
یار آتا ہی مرے گھر تو خبرداری کو	غیر در پر لیے شمشیر کھڑے رہتے ہین
زاہدا کی رمضان میں ہی پڑھون جاک نماز	سوی قبلہ تو خنازیر کھڑے رہتے ہین
تم نکلواتے ہو جب گھر سے تو ہم دیوانے	تھامے دروازے کی زنجیر کھڑے رہتے ہین
ایسے ہم خاک ہوے ہین کہ ہمارے آگے	باادب صاحب اکسیر کھڑے رہتے ہین
تو وہ منشی ہی کہ کرتا ہی جو مسند پہ جلوس	سامنے کاتب تقدیر کھڑے رہتے ہین

ناسخ اوس گلکے نظارے کی تمنا مین ہم
غنچہ سان باغمین دلگیر کھڑے رہتے ہین

تپ سے ہماری جان پہ جلتی ہی ہجر مین	چربی ہر رنگ شمع پگھلتی ہی ہجر مین
ساقی بغیر مے یہ لہو تھوکتا نہین	منہ سے شراب وصل نکلتی ہی ہجر مین
مین جانتا ہون جوشش طوفان تنور سے	خم سے اگر شراب ابلتی ہی ہجر مین

[illegible]

۱۰۳

قاصد اجھوٹ کہا گھر مین وہ مہ رو ہی نہین
کسطرح گلشن جنت مین بھلا حور نہین

[illegible]

[illegible]

ولہ

کل گھر اوقات محبوب مین بیتاب نہین
ہے آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین
بے ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون
جام مے کیا کہ خیال قدح آب نہین
آتش داغ جدائی سے نہ اوٹھاؤ [illegible]
طائر دل ہے پہ کچھ طائر سیماب نہین
صبحدم آج ہے اوس ماہ کو کیا عزم سفر
چھپ رہی ہین رات ہے پر جلوۂ مہتاب نہین

چاہیے کافور سحر چاہیے کافور حنوط
یہ شب ہجر ہے یارو شب دیجور نہین

شب فرقت مین کہان صبح ہجر نجم سیاہ
ہے سجا کہیے کہ قلقل نہ ہے کافور نہین

ہے عسل مصحف لب یار کے لکھنے سے مداد
اب دوات اپنی کہ از خانۂ زنبور نہین

چاند فی سایہ کے مانند ہے نہ قیمین سیاہ
شمع کیا آج تو مہتاب ہے نہ کبھی نور نہین

اوس مصحف رخ کے جو دیوان لکھے اوصاف
ہے ورق [illegible] شجر طور نہین

عرض جج کیا مین کرون بزم سے تمنا زاہد
کیسے تک [illegible] لائق خط طنبور نہین

ناز اوٹھوا او بیتوا اس سی جہانتک چاہو
غیر ناسخ کوئی اس مجمع کا مزدور نہین

وہ نہین بھولتا جہان جاؤن
ہاے مین کیا کرون کہان جاؤن

یہ نہین چاند ہے وہ ہے محبوب
کس طرح تا بہ آسمان جاؤن

آئی یاد اوسکے زلف کی زنجیر
توڑ کر ہاتھ بیڑیان جاؤن

دور وہ مین ہون اوسکے نزدیک
ہاے کیونکر مین ناتوان جاؤن

رہنمائی کرے جو عالم غیب
وہ جہان ہے نہان وہان جاؤن

کتنے روزون سے غم نہیں کھایا
اوسکے گھر آج میہمان جاؤن

ہو نہ گلگشت مین کہین وہ گل
جی مین ہے آج بوستان جاؤن

[illegible]

ولہ

[illegible]

جیسی دیکھا ہوئی زنجیر کی حاجت اوسکو
خط جاناں کی برابر خط حداد نہیں

جب میں کہتا ہوں کہ فرقت میں کیا قتل مجھے
ہنسکے کہتا ہی کہ بندہ کوئی جلاد نہیں

اوسکی تحریر سے منقوش دلوں پر تا حشر
خامۂ فکر ہی کچھ خامۂ بہزاد نہیں

ہای جو کرتے ہیں سبا اہل زمین کرتی ہیں
ای فلک تجھسے مجھے شکوہ بیداد نہیں

اٹھنے شانے تری زلفوں کے بنا ای خوش قد
چمن دہر میں اب نام کو شمشاد نہیں

چاہیے دام رگ ابرو کشا ر دریا
ہم بطامی کے سوا اور کے صیاد نہیں

وحشیو کہتی ہی زنجیر باواز بلند
بستۂ عقل جو ہی غم سے وہ آزاد نہیں

نہیں جاتی کسی عالم میں جلو ہمت
عرش پرواز مری خاک ہی برباد نہیں

ابتو جی کھول کے دو نرات کرو ظلم و ستم
ناتوانی سے مجھے طاقت فریاد نہیں

عکس جب سے ترے ابرو کا پڑا ہی قاتل
تیغ فولاد ہی آئینۂ فولاد نہیں

کیا غم ہجر بھلا کم ہے لہو پینے کو
ہوں وہ مجنوں کہ مجھے حاجت فصاد نہیں

مر کے بھی چھٹتے نہیں آپکے زلفوں کے اسیر
یہ عجب قید ہی جسکی کوئی میعاد نہیں

رنج دیتا ہی جنون جن کیطرح ای ناسخ
جلسے پہلو میں وہ محبوب پریزاد نہیں

ای جنون ہجر میں کیا نالہ و فریاد نہیں
ضعف ایسا ہی کہ زنجیر میں آواز نہیں

۱۰۵

جو دورِ جام ہو ساقی تو منہ بر سنگ ہو
کف شراب نہیں ہی سحاب شیشے مین

ہوا ہی صاف ہماری طرف سے دل اوسکا
کہ اوسنے لکہا ہی خط کا جواب شیشے مین

نجم شراب ہی جو جیلے سی محتسب توڑے
نہ ورخشندہ ہوا و سپہر ہوا شیشے مین

کریگی مست تجہ کو بادہ فروش
اگر شراب نہیں ہی تو آب شیشے مین

جو کوئی جام ہی بہنا تو جلد دے ساقی
عیان ہی صاف شراب شیشے مین

دل رقیب مین ہاان رو سیاہی ہی
کہ جسطرح کوئی رنگین خضاب شیشے مین

بغیر نشہ کی سونے مین نہیں ممکن
سجا ہی گر کہون ہی ہنسند خواب شیشے مین

یہ معجزہ ہی حسین شہید کا ناسخ
کہ خاک ہو گئی سب خون ناب شیشے مین

دیکھنا منہدی ملی اوس سیم بر کی انگلیان
سیم کا سارا بدن ہی اور زر کی انگلیان

سورۂ قدر اپنے آکے نذر بت پڑھا مین جی اوٹھا
واہ اے معجز نما ہین کیا اثر کی انگلیان

کسطرح پنجے کی کثرت کا ہوا شوق اندنون
سخت ہو جائینگی اوس نشتر کی انگلیان

بین کی آواز دلکش اسقدر ہو گی ہنر
کر رہی ہین سحر اوس مطرب کی انگلیان

تو وہ ماہ مہر خوبی ہی کہ تیرے سامنے
ہون قلم یعقوب کے لخت جگر کی انگلیان

کھل گئی ہی جیسے مٹھی پنجۂ خورشید کی
اسقدر پُر نور ہین اوس فتنہ گر کی انگلیان

ولہ

یہ جسم زار ہی تو اون پیرہن سے کم ہی بہین
کہ جیسے روح نہان ہی بدن مین
سوا ہی اوس کی جو مشاہدہ کسکو
نہان ہی شاہد معنی سخن مین

چمن میں لائی صبا کس کی بو جو آج نسیم
دمک رہی ہے گل یاسمن کے پیرہن میں

نکلتا ہے شرر سنگ کی طرح جو نہاں
وہ بت ملا مجھے اک بت سنگ کے پیرہن میں

تمہارے روئی صفا کا منہ چھپا دیں ہیں
یہ مہر و ماہ پر پرتو کہیں کے پیرہن میں

ہزار ہوں زخم کے تیر نگاہ سے سوراخ
ہمارے اس بت ناوک فگن کے پیرہن میں

خبر شام غریبی کی مجھکو تھی ناسخ
چھپی تھی نہ کھلی یہ صبح وطن کے پیرہن میں

مجھکو اب صبا کی گلشن سے کچھ کام نہیں
مے سے کچھ کام نہیں جام سے کچھ کام نہیں

دل میں عشق آئی ہے جس تمکی ہے یہ بیتابی
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہیں

اپنے آرام تو ہو اب دشت جنوں میں تنہا
کسی محبوب دلآرام سے کچھ کام نہیں

خانہ برباد ہوں صحرا میں بگولوں کی طرح
سقف و دیوار و در و بام سے کچھ کام نہیں

طائر روح رمیدہ کی طرح جیتا ہوں
اب تو صیاد ترے دام سے کچھ کام نہیں

طبع روشن کو نہیں خوف سیہ روزی کا
صبح محشر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہیں

ہے مجھے دشت میں بھی صید معانی کا خیال
دو سے کچھ کام نہیں دام سے کچھ کام نہیں

اتنی مدت سے ہوں غربت میں وطن بھول گیا
مجھکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہیں

ہے فراق بت خودکام میں ناسخ کا کلام
ہو نہیں ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہیں

مرحبا ہون امیدواری مین نور افشان ہی حسن پردہ نشین	ایسی ہانسی وہ کرتے کاش نہ ان اوس ون مین پردہ ہای تاش نہین

خار تم سے برنگ گل ناسخ
کون سے عضو مین خراش نہین

آج پیش نظر حضور نہین	کوئی مجھسا بھی بے حضور نہین
گرچہ ہین تجھسے دور ہون لیکن	تو تو اے جان مجھسے دور نہین
یار گھر مین کبھی نہین ملتا	طرفہ جنت ہی یہ کہ حور نہین
ہم ادا وان سمجھتے ہین ای جان	ناز ہی حسن کا غرور نہین
ساقیا ہی نظر مین چشم سفید	بحر مین ساغر بلور نہین
میرے گھر مین جو تو ہی نور افشان	کون دیوار ہے کہ طور نہین
تم سے چلے دو قدم ہوا برپا	حشر کو انتظار صور نہین
سے کہتے ہین روشنی چشم سیاہ	سانولو نہین شکیبے نور نہین
کیون نہ ہو امید تان اہل زمین	آسمان ہی یہ کچھ تنور نہین

کہتے ہین وہ ہنسی سے ناسخ کو
شاعری کا تجھے شعور نہین

وله

لوگ دنیا سے جو ونرات سفر کرتے ہین
کوچ کی نے خبر ونکو یہ خبر کرتے ہین

اونکو کیا کہتے ہین جو جون بشر کرتے ہین
قابل لعن ہین جو قطع شجر کرتے ہین

ہجر ساقی مین غضب نالے اثر کرتے ہین
می گلرنگ کے قطرے ونکو شرر کرتے ہین

کام ہم سوختہ جان مثل شرر کرتے ہین
ای صنم تیرے دل سخت مین گھر کرتے ہین

گھر مین محبوب ہی آتا نظر آتا ہی ہمین
جب تصور مین نظر جانب در کرتے ہین

می گلگون سے ہوا سرخ مرا روی سفید
کیمیاگر ہو ہین چاند یکو بھی زر کرتے ہین

وصل محبوب مین میخواری سے تر دامن
اپنو دامن کو ہم اشکون ہی سے تر کرتے ہین

کسکو حشمتین ملا ہی یہ طولا ایسا
روز ہم چاک گریبان سحر کرتے ہین

میرے ویرانے مین رہتے ہین مقرر جہان
کشور ہوش سے جو لوگ سفر کرتے ہین

تو ہی سنتا نہین کیا نالے سے ای حورلقا
نالے تو گوش ملائک کو بھی کر کرتے ہین

کیا ہی ای طفل تری تاب کمر کا ہی اثر
تیری انگڑائی کے کلبوتر بھی کمر کرتے ہین

مر گئے ہم تو شب ہجر مین آپ عیش
پھاڑ کر اپنا گریبان سحر کرتے ہین

چاند سورج کو جو تکو لگتے ہین لے ہین صنم
کیا قیامت ہے بہم شمس و قمر کرتے ہین

یار کو قصد جو ہوتا ہی ہمارے گھر کا
پیشتر اپنے حواس اسکے خبر کرتے ہین

[illegible]

ملا پیچم شمشے صبح کا سبب تیر پانی مین
نظر آنے لگے ہر موج ابھی شمشیر پانی مین

ولہ

[illegible] پانی مین
[illegible] مقصود پانی مین

طاقت ہی طاق ابروی خمار یار پر
محراب کعبہ جاج کہین وہ خمیدہ ہون

تیر اعلام کچہ مہ کنعان فقط نہین
کہتی ہے مشتری بھی مین تیری خریدہ ہون

او آفتاب مت افق بام سے دکھا
مانند صبح مین بھی گریبان دریدہ ہون

کسکو خبر کہ شیشہ کہان ہے قدح کہان
بے یار بزم بادہ مین ہوش پریدہ ہون

ہرگز مجھے نظر نہین آتا وجود غنچہ
عالم تمام ایک بدن ہے مین دیدہ ہون

سودای عشق غیر کہان ہے برنگ گل
اپنے ہی حسن مین گریبان دریدہ ہون

ممکن نہین ہے ضبط فغان حشر ہو تو ہو
بے اختیار صورت صور دمیدہ ہون

ہنستا ہون مین نکال کے دانت اپنی تو پر
باغ جہان مین مثل انار رسیدہ ہون

تھا چاک جیب صبح تو مشہور آج ہون
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

گو جان جاہی غم نہین لیکن یہ بات جاہی
ناسخ وہ کھینچ رہا ہی تو مین بھی کشیدہ ہون

ملا عکس شفق کو رتبہ اکسیر پانی مین
طلائی ہوگئی ہر موج کی زنجیر پانی مین

فروغ حسن سے روشن ہین آنکھین حبابونکی
کبھی تیرا نہانے کو جو وہ دیکھے پیر پانی مین

تڑپتے ہین نہنگ موج لاکھون عاشق بسمل
وہ قاتل تیر جاتا ہو مثال تیر پانی مین

زبان موج پر ہو الامان مثل لب دریا
کرے تیر نگاہ گرم اگر تاثیر پانی مین

[illegible]

[illegible]

غیر ہر دم مجھے باتین سنا جاتی ہین
جانتا ہون یہ مین سب چال تمہاری باتین

یاد آتا ہی ترا کیا کسی عوض کا کہنا
ہی پھر کیا مین سنونگا وہ گنواری باتین

ہی بڑی بات یہ اغیار سے باتین کرنی
اور نہ ایسی تھین ہی اچھی ہین پیاری باتین

اسطرح بول نکلتے نہ سنے تھے ہمنے
کرتی ہی صبا صنم تیری سناری باتین

تو وہ اعجاز بیان ہی کہ مسیحا سمجھین
سن لین ہی جان کسی دن جو ہماری باتین

اسلیے اشک بہاتا ہون جو ہم فکر سخن
کہ ہمیشہ رہین دنیا مین یہ جاری باتین

تو وہ گل ہی کہ اگر کان دہرے گلشن مین
ہو زبان سوچ کرے یاد ہماری باتین

کیجیے سحر بیانی سے مسخر کیونکر
کبھی سنتا نہین ناسخ وہ ہماری باتین

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین
کٹتی ہین آنکھوں ہی مین سحر کی ساری راتین

ہی کیا پیار سے سوتے تھے لپٹ کر اسکے
یاد ہر دم مجھے آتی ہین وہ پیاری راتین

دونون لفظوں مین ہین خورشید سی تابان ظاہر
روز روشن کی برابر ہین ہماری راتین

جو گھڑی ہی نظر آتی ہی مجھے ایک پہاڑ
ہین غضب فرقت محبوب کی بھاری راتین

ہجر مین صبح سے تا شام سجا ہی شبنم
میری آنکھون سے لہو رکھتی ہین جاری راتین

حسن پر چڑھ رہتے ہین یار اندھیرے مین ہم
ہین شب گور کے مانند ہماری راتین

۱۱۱

[illegible]

دوست سے اندنون لگاؤ ہی مجھکو
کسی دشمن سے مجھکو لاگ نہین
بعد مدت کے غنچہ بھی ہی نہ رسان
زلف جانان سے ہی کالا لاگ نہین

ولہ

خود بخود جی مرا اداس نہین
دل گئی جس سے بھی وہ پاس نہین

تیر بھی اس بت کمان سے جلد کرتا ہی گذر
آرزو ہو اسقدر ہو بیکشو جوش شہر آ
دولت بیدار ہی بیرادب جانے نہ پای
آپکو اپنی عبادت کرتی ہین خود پرست
بت مرا ہو ساکن بتخانۂ دل واغطا
شمع سان منہ سے جو اوس صیاد ماہی گیر کا

پیرہن مین اتنا بھی ٹھہرن کبھی گی صحرا مین
بیکلی کا میکدہ بہتا ہی پھر سیلاب مین
پہر تعظیم اوٹھتہ کھڑا ہوون تم جو آؤ خواب مین
کیون نہ مسجد کا منارہ خم ہو محراب مین
سجدے کرتا ہون مین اپنی جبین محراب مین
دوڑتی آئین جسقدر تھین مچھلیان تالاب مین

ولہ

ہوئی ہین عکس فگن جب سے داغ گنگا مین
بجا ہی موج ہو دست سوال مستان کا
ملا ہی آج وہ رشک چمن بھی عریان
چلون جو ہلکو دلا جامہ پارسا تنکر
فلک سمجھتے ہین ملاح والی فلک کو کیا
پہ لوچے کھاتے ہین زندہ نکو کا نیو کر کو
جو اس گمشدہ کو ڈھونڈتی تھے غریب تمین
ادھر ادھر بہتا ہین گل ادرا دھر بہتا ہین

کہان نہاتے ہین ہندو چراغ گنگا مین
بھنور کے بدلے ہے دور ایاغ گنگا مین
خوشی کی جا سے ہی دل باغ باغ گنگا مین
ذرا شراب کے دہولون مین داغ گنگا مین
کسیطرح نہین ملتا دماغ گنگا مین
کہ جیسے کھاتے ہین مردونکو زاغ گنگا مین
ملا نہ اب ہمین یار سراغ گنگا مین
ہر ایک جیسے شگفتہ ہی باغ گنگا مین

ولہ

کھل گئی ساری حقیقت پیش و دست
ہے اگر یہ بود تو نابود ہوں

ہے تردد کس قدر فہمید میں
گاہ عابد ہوں گہے معبود ہوں

وصل کی شب کو اگر کرتا ہوں یاد
ہجر کی شب کہتی ہی موجود ہوں

ولہ

ہی صاف آئینہ یہ تمہارا بدن نہیں
گویا غلاف آئینہ ہی پیرہن نہیں

دنیا میں جیسے آئے تھے ویسے ہی ہم چلے
یان تک کہ لاش کو بھی میسر کفن نہیں

دیکھو عیان ہی سرمۂ دنبالہ سیاہ
ہی چشم شوخ یار چکارا ہرن نہیں

لاغر کیا ہی فرقت جانان نے اسقدر
گویا ہماری جان فقط ہی بدن نہیں

کیا زندگی کہ تجھسے ہوں مربوط تا ابد
ایجان جان یہ ابطہ جان و تن نہیں

کیا گل کی احتیاج کہ ہی پھول خود شراب
کافی یہ میکدہ ہی جو ساقی چمن نہیں

اتنی مجکو عذر بوسہ تو جا ہی سخن نہیں
تیرا دہن نہیں تو مرا بھی دہن نہیں

ممکن نہیں شکایت قاتل کہ میں تو کیا
کاری تمام زخم ہیں لیکن دہن نہیں

کیا تاب تیرے سامنے کچھ بات کر سکوں
قاتل برنگ خم دہن ہی سخن نہیں

نے شبہ پڑ گیا ہی دلا عکس موی سر
آئینہ جبین میں پیچ و شکن نہیں

کیوں ہو گیا ہی روز جدائی مجھی پہاڑ
عاشق تو ہوں ضرور مگر کوہکن نہیں

۱۱۴۳

ولہ

ہی تصور اوس گل تر کا دل غمناک مین — عطر ہی اشکونکی بدلے دیدۂ نمناک مین

شیشۂ مے کی تمنا ہی دل غمناک مین — ساغر مے کی ہی حسرت دیدۂ نمناک مین

زلف جانان ہین مرا تار نفس پیچیدہ ہی — گوش گلمین ہی جو خوشبو ہی ہر دم ناک مین

اوس گل تر کو نکر او نکہت گل بددماغ — مارے غصے کے ابھی آجائیگا دم ناک مین

ناک ایسی دیکھی آنکھون نے نہ کانون نے سنی — بو تمہاری کاکلونکی ہی تلی ہی ہم ناک مین

منہ ترا ہی شمع رو میرا چراغ زندگی — صاف شعلے کا نظر آتا ہی عالم ناک مین

اوس گلتر کی بدنکو ہمنے سونگھا تھا کبھی — نکہت گل کی روش خوشبو ہی ہر دم ناک مین

روے جانانہ مری آنکھین ہین کیا ہی کامیاب — کان مین آواز بوی زلف پرخم ناک مین

تو نے بوی زلف عنبر بین آتی نہین — کیا نسیم صبح لائی ہی مرا دم ناک مین

خوش جہان ہوتا ہی وہ خوش طبع جاتا ہی کوئی — کسطرح آئی ہماری خاطر غمناک مین

آپ اپنے عیب سے واقف نہین ہوتا کوئی — جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہی کم ناک مین

ناک رگڑ ہی ہر پری کیونکر نہ اوسکے سامنے — بدلے تتھنی کے سلیمانکی ہی خاتم ناک مین

وہ عطا وہ مست ہین لائے اگر بوی کشت — بینۂ مینا ہی مے کھینچ لیتے ہین ہم ناک مین

ولہ

دیکھے یا گورے گوری جو تمہارا ہاتھ پاؤن — زیست ہی پھر مانند مرجان نہ ہمارا ہاتھ پاؤن

ولہ

آتش افشان گھر میں ہوس محبوبوں کے رخسار ہین
روزن مجمر بجا ہے روزن دیوار ہین

فصل گل میں ہے جنون زندان کو میرے اشتیاق
حلقۂ زنجیر بجا ہے دیدۂ بیدار ہین

بنگئے ہین پھول گنبد یکا تری فرقت مین ہم
غم سے اے گل زرد ہین ہم سر تا قدم افگار ہین

زرد کچھ ہے تیرے غم فرقت مین ہین کچھ ہین سفید
باغ مین سب گل برنگ نرگس بیمار ہین

اس چمن مین ہین گل سرخ اور بہت سے ہونگے مگر
ہین زیادہ قدر مین عالم سبھی جو زردار ہین

زاہدا عقبیٰ مین ہوگا اونکو دیدار خدا
جو کہ دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین

اب شیوہ چاک گریبان ہے نہ وہ ارمان دشت
ناتوانی سے ہمارے دست و پا بیکار ہین

ہے سبب چین و شکن ابروی قاتل نہین
ہے کمان جسکے پاس اوسکو تیر بھی درکار ہین

قہر برپا ہوا گر موقوف ہو زلفون سے دور
شست ہین ایجان جبتک کیچلی مین مار ہین

کیا صفائی ہے کہ میرے آنسوؤن کے عکس سے
اے پری تیرے گلے مین موتیون کے ہار ہین

مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا
گر نہین کپڑے بدن پر زخم دامن دار ہین

یار پر نور اونگلیون سے ڈور سلجھاتا نہین
پنجۂ خورشید مین جیب سحر کے تار ہین

ضد سے اپنے روزن دیوار کر دیتا ہے بند
اونسے ایسا جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ولہ

عشق پیچان کی تھی سی لپٹا ہی پای سرو
رست ہی لپٹی سین زلف پیچان پاؤن نہیں

کو بکو دن بھر وہ ہر جائی پھرا کرتا ہی جو
روز ہی مانند خورشید درخشان پاؤن نہیں

مہدی ہاتھونکو اچی پاؤن سے سبت کیجیے
روشنی ہی دست موسی کے درخشان پاؤن نہیں

دشت سے پہونچین جو ہم گلزار کر دی پار نیا
غنچہ ہای آبلہ ہوجائین خندان پاؤن نہیں

اوسکے تلوونسی ملین سے نہ مین کیا آنکھونکو ہم
ناخن سر نور ہین چشم نگہبان پاؤن نہیں

مثل رفتار آج اوسکی رقص کی بھی کی نقل
پہنچی ہی بنیاد دل سے کبک خرامان پاؤن نہیں

ہوتی ہی مہدی کی حاجت آپ ہر یرو باربار
ایکدان مل لے ذرا خاک شہیدان پاؤن نہیں

اپنے جنون نکلین گے جلتے جی نہ مثل استخوان
ہو گئی جز و بدن خار مغیلان پاؤن نہیں

رسیون پر دوڑتی ہین تیر آنکھونکی غضب
بیشتر نٹ باندھکر شاخ غزالان پاؤن نہیں

اطلس گردون مین ہی پوشیدہ جیسے ساق عرش
یون ترا پاجامہ سے ماہ تابان پاؤن نہیں

میری آنکھونسی اگر دیکھے تو اپنے حسن کو
ہوا بھی تجھ شوخ کی زلف پیچان پاؤن نہیں

حسرت چاک گریبان کیا مرا ہاتھونکو ہی
وحشتین کیا کیا ہین سے ضعف پنہان پاؤن نہیں

شہر کیجیا نچ جو چلتا ہون تو اوٹھتے ہی نہیں
لگ گئی جیسے جنون خاک بیابان پاؤن نہیں

چشم نرجیر بین ہین کیا تیری صورت کی سکیر
حلقہ زنجیر بھی ہین چشم حیران پاؤن نہیں

وحشت وحشت مین چلا جاتا ہون کیا مانند تیر
چلتے پھرتے ہین ہر چند کانٹی مثل پیکان پاؤن نہیں

ہنسکے کہتا ہی وہ ناسخ کے رولانیکے لیے
دیدۂ تر نہو دنیا تو نگہ پاک نہین

کون زندہ ہی جو اوس چشم کا بیمار نہین
مرکے چھوٹا ہی جو زلفون مین گرفتار نہین

کیا ترا ہاتھ سے سر پر دستار نہین
ہاے چاکونکے جنون جیب مین وس تار نہین

پردۂ چشم اوٹھا شمع اغیار نہین
بندہ موسی کی طرح طالب دیدار نہین

دیکھکر اپنے خریدارونکو جنس بلاسے کہا
میرا کوچہ ہی یہ کچھ مصر کا بازار نہین

مثل خورشید احاطہ کیے ہی نور جمال
کوی جا نا نہین کبھی سایۂ دیوار نہین

چمن دہر کو ہم ڈہونڈ ہہ پہرے مثل نسیم
غیر جام مے گلگون گل بیخار نہین

میکشو عیش ہی مفت آج غنیمت سمجھو
خم کبا لب مے گلگونسے ہی خمار نہین

جلتے اندہے ہین کو یہین سوکہے تکھے ہی ولیکن
خشک کوری بین سبہی ان دیدۂ خونبار نہین

سمجھے ہم دیکھکے چشم و مژۂ جانانکو
تا یہ نرگس سین دہر مین بیخار نہین

جلگیا دہوپ مین اب گہر مین سمجھے آجاو
دو پہر ٹہیک ہوئی سایۂ دیوار نہین

کوی جاتا نہین نظر وہین سماے ابکوت
کوی ہمچشم بجز روزن دیوار نہین

آبلے ہین سر پا وہین نہ سمجھو پاپوش
پنبۂ داغ جنون سر پہ ہی دستار نہین

وحشت وحشت مین ہی ٹھکتے چلا جاتا ہون
کوئی گویا کہ مری آبلو مین خار نہین

117

ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دست یار
ہین گیا ور حنا مانند اختر ہاتھ مین

ای خود آرا او گیا دنیا فانی ہاتھ کیون
لگیا ہوتا یہ آئینہ سکندر سا ہاتھ مین

ای جنون بارش کو بھی کیا ستقدر ہی شہر مین
دیکھکر مجکو اوٹھایا او سنے پتھر ہاتھ مین

شہید و ایکا تیکھنے والونکو ہوتا ہی گمان
وہ پری جب اوٹھا لیتا ہی گمدر ہاتھ مین

جسقدر ہی عہد کی اوتنی نزاکت ہی ضرور
زور کب ہوتا ہی پاونکی برابر ہاتھ مین

کرلی ہین عالم کو جسکے پاونکے سجھو شہید
اوس ستمگر کی بلا لیتی ہی خنجر ہاتھ مین

تیرشی ہیرکی کلائی پونچے ہین یا تو بت کے
اوس بتکو چاہیے کیا اور زیور ہاتھ مین

قتل جرم میکشی پر ہو گے ساقی بہر می
ہم لیے پہرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین

گر یہی ہی آتش رنگ حنا تو ہی یقین
مچھلیون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین

بیخبر جیسے ہم تہی ستونکو آسان ہی سجا
کچھ نہین وقت شنا رکھتے تنا دیا ہاتھ مین

جسطرح ہی پنجۂ مژگان اپنی چشم تر
یون کبھی لیتے تہے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

قتل کرنیسے تو کر احسان دشمن پر ولا
جوہر شمشیر سے بہتر ہی گوہر ہاتھ مین

دست موسی کا ید بیضا ہوا نام ای صنم
تیری تلوونکا جو نقشہ تہا مصور ہاتھ مین

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع
نام لکھنے کو جو جامہ لے ستمگر ہاتھ مین

یہ اثر رنگ حنای یار کا ہی ای جنون
لعل بن جائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ مین

118

روتا ہون زار زار وہ ہو محو کی کشتی
گویا ہی ابر تر مری مژگان تر نہین

انگور سے ہوئی کبھی نہ زخم آشنا
شاید مری نصیب مین گل ہین ثمر نہین

کیا آفتاب و ماہ دکھاتا ہی روز و شب
اے آسمان مجھے ہوس سیم و زر نہین

داغ اپنے سر کے شعلہ جوالہ بن گئے
دیوانو نہین کسیکو یہ ویران شہر نہین

داغ فراق ہی شب فرقت مین مشتعل
خورشید جلوہ گر ہی ولیکن سحر نہین

دھویا ہی مینے اشکو نسے رنگ سیاہ شب
فرقت مین ہمدمو یہ نمایان سحر نہین

ہر دم خیال نقطۂ خال صنم نہین
بیشک یہ سیر حق مین سفر ہی سفر نہین

نہر چمن مین عکس لب یار جو پڑا
ہی جس شجر کی شاخ کم از نیشکر نہین

سوزان وہ ہون بتو کرگ سنگ کی طرح
میری رگو نمین قطرۂ خون جز شرر نہین

تاثیر ایسی ہون مری افسردگی کی دیکھ
پتھر لگا ہی جو مجھے او سیمین شرر نہین

بارا سر و سار حسینو نکا کردیا
تیرے حضور سنگ صنم مین شرر نہین

رہتا ہون فکر عارض جانان مین رات دن
کس بے سبب سے چاک جیب مین نور سحر نہین

گلشن مین ہی ترے حسن کی کیفیت و نشئہ
غنچہ نہین ہی گنگ کوئی گل بہی کر نہین

آپسمین ہی حسینون کو بہی رشک کسقدر
جسکو نہین ہی شمس تو دنکو قمر نہین

ہی یون ہی مدعی تو نسے حسینون کا دور درد
کچھ آج سے زمانے مین دور قمر نہین

بادشاہی خوش نہیں آتی ہمیں شاہوں کی طرح
ہمیں بجواے فلک کیا چاہیے نوبت نہیں

لکھیے کس وقت اے ناسخ بھلا فکر سخن
نامے لکھنے سے کبھی ملتی نہیں فرصت ہمیں

پس از فنا بھی کسی طور سے قرار نہیں
ملا ہے دشت تو کہتا ہوں کوئی یار نہیں

ہوا ہوں قاصد جانا کلے آ دسی یا رو
سواے پیک اجل اب تو انتظار نہیں

قدم رکھا کہیں اور جا پڑا کہیں کا کہیں
ہمیں تو بادہ کشو خاک اختیار نہیں

نہیں حساب ہی جسطرح اوسکی رحمت کا
یوں ہیں ہمارے گناہوں کا بھی شمار نہیں

ہمارے جامہ دریدہ میں ہی گلکی کب تقلید
یہ وہ جنون ہے کہ وابستہ بہار نہیں

شب فراق ہی اور آندھیاں ہیں آہونکی
چراغ گور مری ظلمت کدہ میں بار نہیں

زمین پیار سے مجکو گلے لگاتی ہے
عذاب ہی یہ ولا گور میں فشار نہیں

ہر ایک گل ہی چمن میں شبیہ عارض یار
ہمارے جسم کی تصویر ہے یہ خار نہیں

ہیں عین حباب جو دریا ہی حسن ہی قاتل
یہ موج آب ہی شمشیر آبدار نہیں

چلا ہی گلیوں سے میدان کو غبار اپنا
کہ شہسوار ہوا اب وہ نے سوار نہیں

برای عاشق کامل ہی جلوۂ معشوق
کہاں وہ شعلہ کہ اب طور پر شرار نہیں

خلش ہی مجکو نہیں ایکجنون کسی کے بہار
ببول بھی تو صحرا میں خاردار نہیں

دشت جنوں میں آبلے پھوٹے نہیں ہیں یہ
یہ ہی شبیہ دیدۂ خونبار پاؤں میں

اٹھکھیلیوں سے چلتی ہو تم مجکو ڈر یہ ہے
الجھیں کہیں نہ گیسوے خمدار پاؤں میں

سرنگوں کے سبب نہیں دشت جنوں میں ہم
باندھی ہے پہاڑ پہاڑ کے دستار پاؤں میں

پھر پھر کے دائرہ سی ہیں کہتا نہیں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

کیا دشت کا گلہ ہو مقدر تو اے جنوں
پیدا ہوں پھپھولوں کی طرح خار پاؤں میں

جا تو نہ آبلے کہ جو ہے اشتیاق خار
آنکھیں نہ نکلی ہیں یہی دیدار پاؤں میں

مسجد میں کس طرح سے قدم رکھوں واعظا
چھٹی ہے لا کے خانۂ خمار پاؤں میں

یوسف تجھے سمجھ کے میں سودا ہوا و لیکن
زنجیر پہنیں تیرے خریدار پاؤں میں

اسد رجہ بھی آدمیوں سے اوٹھا دیں تیغ
اب زندگی کریں گے بسر چار پاؤں میں

دل دوڑتا ہے کوچۂ دلدار کی طرف
جب سے نہیں ہے طاقت رفتار پاؤں میں

سب جان اپنی کوچۂ گیسو میں آن تھیں
زنجیر چاہیے سر بازار پاؤں میں

وہ دن گئے کہ تھا تہ میں کہتے تھے پھول ہم
ناسخ چبھے اب اسکے عوض خار پاؤں میں

زانو کی طرح صاف ہیں حوروں کی سی رانیں
رانیں پری کی ہیں جو ہیں حور کی سی ساقیں

آئینے کی رانیں ہیں تو بلور کی سی ساقیں
یہ نور کی رانیں ہیں تو ہیں نور کی سی ساقیں

صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد
پاؤں صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیاں

بانکپن میں پیچ ہے چلتا ہے پنجوں کے بل
راہ میں ٹکتی نہیں اوس فتنہ گر کی ایڑیاں

لطفیں دوشی آتی ہیں پائندہ یارسمیں
ہیں برنگ یاسمیں تیری شکر کی ایڑیاں

تھرکتی تھیں پڑتی ہیں جہانوں سے زر کی ایڑیاں
کسقدر نازک ہیں سیمیں بر کے سیمبر کی ایڑیاں

چوٹی اوس کافر کی ایڑی تک پہنچی مشک سا کمال
اور گوری ہے کافور سحر کی ایڑیاں

کیوں نہ خوشبو ہوں ترنگ گل پہلا شتوں کو
کیسی ہیں اوس غیرت گلہائے تر کی ایڑیاں

جبکہ سوجاتا ہے آنکھوں سے لگا لیتے ہیں ہم
رات بھر ہیں لاکھ پا اوس بیخبر کی ایڑیاں

مدتوں آٹھوں پہر پھرتا ہوں کوچے یار میں
گھس گئی ہیں یا محبت ہجر محبوب کی ایڑیاں

کب ٹھہرتی ہیں نظر میں عارض حوروں کی
نرم ہیں اوسکی زیادہ دست سیمبر کی ایڑیاں

مسجد اقصیٰ سے پہنچا عرش اعلی تک براق
چھو گئیں ناسخ نہ شاہ بحر و بر کی ایڑیاں

نہا رہے ہیں وہ غیروں کے ساتھ گنگا میں
نہائیں ہم بھی کیوں آنسوؤں کے دریا میں

جو جلتے جی نہیں بیٹھے ہیں کنج عزلت میں
اونھیں کی خاک بنی گرد باد صحرا میں

نہانے والی کہیں گے کہ پانی تھوڑا ہے
ملا دوں حسن میں کچھ اپنے اشک گنگا میں

یہ کاسہ دور میں دو کا ہے میری آنکھوں کا
نہ فاصلہ رہے گنگا میں اور جمنا میں

[illegible]

وہ ہی سرو قد طوق سی مین ہون قمری
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

کسی کے مٹانے سے مٹتا ہی کوئی
تری کوچہ مین نقش دیوار مین ہون

وہ کرتا ہی باتین مین کرتا ہون آہین
کہی بار وہ ہی شرربار مین ہون

گیا دل بغل سے ٹلا کو وہ غم بہی
گران بار وہ ہی سبکسار مین ہون

لب گنگ زبانی ایسی ہی زیار
کبہی وار مین ہون کبہی پار مین ہون

یہ غم ہی کہ دی جدا کوئی گل چین
وہ گل باغ عالم مین ہی خار مین ہون

کرون اوسکو دشمن کو قتل اوس سے بہتر
دلاور اگر وہ ہی تلوار مین ہون

وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون
اگر وہ ہی بلبل تو منقار مین ہون

دگرگون ہی ہر آن وضع محبت
کبہی غیر مین ہون کبہی یار مین ہون

کہا حضرت درد نے خوب ناسخ
یہ زلف بتان کا گرفتار مین ہون

غمستی دل سرچون ہی قطرہ دیدہ تر مین نہین
بادہ گلرنگ شیشی مین ہی ساغر مین نہین

جو چمک تیری بدن مین ہی وہ زیور مین نہین
جو صفائی کان کی لو مین ہی گوہر مین نہین

زلف تو کیا تیری کنگہی کے بہی دندانے مین ہین
زہر ایسا ہی تیغ ابرو ... در مین نہین

دل جو ٹوٹا آہ آتشناک پیدا ہو گئی
چوٹ کی سوزش ہی وہ نہ آگ پتھر مین نہین

قولہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تو ہی محبوب خدا صدقے ہو تجہپر ناسخ
امتی کیا تری تابع ہین پیمبر لاکہون

ہین یاد وہ سنے مثال آنکہین
کیا ہین تری او غزال آنکہین

ہے اہل نظر سے بغض تجکو
نادر کی طرح نکال آنکہین

نشّے کے نہین یہ لال ڈورے
ہین طائر دل کو جال آنکہین

دیکہا آنکہون کو ہین نے کسدن
مجہپر نہ عبث نکال آنکہین

کیا کیا مجکو نہ دن دکہاے
اب ہو گئی ہین وبال آنکہین

کس کا سے ہین مے نہین جو ساقی
رونے سے ہوئین ہین مری لال آنکہین

رفتار ہین نعل کفش کیطرح
کرتا ہو وہ پائمال آنکہین

سرتا پا شرم وہ پری ہے
لیکن ہین بڑی چہنال آنکہین

بوٹا سا قد جو تیرا دیکہا
نرگس کی ہوئین نہال آنکہین

رویا نہین ہجر مین جو مین آج
جلتی ہین مری کمال آنکہین

آیا تاثیر گریہ سے یار +
ناسخ اب پونچہہ ڈال آنکہین +

بہولے اللہ کو تقصیر اسے کہتے ہین
بت پراب مرتا ہین تعدد اسے کہتے ہین

[illegible]

[illegible]

باعث بغض و عداوت زندگانی ہی نقط — ایک سی ہوجائینگی شیخ و برہمن خاکمین
قصۂ شکوہ و شکایت بس یہین تک ہی ولا — ایکدن ملجائینگی سب دوست و دشمن خاکمین
ایسی طالع ہین کہ ہون گر ایک دانی پر نگاہ — گنج قارون کیطرح وہبی جائین خرمن خاکمین
پر تو اپر جا ہی تیرا خستگان خاک پر — چہ نشان سی آسطی کرتی ہین روزن خاکمین
سیر ہی تربت پاؤن کیونکر چوم او شہسوار — پاؤن لگنی ہی نہین دیتا ہی توسن خاکمین
چادر مہتاب کی مانند جوش نور سے — اوس ہی سیکالو ٹہتا جاتا ہی دامن خاکمین
کی جو اوس سرو روان نی پائمالی گردنکشی — دہنس گیا سرو گلستان تا بگردن خاکمین
خاک اوڑتی ہی اگر ہین لبش کچہ پروا نہین — ایکدن ملجائیگا یہ خانۂ تن خاکمین
کرتی ہین آئینہ ساز آئینہ روشن خاک سی — ملگئی ہین جب ہزارون ہی روشن خاکمین
گرگئی ہین سیکڑون شیرین اداشیرین کلام — جابجا ہون جو نیلو کیون نہ روزن خاکمین
ہین وہ سوزان ہجر بکہرین پرہ آتش سی نہی — ہڈیان میری ملی ہین شمع روشن خاکمین
ملکی مستی جو کلی پہنکتا ہی صنم — قطرہ ہی ہوجاتی ہین گویا تخم سوسن خاکمین

ولہ

کشتی ہی آج عشق مین ہوا سی کم نہین — نوح کر ساتی نہین لیکن ناخدا سی کم نہین
پستی مین ہر ہر قدم پروانہ ہامی آبلہ — اپنیون گردش ہمارے ہی آسیا سی کم نہین

یک قلم بیہودہ ہیں مُہرِ زبان بیچ میں مضمونِ غم
گرچہ عزت ہے تصویر میں نگہ ہمدم ہیں پاس
اور تو کیا کوئی بوسہ بھی پایا جاتا نہیں
دونو پتھر پوچھتے ہیں کہ تجھ کچھ نسبت نہیں
لیچلا ہون میں علم کو بارِ غم بارِ گناہ
ذبح کرتا ہے گلا کاٹی فراق یار میں
جو ہوا دنیا میں پیدا فی الحقیقت مر گیا
اس چمن میں ہے بہ رنگ گل لقا ہی انقلاب
جنبشِ مژگان نہیں گویا ہے جنبش میں زبان
نامہ بر کے نہیں ہے جا بجا ہیں اکثر نشان

جو ہماری بیت ہے بیت الحزن سے کم نہیں
میری تنہائی بھی مجھکو انجمن سے کم نہیں
دل تر آشنگی میں کچھ تیری دہن سے کم نہیں
کعبہ تجھ از سے حاجی برہمن سے کم نہیں
روح بھی میری گرانی میں بدن سے کم نہیں
زخمہ زن مطرب مجھکو شمشیر زن سے کم نہیں
آدمی کو جامہ ہستی کفن سے کم نہیں
بے ثباتی میں ستارے یاسمن سے کم نہیں
ہر اشارہ تیری آنکھوں کا سخن سے کم نہیں
مہر کن کہتے ہیں جنکو گورکن سے کم نہیں

جی لڑا دیتا ہے کیسی موز میں سنگلاخ
خامۂ تیشہ ہے تو ناسخ کوہکن سے کم نہیں

دلا ہر چند ساحر منہ کو اکثر بند کرتے ہیں
نہیں ہوتا اگر وہ روزن در بند کرتے ہیں
اسیر اسکا جو دیکھتا آیا کہاں روز و شب کے

ہر اروناہیلا دیکھو تو کیونکر بند کرتے ہیں
تصور کے لیے ہم دیدہ تر بند کرتے ہیں
مجھ اب کنج زنداں میں اور بند کرتے ہیں

ملائک بھی انہیں چو بیس گر بند کرتے ہیں
سری جا کی گرسانی چون پیش رنگ بند کرتے ہیں
دکانیں جو کی کی سب رفو گر بند کرتے ہیں
اسی صندوقچین کی ایکی لاش بند کرتے ہیں
یہ غافل ان کی کیون ہی در بند کرتے ہیں
متعجب کیا کوئی آدمی اگر عارف ہوں عیسیٰ
پیادہ ہی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہیں

[illegible]

پھر جو کی کوہکنی تو نے عبث کی فرہاد
اثر ایسا بھی مری آہ مین ہم کیا دیتو
یار کو چھوڑ دیا پر نہ سہا رشک رقیب
تفرقہ اصل سے ہے سبکو سبب آفت کا
غیر کے آگے نہ ہو مان مرے کہنے کو
کوہکن محو ہوا نقش وجود شیرین

کر دی تصنیف کیون یہ نہ پتھر مین
کہ شرارے ہوے بھی خون جگر پتھر مین
فرق باقی نہ رہا کچھ بھی جگر پتھر مین
پو نہچے شیشہ کو نہ پتھر سے ضرر پتھر مین
ای صنم کرتی ہے تاثیر نظر پتھر مین
فائدہ کیا رہے تصویر اگر پتھر مین

ولہ

حاسد کو ایکدم نہین صحبت جہان مین
آئی بہار تشنہ مئی ہون پلاد یہ پھول
یہ تنگ تار ہجر مین تہا رات گہر مرا
آئی شب فراق جیا جائیگا مجھے

رنج حسد سے جان ہے جب تک کہ جان مین
ای میفروش برگ گل کا منہ زبان مین
جو شمع میل سے ہوئی سر زبان مین
تارے ہی ہیں دانت فلک کے دہان مین

ولہ

ہو کسیکو مجھسے کینہ پر مجھے کینا نہین
جبسے دیکھی تیری صورت نقش اٹھو اٹھیے
ہو رہے ہین پردہ ہا چشم ہی گویا حجاب

صاف ہے آئینہ بیرنگ پینا نہین
دل ہمارا ہنگیا تصویر آئینا نہین
دیکھتے کو آنکھین ہین لیکن کوئی بینا نہین

127

دیوان [illegible]

حسن ہو کہ نیم کا دو نہا جو نہا خطر
لطف کیا ابجان جسکی سینہ ہو رمنا سیر
موہین وہ شاعر کہ میری قافیہ آج الفہ
کیا ہی مرا دل جو مضمون نکالی نہین
کہو تا ہے تاکہ ہر سو محفل محبوب مین
عزای ناسخ ہوا کیا ہی جو وزن نہین

ولہ

[illegible]

اسی دوست جدہر کو مین سے دیکھا		آیا نظر آہ روسے دشمن
بدنام ہے آسمان ناحق		سب ہے روز سیاہ روسی دشمن

پہر کیون نہ سیاہ دست ناسخ
کرتا ہے سیاہ روسی دشمن

نہین عکس آئینہ مین ہے سقر اگ پانہین		طلسم حسن ہی پہر کے نہ کیونکر اگ پانہین
نہین ہی بادہ گلرنگ یہ خمار نور زندو		دکہایا شعبدہ تازہ ملا کر آگ پانہین
نہو گی گرم صحبت سر کشونکی خاکسارونسے		سلامت سہ نہین سکتی ہی دم بہر آگ پانہین
پسینا اوسکی روسی آتشین پر جا جیرت سے		کہ اپنی چال پر رہتی ہی کیونکر آگ پانہین
اوڑا ئی خاک کو کیونکر ہوا تیری حکومت نے		نہین سمجھتی ہی آب آعدل اگستر آگ پانہین
جو دیکھو تمنے کل اپنی جنائی نکتہ دریا مین		لو کیا گہبرا کے جلائی شناور آگ پانہین
جلا یا مجکو نالونسے ڈوبایا مجکو رونے		عداوت ہی نظر آئی سراسر آگ پانہین

ردیف واو

پری جہانمین جنت مین حور عین دیکہو		ہمیشہ حضرت دل روسی جبین دیکہو
حروف مہر نبوت ہین نقش پای علی		یہی کہدا ہی سلیمان کا نگین دیکہو
کثیف چاند ہی دیکہو نہ آسمانکی طرف		مجہے پڑہی سیاد اکہین زمین دیکہو

دیکھیں ملک جو ساعد و بازوے یار کو
پاؤں اگر میں تکیہ پہلوے یار کو

دیکھا ہو چشم نرگس جادوے یار کو
سید ہاچلے غبار رہ اکوے یار کو*

محراب کھینچے قامت دلجوے یار کو
میں سمجھا ہے کاسہ زانوے یار کو

جنت میں یاد کرتے ہیں ہم کوے یار کو
دو ہیں جو دام کہتے ہیں گیسوے یار کو

آئینہ ہم سمجھتے ہیں زانوے یار کو

پہلو سے ہی نگہ نکلے ہیں سینہ سے شرر
سوون لپٹ کے کیا شب فرقت میں جیسے

کیا پاے شل نرگس بیمار وہ شفا
کیا جذب شوق ہے کہ ہوا جسطرف کو ہو

جسوقت ہو خمیدہ رکوع نماز میں
تھا ان چشم و شیشہ و گردن کا ذکر کیا

دیکھے جو شل سایہ دیوار زلف حور
ہر بال مجکو ہے رگ جان سے عزیز تر

کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان

ناسخ کی ہے یہ شوق شہادت میں گفتگو
آج آزماؤں قوت بازوے یار کو

ہے تصور میں بہار لکھنؤ*
کیا نسیم مشکبار لکھنؤ
نشہ سے بہتر خمار لکھنؤ
ہے چمن ہر ریگزار لکھنؤ

یاد میں سب گلعذار لکھنؤ
یاد آجاتی ہے اے داغ جنون
گل سے رنگیں تر ہیں خار لکھنؤ
پھرتے ہیں گلعذار لکھنؤ

کیونکر نہیں ہر سنگ ریزہ ہے عقیق
راست کہتا ہوں یمن ہے لکھنؤ
میں حزین آوارۂ غربت جو ہوں
اندنوں بیت الحزن ہے لکھنؤ*
تنگ ایسا ہو گیا مرے لئے
اے پری تیرا دہن ہے لکھنؤ

ندیکھا خزان سے یہ حال چمن
ہوا کیا تبہ نا گہان لکھنؤ

بجز داغ حسرت مرے واسطے
نہ بھیجے کوئی ارمغان لکھنؤ

دلا ربع مسکون ہے مثل بدن
اور اوسمیں ہے مانند جان لکھنؤ

ملاقات باہم رہی حشر پر
کہان میں کہان تو کہان لکھنؤ

صد افسوس مانند باغ ارم
ہوا ہے نظر سے نہان لکھنؤ

مرینگے تو پہنچین گر یہ شبہ ہم
کہ فردوس ہے نے گمان لکھنؤ

الٰہی یہ ناسخ کی ہے التجا
مرے دم سے ہو شادمان لکھنؤ

آسمان کی کیا ہے طاقت جو چھڑائے لکھنؤ
لکھنؤ مجھپر فدا ہے میں فدائے لکھنؤ

تو ڈو نیکھین میں کہان رنگین ادائے لکھنؤ
لالہ و گل کا چمن میں کو چہ ہائے لکھنؤ

پیچھم ادرا وسکے کونے سے چلی آتی ہے نور
بو ہے زلف یار کی لیکر ہوائے لکھنؤ

دشت غربت میں نظر آتی ہے جنت تھا نسا
یاد آتی ہے مجھے عشرت سرائے لکھنؤ

بادشاہ لکھنؤ کی ہو بیان کس سے شکوہ
ہاتھ میں رکھتی ہے جام جم گدائے لکھنؤ

تلخ اوسدم مجکو اپنی جان شیرین ہو گئی
یاد جب آیا کوئی شیرین ادائے لکھنؤ

کٹ گیا ہے سا کن مسکن میں ایسا آب و دانا
میں نہ جاؤن تو ٹھہر ہے پاس آپ آئی لکھنؤ

۱۳۱

روز ساعت ہی ہمین ساعت روز فرقت
انکو سب نظر آتی ہین ستارے گنکر

وصل مین ایک گھڑی کہتے ہین سیارے نکو
چڑھتے ہین جوہری آہونکو شرارے نکو

یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہی ناسخ
رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

مجکو عریانی مین کیا ہوس ہی پیرہن کی آرزو
خاتمہ بالخیر ہوتا ہی جو یوسف کیطرح
میسر یا تہو نکو فقط ہی گال ملنے کی ہوس
شوق ہی غربت مین اوس رشک پری کا دیکھنا
رات دن بیٹھا رہی اور سب تجھی دیکھا کرین
ہچکیان لیکر شیشے کیطرح تو نہ تڑپین ہم
جلد نکلو جان شیرین وصل جانان ہو نصیب
باندھ دین پٹی جو اوس مصحف رو کی موباف کی

اینٹھوں ہی ہجر جانان مین کفن کی آرزو
نزع مین مجکو بہی ہی سبک شفقن کی آرزو
منہ تمہارا چوم لی ہی یہ دہن کی آرزو
وادی پرخار مین ہی یاسمن کی آرزو
ہی یہی اے ماہ ساری انجمن کی آرزو
کیا یہی ہی ساقی پیمان شکن کی آرزو
ہی وہی اپنی بہی جو تجہی کی آرزو
کیا یہی ہی آئی ہی مرہم زخم کہن کی آرزو

تو پڑہتے غزلین سنین بیٹھی ہوئی خاموش سب
ہی یہی ناسخ تمام اہل سخن کی آرزو

بزم مین پاتا نہین مین ساقی گلفام کو
جا نتا ہون تہسلی کا بہیدا جام کو

بیان کیا ہو جو ہے جسم یار کی بو
زیادہ پیرہن گل سے ہے قبا کی بو

اگرچہ سبزہ بیگانہ اس چمن میں ہیں
ہر ایک گل سے مگر آتی آشنا کی بو

ہوئے ہیں خاک تہ رہگذار میں جو لوگ
تو سونگھتے ہیں ہر گل میں نقش پا کی بو

کب اس چمن میں یہ صورت سے کام
کہ ہمنشین صبا رنگ سے جدا کی بو

ہمارے دل میں چھپی ہے کمال نکہت زلف
کب آئی ہے داغوں سے ہے نافہ خطا کی بو

اگر نہیں ہے خوش آئندہ بو بھی تو نہ ہو
نہیں ہے عیب اگر ہو بری ادا کی بو

کیا جو دست حنائی سے اوس نے قتل مجھے
مرے لہو سے بھی صاف آتی ہے حنا کی بو

ہے رنگ غنچہ سے پنہاں حجاب شرم
صبا نہ پاسکی اوس یار با وفا کی بو

فراق یار میں ہے اشتہا کہاں ناسخ
ہماری سیری کو کافی ہے بس غذا کی بو

خود ہنستے ہو اغیار سے ہنسواتے ہو مجھکو
یہ زور ہنسی ہے کہ رولاتے ہو مجھکو

میں سب سمجھتا ہوں مگر دل سے ہوں ناچار
اے ناصحو بیفائدہ سمجھاتے ہو مجھکو

تم اوس جہان وصل ہو گیا اور کسیکا
عالم کو بھلاتا ہوں جو یاد آتے ہو مجھکو

مست آنکھیں تمہاری ہیں تصور میں ہوں مست
سچ بولو کبھی میکشیں تم پاتے ہو مجھکو

جو بات تمہاری ہے سراوٹلی ہے مرے کان
اغیار کو بہلاتے ہو اوبہواتے ہو مجھکو

ولہ

تو ہی ایسا چاند کا ٹکڑا کہ تجھسا چاند بھی
دیکھیوں رات پاؤں میں تیرے سے نور
ماہ کامل ہو کر و تم شام سے تا صبح سیر
مسکے میرے نالہ شبگیر کو ایسا ڈرا
شیشہ ہی طاقچہ پر سے کھسکا او نہیں
ربط دن بھر شام سے آنکھیں ہی ملتا نہیں
ہجر میں مضطر ہوں لیکن ہے وہی اضطرار
وہ نظر آتا ہے مجکو میں نظر آتا نہیں
کیا چراغ زندگانی ہے سدا اک شعلہ سا
یاد آجاتی ہے لگڑی اوس کج رفتار کی
دل چرا کر مجھ سے تم آنکھیں چرا تو کیا
مشتعلین جو وادی وحشت میں ہیں نظر
تھا فلک حسرت میں ثابت میں سیارہ نہیں
کون سا دل ہے جو ہم سے کہتے نہیں
طول آرائش سے رکھا مجکو محروم وصال

گر دل ہو تا رہی تیری جانب شماری ترا تکو
جسطرح روشن ہیں آخورشید تارا تکو
گھر سے باہر یوں نہیں آتی ہو پیارا تکو
سنتے اوس محبوب نے دیکھا ہو اوتارا تکو
سنچیوں تخت پر یوں اوتارا تکو
جیسے پنہاں ہوئے ہیں آہو جھکارا تکو
جیسے رو لیتا ہوں گنگا کی کنارا تکو
خوب کرتا ہوں اونسے میں شمار تکو
سیر کو گھر سے جب وہ نکلی سدھارا تکو
کیا اوڑا دیتی ہیں سیر سی شمار تکو
چوٹ بن کر آونگا گھر میں تمہارا تکو
سیکھے ہیں نالہ سوزان ہمارا تکو
کل جو تیر کی کفش کو جھکا ستارا تکو
جان وہ جاوے کبھی گھر میں ہمارا تکو
شام سے تا صبح بال و سنبل سنوارا تکو

۱۳۲

چوٹ دلکو جو لگے آہ رسا پیدا ہو
صدمہ سے شیشہ کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو

کشتۂ تیغ جدائی ہوں یقین ہی مجکو
عضو سے عضو قیامت میں جدا پیدا ہو

ہم ہیں بیمار محبت یہ دعا مانگتے ہیں
مثل اکسیر نہ دنیا میں دوا پیدا ہو

کہہ رہا ہے جرس قلب بآواز بلند
گم ہو رہبر تو ابھی راہ خدا پیدا ہو

کسکو پہونچا نہیں اے جان ترا فیض قدم
سنگ پر کیوں نہ نشان کف پا پیدا ہو

ملگیا خاک میں پس پس کے حسینوں پہ میں
قبر پر بو ہیں کوئی چیز حنا پیدا ہو

اشک تھم جائیں جو فرقت میں تو آنکھیں پھوٹیں
خشک ہو جائے جو پانی تو وبا پیدا ہو

بان کچھ اسباب کی ہم بندی ہے کہ سمجھا نہیں
نہ زبان ہو تو کہاں نام خدا پیدا ہو

گل سمجھ دیکھکے گلشن میں کہین عمر دراز
شاخ گرپے لو بین دست دعا پیدا ہو

بوسہ ملگا جو دہن کا تو وہ کیا کہتے لگو
تو بھی مانند دہن اب کہیں نا پیدا ہو

نہ سنیں زلف مسلسل کی درازی تیری
رشتۂ طول امل کا بھی سرا پیدا ہو

کسطرح سچ ہے خورشید کے چہرے جیسا
تھا آفاق میں جب ماہ لقا پیدا ہو

ابھی خورشید جو چھپتا تو ذرہ کہاں
تو بھی پیدا ہے تو پھر کون بھلا پیدا ہو

کیا مبارک ہے ہم او دشت جنون اے ناسخ
بیضۂ بوم بھی ٹوٹے تو ہما پیدا ہو

وله

وله

[illegible]

غزل

کسقدر نفرت ہی اوسکو توسن چالاک کو
پاؤن سی لگنی نہین دیتا ہماری خاک کو

قلزم غم مین کہان وہ بی مجہی درکار ہی
بیشتر تو بینی کی حاجت ہوئی تیراک کو

خاکمین پوشیدہ ہوجاتی ہین عالی مقام
کرتی ہی گرد زمین دیکھو نہان افلاک کو

میکشون پر حیف ہی رہتی ہین اعلی شراب
کیا ہوا انکار گر ہی زاہد ناپاک کو

گوشوارہ عرش کا ہر دانہ انگور ہی
سائبان عرش کہیی دامن تاک کو

تاب کیا دیکھون جو اوسکی روی تشناک کو
کاہ کا رتبہ وہان ہی شعلۂ ادراک کو

ہو نہ آخر وصل کی شب ایسی تازیست
سی دیا مین نی گریبان سحر کی چاک کو

چوٹیان لائی ہین پریان نقشہ کو اپنی شہپر
چاہیی چابک جو تیری توسن چالاک کو

تا دم مردن نکلی اوج کی حسرت تو کیا
لیگئی صرصر فلک تک میری مشت خاک کو

نشۂ سی لال اوسکی آنکھین ہین تو کیا لالہ کہون
جام می کب ہی نسبت ساغر پاک کو

جانی دو اپنی گلی مین ابدا سیل شراب
دور کر دل سی وسواس خس و خاشاک کو

میری یادون سی نفرت کرتی ہین اہل ظفر
بس نہین چلتا نہین تو بند کردین ڈاک کو

کیا لپٹ جاتا ہی میری سامنی حمام مین
ڈالدون گلخن مین ظالم تیری پوشاک کو

چادر گل کی یہان حاجت نہین اشکبار
میری تربت پر چڑہا او میری پوشاک کو

فصد لاحاصل ہی یارو مجکو ہی سوداے عشق
لاؤ اب فصاد کو بدلی اوسی سفاک کو

١٣٥

[illegible]

[illegible]

واعظو النسیم ملتی ہین ہم رند شرب اسطرح | جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے | روز رن حمار جا سے دیدہ بیخواب ہو

ولہ

اے پری مکھڑا ملا ہے کیا ہی پیارا چاند کو | رات ہین نے تیرے دیکھے ہین پکارا چاند کو
پنجہ اوسکا کیون نہ ہو ہے پنجۂ خورشید کو | دو کرے جب ایک اونگلی کا اشارا چاند کو
ایسے ویسان اوسنے چاہنے گر انکا جا سکتا نہیں | مثل گردون ہم نے شیشہ مین اوتارا چاند کو
جلوہ رخسار تابان سے وہ رشک مہر و ماہ | چاند سورج کو بنا دیتا ہے تارا چاند کو
رات کوٹھے پر فرشتو نکو جو تو آیا نظر | بام گردون سے وہین پھر اوتارا چاند کو
تیرے گھر آکے پہونچا منزل مقصود کو | اب کہان قطع منازل کا ہے یارا چاند کو
وصل کی شب آتی ہے کیا جلد غائب ہو گئی | سمجھے ہم اکے اپنی نالی کا شرارا چاند کو
جب چھپا لیتے ہو تم آئینہ رخسار کو | جوش بیتابی بنا دیتا ہے پارا چاند کو
گو شب مہتاب ہے لیکن کہان ہے چاندنے | کر دیا ہے ہجر نے گویا ستارا چاند کو
چاند نے والی بغل مین وہ صنیت ہو گیا | رات جو آیا نظر جلوہ تمہارا چاند کو
تیرے ناخن کے برابر ہو سکے کیا ماہ نو | حسن مین کرتا ہے مد ہم بیتارا چاند کو
تین ان سے رخ مہ ... جب کہ دیکھے صبا | تب کہین ملتا ہے ... کنارا چاند کو

ولہ

[illegible]

قمریاں کہتی پھریں کوکو چمن میں ہر طرف — ہو یہ کاہیدہ تری آگے کہ گم ہوجائے سرو

وہ سہی قد مرغ دل کی قد کیوں کرتا نہیں — باغ میں دیکھی ہیں اکثر قمریاں بالائے سرو

فصل گل میں مے نہیں پیتا ندی ہے میپرستی وہ — ساغر دل میں بھر رنگ بادہ مینائے سرو

عقل اگر ہوتی تو ہوتیں اوس سے قد پر نثار — جانوروں میں بھی ہیں قمریاں شیدائے سرو

لوٹتا ہے پاؤں پر مانند سایہ باغ میں — تیرے آگے پست ہوتا ہے قد بالائے سرو

طنز سے تو قہقہہ مارے جو اے سرو رواں — شکل فوارہ لب جو اشک ابھی لائے سرو

آگیا رونا مجھے بار آسے گھر جانے سے آپ — بن گئی ہے آب جو زنجیر پائے سرو

وہ سہی قد یاد آتا ہے تو کیا روتا ہوں میں — کیوں نہ ہر باغ میں ہے آب جو پر جائے سرو

قد وہ بوٹا سا نہیں بڑھتا تو اوس سے بھی حسن — بس مجھے گلبن ہی کافی ہے نہیں پروائے سرو

کس قدر کھویا گیا ہے تیری قامت دیکھکر — قمریوں کو بھی نظر آتی ہے خالی جائے سرو

قمریوں کو آشیانوں میں کیا جینے کا قصد — کیا ہی اوس سرو رواں کو دیکھ کر گھبرائے سرو

پہنچے دل تک شکل قد یار ممکن نہیں — طول قد سے ایکو عرش تک پہنچائے سرو

آج اوس سرو رواں کو قصد ہے گلگشت کا — قمریاں کہتی پھرینگی جا کے کوکو ہائے سرو

گر پڑا جو تیرے قد سے زمیں میں گریاں کیا ہوا — آنکھو گلشن میں ہر دم چوٹتی ہے پائے سرو

باغ عالم میں بھلا منظور کیوں نہ ہو — مدتوں تک باغ کر اشکوں کا جو پانی پائے سرو

جس طرح بعد سفیدی کے نہو بال سیاه	ہو الٰہی یہ مرا نامۂ اعمال سیاه
دن سیہ رات سیہ ہے سیہ سال سیاه	دل سیہ بخت سیہ نامۂ اعمال سیاه
ایک میں اور ہیں یہ چار بلائیں کالی	خط سیہ زلف سیہ چشم سیہ خال سیاه
سرمہ آلودہ تری آنکھ ہے لاتی مجھ پر	یوں ہی پھرتی ہیں گرد دیدۂ گریاں تو ہوا بال سیاه
وہ سیہ بخت ہوں گر سایہ فگن ہو مجھ پر	سائے کی طرح ہما کی ہوں یہ پر بال سیاه
آج عالم مجھے تاریک نظر آتا ہے	ہو گیا آہ مرا کوکب اقبال سیاه
وہ سیہ بخت ہوں خط لکھے جو قاصد مرا	راہ کو مثل قلم کرنے لگے چال سیاه
ہو تری تیغ سیہ تاب ہلال اے خورشید	گرد مہ کے مانند ہے یہ ہال سیاه
اسی پر ہو تری زلفوں کا تماشا کر لیں	اپنے صیاد بھی نکلوائے گا جال سیاه
عید غربت میں ہوئی ہو گئی دنیا تاریک	ہے محرم کی طرح غرۂ شوال سیاه
قتل ہوتی ہو سر دست تماشا عدو	رو سیاہی کو لوٹا ہی فلک شال سیاه
خط نکلنے کا شگون آج مبارک ہو ہمیں	عکس گیسو سے کیے آئینے نے گال سیاه

اپنے ہی روز سیہ کے ہیں واقف ناسخ
کیوں کیا کرتے ہیں کاغذ کو یہ بال سیاه

واہ ہیں کیا ہی ترے ابرو خمدار سیاه
ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاه

ولہ

[illegible]

کھٹ گیا ہے سب حسینوں کی نظر میں آئینہ
دیکھ ہے طاؤس تک ہر ایک پر میں آئینہ

دیکھ لیتا ہو نہیں اپنی رو تی صورت کو
جا بجا اشکوں کا تھا لا ہے سفر میں آئینہ

ہے یہ جوش اوسکی صفائی حسن کا واں تلک
دور سے آیا نظر ہر ایک در میں آئینہ

جسکو حیرت تصویر میں [illegible]
ورنہ سجا نامہ و ست نامہ بر میں آئینہ

دیکھتا ہوں دیدہ باطن سے عکس [illegible]
ہے سجا دل [illegible] میں آئینہ

سینۂ شفاف پیراہن میں پوشیدہ نہیں
ہے نہاں خورشید کا جیب سحر میں آئینہ

کوئی خود بینی سے خالی بات قاتل کی نہیں
[illegible] ہے سپر میں آئینہ

[illegible] چشم [illegible]
ساغر [illegible] میں آئینہ

[illegible] خود بینی [illegible]
دیکھ لیں [illegible] میں آئینہ

اشک کا قطرہ [illegible]
[illegible] چشم [illegible] میں آئینہ

[illegible] خلوت میں نظر بازی [illegible]
[illegible] نظر میں آئینہ

منہ بگڑتا ہے نہیں [illegible]
[illegible] مضطرب [illegible] میں آئینہ

جیب تب سے دیکھ لیا ہے [illegible] قاتل [illegible]
[illegible] کمر میں آئینہ

قدر بیتابی سے ہو ناصح دل عشاق کی
گر نہ ہو سیماب کب ٹھہرے نظر میں آئینہ

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

ولہ

گھر میں جا سکتے نہیں ہم وہ کہاں ہمسایہ
ہم بغل رہتی ہیں ہم سایہ دیوار کی ساتھ
کوئی غافل نہیں مستانی میں ہشیار کی ساتھ
بخت خفتہ ہی گر دیدۂ بیدار کی ساتھ
ایسے وہ یار ہیں یوں چشم سیہ کار کی ساتھ
کھینچئے تلوار ہیں ہوں جس طرح کہ تلوار کی ساتھ

بادہ ساقی ہیں شکستی ہی شراب شیشہ کی جا
ہیں قمر دیدۂ تریا کہ ہیں انگور سیاہ

سجدہ وقت ساقی ہیں سیہ خانہ ہوا
نظر آتا ہی مجھے ساغر بلور سیاہ

ہجر یوسف میں ہی یعقوب کو کیا تیرہ جہان
چاہ کنعان بھی ہوا صورت تنور سیاہ

تا رہی پوشیدہ نہیں کچھ سیہ میں ہیں شر
کیا ہی بر بار ہی سیری شب دیجور سیاہ

کیا شب ہجر ہی تاریک معاذ اللہ آج
کر دیا کر کیا شب تاب کو زنبور سیاہ

یہ مری قبر سیہ ہی کہ جو بالفرض آجاے
مثل گیسو ہیں ہو جاے رخ حور سیاہ

نور ہو جاے اگر تیری تجلی پڑ جاے
شعلۂ نار سے کو جل کی ہوا طور سیاہ

زاہدا باندہ نہ بہتان سیہ کاری کا
جوش سودا سے ہی میرا دل رنجور سیاہ

رنگ بد ہی زمانے نے عجب کیا ہی اگر
مشک ہو جاے سپید اور ہو کافور سیاہ

پاس جو بیٹھ کے پڑھتی تھی غزل وہ گئی ہن
اب تو تا صبح کبھی کرتی ہیں ہم رو رو سے آہ

سیری بیڑی کی طرح توڑ دی حداد کی ہاتھ
ایسے جون تجھکو خدا نے دیے فولاد کے ہاتھ

سایہ سرو سہی ثابت یہ ہوا گلشن میں
بہلیں جبر یا نہ کبھی مردم آزاد کی ہاتھ

چلی دنیا سی عبث خالی گئی زر کی آب
آئیگا خاک نہ میراث میں اولاد کی ہاتھ

قتل کی فکر ہی کرتی ہی اعدا کو عبث
موت لکھی ہی ہماری وہ سی جلاد کی ہاتھ

[illegible]

ہو گئی صبح چلا میری بغل سی وہ گل
کوچ دنیا سی کرون شبنم گلزار کی ساتھ

نور ایمان سی جدا کفر کی ظلمت کو نہ جان
مشک ساخال ہی کافور سی رخسار کی ساتھ

کھینچیے تو کھینچین تلوار کسی دن ہم پر
صدقی ہو جائین گی ہم اسکی ہر وار کی ساتھ

ایک دیوانہ ہی ناسخ کی حقیقت کیا ہے
اوڑی جمشید پری تیری ہوادار کی ساتھ

اپنی تری موتی کی لڑی سی جو لڑی آنکھہ
توڑی گی اب ایسی ان اشکون کی لڑی آنکھہ

سودا جو تری زلف کا ایسا ہی مجکو
ہر حلقہ زنجیر کی پڑتی ہی کڑی آنکھہ

ہم گہوری ہی جاوینگی تو ہر چند خفا ہو
ٹلنی کی نہین ایسی ہی اسوقت اڑی آنکھہ

تا نظر اپنا جو ہر رنگ رگ گل ہے
اوس غیرت گلزار سی آج اپنی پڑی آنکھہ

اگر تری آنکھون کی چکارا ہی پریرو
ہر چند کہ سوتی ہی چکاری کی بڑی آنکھہ

میری شب فرقت کی لیے تخت سینے
ہر تار ہی کی جا چرخ مین آہی کی جڑی آنکھہ

برسات بہ موقوف اگر یا بہ گشتی ہے
کہیے تو لگا دی ابھی ساون کی جھڑی آنکھہ

یہ بہ کہ شرمندہ کرین اور بھی گھٹا کو
دیکھیے جو دم بھر تری مستی کی چڑھی آنکھہ

دیکھا نظر بد سی اگر تجکو کسی نے
ناسور کی مانند رہین اوسکی سڑی آنکھہ

نرگس نہین گلگشت کو آیا ہی جو گل
تعظیم کی خاطر ہی چمن کی یہ کھڑی آنکھہ

ولہ

١٤١

ولہ

نازنگی رہا ہے اگر جام ہم کو ساقہ
مانند خون شراب ہے پیمانہ ہم کو ساقہ
اے دل ہو مست کیونکہ نہ کفر و دین سے چھوٹ
سنبھلنے ہی بتا ہے میں دیر و حرم کو ساقہ
زندگی ہے میں ہجر دوست میں عاشق نہ زمین
عالم ان اور ہی ہے وجود عدم کو ساقہ
تلوار دست خم کو کوئی جیسے پرانی ہو
پیری میں رستی ہے ہمارے ہم کو ساقہ

بیان تصور دل میں ابرو کا تھیں
تیغ کا نام سنج ہے جو زنگ آئینہ

ای گل جو تو نے پان چبا کر دکھا دیا اٹھہ
حسرت سے کتیا ہے غنچہ گل نے چبا نے اٹھہ

ہر برگ گل کو چوم لیا شکل غنچہ لب
مجکو اگر چمن میں تری یاد آئی اٹھہ

شیرین کیا ہے جانکو جس نے ازل کے دن
اوس قند سے خدا نے تمہارے بنائی اٹھہ

ہوتا ہے قصد اور کسی بات کا اگر
کرتے ہیں ہیری ہونٹھ بہی بات آئی اٹھہ

رو رو سخت جو ہر بار جب کھلا
ہیرے کے دانت لعل کو ظاہر یار اٹھہ

سب برگ گل کتر کے زمین پر گرا دے
بلبل نے باغ میں تری دیکھ یا نے اٹھہ

کیا شوق بوسہ ہے کہ صنم ہوں ہیول کر
سو بار میں نے آتش حسن جلائی اٹھہ

آیا اگر خیال قدمبوس یار کا
پھر دن میں نے نقش قدم سے اوٹھائی اٹھہ

میں جان بلب ہوا جو کہا اوسنے وصل میں
کیا کاٹتا ہے سنگدلی سے پرائی اٹھہ

کیا بوسہ کا ہے خوف کہ دیکھا ہے جب مجھے
رومال سے لب آپ نے اپنے چھپائی اٹھہ

ایسا عمل پڑھوں کہ مری ہو جب لبین
خود بوسہ دینے کو وہ مرے پاس لائی اٹھہ

کہتے ہیں اسکو بوسہ پھر دن چد آنے
ہر چند سے ہے ہونٹھ لبنی اوسنے چھپائی اٹھہ

ایسا خفا ہوا مرے نالوں سے ا...
ظالم نے جا ہے چاک گریبان سلائی اٹھہ

آیا ہے وہ کریم مری گھر سوار رخش | باد موافق آئی سحاب کرم کی ساتھ

ناسخ نہ چھوڑیے کبھی رحمت میں حج کو
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کی ساتھ

آج تک شوق اسیری ہے مجھے آزاد کی ساتھ
بعد مرنیکی بھی قمری کی طرح ہے طوق
ہوں وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کر کے چلے
کیوں تو جو گیا پڑ گئی بہا گڑ ای گل
تیرے کوچے کی سوا ہو جو تمنا بہشت
بھر دیا لیں میں بہیں بہیں جو سر و ارس
بی زر دونکا بھی کچھ ہیں ساتھ کوئی تیا ہی
قصد ہے جاہی نہ سودا تو مجھے کیجے قتل
دخل اغیار مری خلوت خاطر میں کہاں
ہو ویں قید میں ہم قید سے آزاد

طائر روح پس از مرگ ہے صیاد کے ساتھ
تھی محبت مجھے اک غیرت شمشاد کی ساتھ
سایہ ساں روح بھی میری ہے جلاد کے ساتھ
اوڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کے ساتھ
جاؤں دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
پر مری کیسے اڑے سینہ قفس میں صیاد کے ساتھ
جان شیریں نہ دی دیکھو فرہاد کے ساتھ
کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ
خود فراموش ہوں آیا تری یاد کے ساتھ
ابھی جن آئی وہ جلاد بھی جلاد کے ساتھ

ولہ

کیسی شب وصل آئی نظر شام ہجر ساتھ | کچھ نالیوں بھی دو دو سحاب میں گھر ساتھ

۱۳۴۳

ولہ

ولہ

ولہ

چھٹتا ہے دیوانہ گیسو سے خمدار آئینہ
گیسوؤں ہو زنجیر جوہر میں گرفتار آئینہ

دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ
رشک تیا ہے مجھکو مانند اغیار آئینہ

شاید اوس کے خط سے کوئی تشبیہ دے
اسلیے طوطی سے پر رکھتا ہے سروکار آئینہ

حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
دست قاتل میں ہوا شمشیر خونخوار آئینہ

ہے شب گیسو میں روشن آئینہ رخسار کا
ہر شب تاریک میں ہے ورنہ بیکار آئینہ

اوس ستم پیرا کرم کی طرح خوانیکے لیے
کیا عجب گر دام لے طوطی سے منقار آئینہ

دیکھہ لیتا ہے وہ اپنے منہ کو ہر انداز میں
خلوت محبوب میں رہتا ہے بیکار آئینہ

پڑ گیا مژگان قاتل کی جو تلوارونکا عکس
ہوگیا مانند شانہ دو میں لکار آئینہ

دیکھتا ہے شوق سے عالم میں اپنے حسن کو
سامنے کو سمجھتا ہے وہ خونخوار آئینہ

ذرہ ہے خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے
بن گیا مثل مہ تابان شب تار آئینہ

گر نہو امید اوس محبوب کے دیدار کی
باہر اپنے گھر سے پھر نکلے نہ زنہار آئینہ

کیا صفا ہے پیکر دلدار کی تاثیر سے
گرد لگ بیٹھے وہیں سمجھا جو دیوار آئینہ

سامنے آنکھوں کے آئینہ سمجھت کھا نکر
الصنم لیجا تو بزم میں کم بیش بیمار آئینہ

شیشے طاقوں میں شبستان میں پریزاں جلوہ گر
کیا لگا اپنے ستمگاری میں خمار آئینہ

[illegible]

ردیف ہائی ہوز ۱۴۵

دیکھہ سکتا ہی کوئی کب عجب و ہیبت سی تجھی
ہی بجا کہین اگر اسین اہل دربار آئینہ

ہر بلا سی کیون نہو ایمن ہی وقت نبرد
صورت سد سکندر ہی ترا حصار آئینہ

وار ہرگز تیغ و ابرو کا نہین کرتا اثر
آئینہ تیرا نہین گویا کہ ہی چار آئینہ

پیکر حیرت فزا مین بال سی ہی کچھہ
ہی سراپا اوس سی یکا صاف سوار آئینہ

سیر کی طلب با صفا سی جو شتاب بہیت
منہ بنا کر دیکھتا ہی وہ ستمکار آئینہ

صبح گلگشت کو وہ شاہد خود بین گیا
صاف شبنم سی بنا ہر برگ گلزار آئینہ

سنگدل سے ہو صفا دل پیدا ہو کب یہ محال
اہل صنعت سنگ سی کرتی ہین تیار آئینہ

اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان
جام انکھین ہین نگین ہین سینہ رخسار آئینہ

کیا نجم کو سوا ہو کا کسوف شمس کا
ہوگیا جسد حجاب چہرہ یار آئینہ

آج ای ناسخ ہون مین اسکندر ملک سخن
ہین صفائی لفظ و معنی سی سب اشعار آئینہ

عشق بد ہی ای دل نادان سمجھہ
یہ سند ہی ای دل نادان سمجھہ

گم نہو ظلمات کاکل مین نجا
نابلد ہی ای دل نادان سمجھہ

صبر کر جیسے کہ سوز داغ عشق
تا ابد ہی ای دل نادان سمجھہ

ہو نہ رسوا جلد ترک عشق کر
کیا یہ کد ہی ای دل نادان سمجھہ

[illegible]

سیل سر پہ بنگیا کہل کر تیری بحر پر / پیش از بن تھی سر پہ سکندر نہ زانوی آئینہ

جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر / قصر ہستی مین لگا رکھا ہی ہر سو آئینہ

صورت حال دو عالم منعکس ہے دل مین صاف / منہ تو دیکھو ہون بنائیگا ارسطو آئینہ

ہند مین پہونچا حلب سی طالب دیدار دوست / آدمی سی کم نہین کرتا تگاپو آئینہ

چاہتا ہی ملکی جسم صفا سی ہوجائے ایک / کیا کری پاتا نہین اجان قابو آئینہ

یاد گیسو مین جو دم مارتا ہی آپ کو / ہوگیا سودا رسب مانند گیسو آئینہ

حسن محبوب الٰہی کا اثر ہی آج تک / عکس روی مہر سی بنتا ہی مہ رو آئینہ

حیرتی تیری کسیکی بات کا کیا دی جواب / ہوگیا مانند طوطی کب سخن گو آئینہ

تیری لفظونکا تصور کرلیں دل مین نہیں / اب نظر آتا نہین دنیا مین بے مو آئینہ

ای پری رو تیری پلکونکا اگر کہینچی عکس / کیا برنگ اطلس دریا ہوا تو آئینہ

عکس اب کسکا جگہہ پائی کہ تیری نور سی / ہی برنگ ساغر لبریز مملو آئینہ

یار اگر خود بین ہی ای ناسخ مبارک ہو تجھی / جلد بن جا جوش حیرانی سی اب تو آئینہ

ہوگیا ہجر مین جہان سیاہ / ہے زمین اور آسمان سیاہ

روشنی کی عوض دہوان پہیلا / شمع سی ہوگیا مکان سیاہ

ردیف یای تحتانی

دیکھتا ہی کبھی اے رشک پری آئینہ
تیغ ابرو ہے جبین ہے سپری آئینہ

عکس عارض سے ہوئی تیری جہری آئینہ
ای بکیت اسکو کہین اب سپری آئینہ

ہوگیا کیا صف مژگان کے مقابل تنہا
کچھ زیادہ ہے سکندر سے جری آئینہ

کیا ہی اچھی تجھے دیکھکے حیران ہوئی
بن گئی شہپر پرواز پری آئینہ

کردیا جوہر ذاتی کو اسی نقص نے عیب
عیب پوشی کی ہنر سے ہے بری آئینہ

باغمیں غش جو ہوئے دیکھکے چال اوس گلکو
نہر ہے بہر نسیم سحری آئینہ

اپنی صورت ہی سے نفرت ہے مجھے غیر تو کیا
سیر کو آگر نہ کرے جلوہ گری آئینہ

اوس پری نے چہرہ نہ دیکھا ہے مگر منہ اپنا
آج آتا ہے نظر مجھکو پری آئینہ

آئنہ دیدۂ گریان بنے جوہر پتلی
دیکھ لے جو مری آنکھونکی تری آئینہ

عکس جوہر کو بناتا ہے خط عارض یار
کیا ہی کرتا ہے وہ بیدادگری آئینہ

کرتے ہین اہل صفا اپنے ہنر ہی کا نام
دے سکندر کو نہ کیون نام وری آئینہ

اپنی صورتکو نہ دیکھو کہ ہو جائے جنون
ہو نہ جائے سبب جامہ دری آئینہ

وہ جو خودبین ہے یہ مشکل تو نہ جائے اونتک
کر سکیگا نہ مگر نامہ بری آئینہ

ہے حسینونکو ہمارا ہی دل صاف پسند
ہند سے اب ہو حلب کا سفری آئینہ

سیکڑون سامنے آجائین تو ہون جاکے کرین
کیا ہی کہتا ہے دلا بیخبری آئینہ

[illegible]

شب فراق میں نکلا جو چاند ظلم ہوا
کہ یاد آگئی اوس ماہرو کی گال مجھے

ولا نہ ہو جو یہی جو وہیں کہ نقص ہونے لگا
جو دیہیان بدر کا آیا ہوا کمال مجھے

شراب پی کے ہوا یہ میں ناتوان بیخود
کہ نا سبحہ آپ میں آنا ہوا محال مجھے

صباح عید ہوئی ساقیا شراب چلے
نہ پیشتر کہیں ساغر سے آفتاب چلے

شراب و آب پہ تر دامنو مبارک ہو
برسنے کو طرف میکدے سحاب چلے

گلو نکی پردہ دری کیا تمہیں ہوئی منظور
جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے

خرام ناز تو اوس کج چہ گرد کا دیکھو
نہ اس روش کبھی نہر چمن میں آب چلے

ملی جو دادی غربت میں مجھکو ناگاہ
نہ ٹھہرے پاس مرے دیکھ کر شتاب چلے

چلا میں صورت بدست ٹھوکریں کھاتا
وہ یوں چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے

برنگ سایہ روانہ ہوا میں جانب شرق
جو سوے غرب وہ مانند آفتاب چلے

ولہ

تا بہ کی بحر میں نامونکی یہ تحریر رہے
پھر وہ دن ہوں کہ اٹھو تکو تقریر رہے

ہاتھ میں گر نہ سر زلف گرہگیر رہے
پاؤں میں تو تری دردار کی زنجیر رہے

ایکبون ہے یہ ہوس پاؤں میں زنجیر رہے
ہاتھ میں سلسلۂ زلف گرہگیر رہے

[illegible]

کہتا ہی ناز سی مجھی یوسف نہ جایی
تعبیر پوچھتا ہون اگر خواب وصل کی

کہنا پیام پر کہ یہان تو ہی آج کل
حالت وہان تباہ ہی بیتاب وصل کی

بیداریان جو ہین شب فرقت مین دوستو
تعبیر مل رہی ہی مجھی خواب وصل کی

مینا و جام و شمع کو بیٹھنکو یہان سی دور
صورت ندیکھو ہجر مین اسباب وصل کی

کیا فکر جام و شیشہ کہ کیفیت اے صنم
افزون شراب ہجر سی ہی آب وصل کی

بیداری فراق سی ناسخ کا ہی کلام
مجھسی شکایتین ہین سوا خواب وصل کی

پنجہ پر نور کو زلفون مین شانہ کیجیے
شمعون سی روشن کبھی زنجیر خانہ کیجیے

موت بندی کی جو صاحب اپکو منظور ہی
آج بہی کچھ نہ آنیکا بہانہ کیجیے

نقش شیرین کو ہوس ہی اپکی پابوس کی
بس لو سی پتہر کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھی تیری خال مشکین کے مضامین اے صنم
سارے حرفونکے نقطے کو مشک دانہ کیجیے

پرتو عارض سی ہی ہر تار سو تار شعاع
پنجہ خورشید سی زلفون مین شانہ کیجیے

ہم بیابان مرگ ہین بار و ہماری قبر پر
دامن دشت جنونکا شامیانہ کیجیے

آب گل مین اڑ گیا ہی توسن عمر رواں
توڑ کر تار نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد کرتا ہی یہ اوس صیاد کا تیر نگاہ
جسم کیا ہی مرغ جانکو بہی نشانہ کیجیے

۱۴۹

[illegible]

[illegible]

سنبھل سے زر کو سمجھتا ہے وہ اجزای بدن
شب فرقت میں سیہ خانہ ہے تاریک بسا
ایسی فرقت میں ہے گردش کہ مری ہی سے
بھاگ جاتا ہے وہیں پیک اجل بالین سے
جھولیاں نشکو نکی یاد آتی ہیں دست برای جنون
جانتا ہوں لامہ ہیں آنکھونکو یہ دیکھا آیا ہے

گل کی مانند جو زردار نظر آتا ہے
شمع دیکھوں تو سیہ کار نظر آتا ہے
دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہے
جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہے
جب ہمیں دامن کہسار نظر آتا ہے
مست جسدم کوئی میخوار نظر آتا ہے

گرچہ ہوں ہند میں لیکن مجھے ناسخ ہر دم
روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہے

کیوں نہ خاموشی خوش آوے بلبل تصویر کی
عاشقو نسے ہو گڑی بات اوس بت بے پیر کی
جو خوشی جاری کرے خواہش ہے یہ تقدیر کی
پھر رہی ہے عبث گردش جوان و پیر کی
دم میں تیرے پنجہ سیمیں کو زرین کر دیا
تو نہ پائی زلف مشکیں شمع نہ پایا سوختن
بیشتر آنے سے باہر جاؤں یار سے شوق کی

لطف کیا ہے بیری طرح گرہ ڈی تاثیر کی
کاکل پیچاں سے آتی ہے صدا زنجیر کی
کوہکن کیوں تیغ زن ہو شیر کی تدبیر کی
کشتی طفلی میں بہلا دیبری کی تھی تیر کی
اب جنا کے سامنے ہے خاک قدر اکسیر کی
سجھکو ہے مقراض کی جا دوسی گلگیر کی
روز وعدہ اس لیے آتا نہیں کچھ تاخیر کی

ولہ

[illegible]

پہرتی ہی نوبت مری قدمونکی ساتہ
پاؤنکا ہر آبلہ نقارہ ہے

ہوگیا طفلی مین وہ عاشق مزاج
لہتے ہین سی پارہ دل صد پارہ ہی

گردن گل چین پہ ہی بلبل کا خون
بیٹھہ پر پہلونکا گر ستارہ ہی

بعد مدت سوگیا ہون چین سی
یہ جنازہ ہی ویا گہوارہ ہی

روح تو بہتی ہی کوی یار مین
دشت مین گو مشت خاک آوارہ ہے

ساتہ رندونکو پلا ساقی شراب
روزہ خوار یکا یہی کفارہ ہی

ایک جا زرکو نہین ہوتا قرار
جو درم ہی اے فلک سیارہ ہی

طفل ہوتی ہین تیری یاد مین
صورت دولاب ہر گہوارہ ہی

کوہکن کی زخم سی ہی جوش خون
کیا ہی جوش شیر مین فوارہ ہی

کیا گل صد برگ دیکہون ہجر مین
ناخن غم سی جگر صد پارہ ہی

مرگ پر ناسخ نہ کیون آمادہ ہو
ہجر مین ناچار یہ بیچارہ ہے

نکلون کبہی نکرو عطار شراب سے
دور ساغر کم نہین ہی حلقۂ گرداب سے

نشۂ دیدار یار جو سمجہتا ہی مجہی
کر رہا ہی ذبح قاتل خنجر آب سے

نور رخ سے گیسوؤنکی تیرگی جاتی نہین
پردۂ ظلمت مین کیا ہو روشنی مہتاب سے

چشم تر سے لخت دل نکلے تو لولا ہے یار
مچھلیاں رنگین نکل جاتی ہیں تالاب سے

پھرتی ہے تیری شکل آنکھوں میں نکل سکتی نہیں
ہے مچھلی تشبیہ دون ناسخ اگر گرداب سے

وله

تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گئے
رنج غربت میں یہ پایا کہ وطن بھول گئے

جان کیا سخت گئی صیدگہ عالم میں
ہم جان کر کے مجھے صید فگن بھول گئے

ہاے کیا ہوش رباہیں تری آنکھیں صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن آ دختن بھول گئے

آگئی خورشید کی یاد ہے کہاں صبح فروغ
رخ جو یاد آیا ہمیں صاف بدن بھول گئے

چاک کرتے ہیں سینے کو تا فصل بہار
دست وحشت مرا اس تن بھول گئے

ہم جو میخانے سے مستی میں گئے مسجد کو
تو بہ اے مغبچہ توبہ شکن بھول گئے

تنگ جنتی ہیں تری راہ میں گلچین کے گل
تیرے کوچے میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

کاشغر کا جو سگاتی ہیں سفیدا جراح
سیر زخموں کی لیے مشک ختن بھول گئے

محو اس درجہ ہوئے دیکھ کے صورت تیری
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

اسقدر مشق رہی نالہ و فغاں کی ہمیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

دانت ہونٹوں سے نظر آگئے جو ہنستے میں
تو سہیل و عقیق یمن بھول گئے

وله

ناتوان اے سرو ہوں کیا ...
فاختہ کا طوق مجکو ہے گردن جاے ہے
... سبز رنگ میں ...
پیر سے با ... سر ہے ... جاے ہے

[illegible]

میں تو عریاں ہوں وحشت گریباں کی طلب
ہے زباں خار صحرا پر کہ دامن چاہیے

سیم و زر کی کس کو ہے تجھ سے طمع اے آسماں
ہم ہیں سودائی ہمیں تھوڑا سا آہن چاہیے

کون ہے میرے سوا پابند جو گھر کا نہیں
جسم تو کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے

ہوں وہ میکش جب بنا تیلا تو میں نے عرض کی
کاسۂ سر جام کا شیشے کی گردن چاہیے

اسقدر ہیبت سمائی ابروئے خمدار کی
جوہروں کو تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے

ہے زباں تیری مسی آلودہ تو تشبیہ کو
منہ میں غنچے کو بھی کوئی برگ سوسن چاہیے

خوشۂ پروین جو لیجیے سوتیوں کی بیں تو کیا
اوس ہی کو دانہ گوہر کی خرمن چاہیے

میری مژگاں سے جو اشکوں کا لگا رہتا ہے تار
کیا عجب رشتہ مقرر سے ہو سوزن چاہیے

کوچۂ قاتل کو بہا گوں صحبت احباب سے
دوستوں کو کیا کروں میں مجھکو دشمن چاہیے

دشت غربت سے وطن کو لیچلی پھر تو بس
مجھکو بھی پھر کوبدر کوئی رہزن چاہیے

ذوالفقار حیدری کی خشک ہے ناسخ زباں
بعد مدت اسکو تھوڑا خون دشمن چاہیے

صحرا میں لکھتا ہوں جو شوخی غزال کی
آئی ہے یاد اک صنم خورد سال کی

حسرت ہی رہ گئی تری بام وصال کی
کوتاہ تھی کمند ہمارے خیال کی

خنجر کمال حسن سیاہی ہے خال کی
وحشت ہے کیوں صنم تجھے عین الکمال کی

[illegible]

[illegible]

سب آئی قیامت سیر کرتی ہیں یہاں / کوئی جانا نہیں یہ مجھ دیوانی پر تہہ سب چلے

دور کی تسبیح نے جب ملا جام شراب / آفتاب اے سکندرا آیا تو بس اختر چلے

ساغر اسے خالی رہ گیا تو رہ گیا / ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے

حسرت سے کی منتظر قاتل نے ہو غصہ کی بعد / زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے

ہم صفیر و دیکھنا قسمت چلی اولٹی ہوا / اوڑ کے گلشن کو جو بعد از ذبح اپنے پر چلے

بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب / اوٹھ کے خانے سے جب اپنے کو ٹھی پر چلے

لگ گئی ہمارے فرقت میں یہ بستر سے بیٹھ / اوٹھ کے چلوں بالفرض میں تو ساتھ ہی بستر چلے

رہ گیا کیا دیکھ کر حسرت سے اے صیاد میں / اوڑ کے گلشن کو مرے کنبے کے جب پر چلے

سب کی قتل کو نکلی تری تیغ نگاہ / ایک جنبش ہی اگر پلکوں کو سو خنجر چلے

جذبہ شوق شہادت سے مرے گھر کی طرف / خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے

ضعف اگر جانے نہ دے ہم کو تو روویں اس قدر / مثل کشتی کو مرے جانان کو ہمارا گھر چلے

قصد اسے سو ہمہ تن ہیں بت کا استقبال کو / گنبد گردوں بشکل گنبد اخضر چلے

چھوڑ دی دنبال فرس کیا مری خاک اوٹھ کو / کیونکہ گرد رہ اودھر جائے جدھر صرصر چلے

ساقیا گردش نصیب اپنا ہوا اس میں کو بعد / خود بخود محفل میں میری خاک کا ساغر چلے

نا مراد ہم پہونچے نہ پہونچے منزل مقصود کو / وادی غربت میں ہم پاؤں کے ناتمام سر چلے

[illegible]

دل جو نالاں ہے تری زلف میں اے دیدۂ تر	کبھی ہوتی نہیں بالوں سے سلاسل خالی
جسم میں شور رکھا زمزمہ پردازی کا	آشیاں کر گئی لاکھوں ہی عنادل خالی
شب مہ جام میں پرتو جو پڑا ساقی کا	ہو گئی نور سے جام مہ کامل خالی
بھر گئی گر پڑی لہو سے تو سمجھو چین جبین	نور بینش سے نہیں دیدۂ بسمل خالی

ولہ

نہ ہو دیدۂ تر اشکوں سے اک پل خالی	کبھی ہوتی نہیں پانی سے یہ بادل خالی
تھوڑی ہو خاک در یار بھی یا دور ہو	نہ لگائی مری سر پر کوئی صندل خالی
سرو کو اوس قد موزوں سے بھلا کیا سبقت	کہ معانی سے ہے یہ مصرع مہمل خالی
ہو گیا ساغر عمر آہ لبالب ساقی	نہ مجھے کر سکے دیا ساغر اول خالی
ایک ہی دیکھتے ہیں جنکی بصارت ہے درست	نور توحید سے ہیں دیدۂ احول خالی
اس خرابے میں نہیں ہے کوئی وہ لیتا آباد	آج سمجھو جو ہیں ہونگے وہ گھر کل خالی

چشم و کاکل کی تصویر میں جو کہ نہ ناسخ
سر گرا ہو شکیں یا ہیں جنگل خالی

دل ملک انگریز میں جیتے رہنگ ہے	رہنما بد نہیں روح کو قید فرنگ ہے
اسکو سمجھا روادی وحشت میں جنوں	گل ہو نہ برگ سبز نہ ہی ہے نہ سنگ ہے

ولہ

ہے بے صفا جو کوئی گرفتار رنگ ہے
سر سے پہر نے چلا ہوں میں کعبے کو زاہدا
اوس سرو خوش خرام سے نسبت ہلا کیا
ای برہمن جو سجدہ کرو نہیں تو عیب کیا

خورشید آئنہ ہے شفق مثل زنگ ہے
جوش جنون نہیں کیا ہی تمنا ہے سنگ سے
گلشن میں جبلکی دیکھ لو شمشاد لنگ ہے
اوس بت کے آستانے میں کعبے کا سنگ ہے

حاضر ہے قتل ہونیکو ناسخ بہی مثل زرد
گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
رہتی ہین عشق ذقن مین اشک آنکہون کے
حد سے گذری پستی طالع تو کیا سمجہا ہون مین
اول و آخر ہی یکسان ہیچ کا کیا اعتبار
پاس کعبے کو پہنچکر بہول جاتا ہوں راہ
جا ہے عبرت ہے سچا کر پاون کہا ہی باغبان
حسن ان بانقشا دیکھو کہ بس جلنے کے ساتھ
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا جس نے

شکے اوس بے رحم نے بی اختیار آہ کی
دیکھنا پہولی ہے سوت آکے کہان جاہ کی
آسمان نے گنج قارون سے مری تنخواہ کی
ہے حقیقت ایک سطر و نہین کیا ادشاہ کی
جب کشش کرتی ہے الفت اوس بت گمراہ کی
تو نے سبزی کبہی دیکھی ہے برگ کاہ کی
برگ گل سے بہی ہے رنگت سرخ برگ کاہ کی
گرد اوڑہی ہی ہے جب تیری تجلی گاہ کی

ولہ

مسکن شاہد ہر جائی ہے
کعبۂ دل کی اب خرابی ہے

[illegible]

یان سے اتنی کوس وہ محبوب ہے | وصل کا اب کونسا اسلوب ہے
جب تب کہتی ہو صاحب صبر کر | بندہ عاشق ہے و یا ایوب ہے
مصحف اس ماہ مبارک مین کہان | ورد مجکو یار کا مکتوب ہے
حق جمیل اور دوست رکہتا ہے جمال | خوب با رویون سے محبت خوب ہے
ہے گواہ اللہ اور اسکا رسول | قاصد محبوب بہی محبوب ہے
ہجر مین اک طفل کے رونے ہمارا | ماجرا ہے گریہ یعقوب ہے

کہنچ چلا آخر کو جذب حسن سے
سچ ہے ای ناسخ تو اب مجذوب ہے

موت کی بہی راہ مین کیا پہیر ہے | مثل قاصد کے نہ مین جو دیر ہے
دیر قاصد کو لگی جو راہ مین | تیری قسمت کا ولایہ پہیر ہے
جب سے پنہان ہے وہ رشک مہر و ماہ | رات دن زیر فلک اندہیر ہے
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم | دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
دشت غربت مین ہوا ایسا حقیر | ہے جو روبہ سیری حق مین شیر ہے
ہے بجای حرز جو مکتوب یار | آج بارہ ی ویو فرقت زیر ہے

ولہ

ولہ

[illegible]

ولہ

پڑا گلشن کی کیا عکس مار زلف کا
کیون لب دریا پہ اپنا جہاگ ہے
دیتی ہے فتح و ظفر ہم شکست
لشکر مستی مین ہمارا ہاگ ہے
جلنے مین جلوہ ... ہے
توسن عمر روان کی باگ ہے
ہجر جانان مین کرو ہم کو دور
پہنچ ان پنجا ... ناگ ہے

ولہ

[illegible]

ولہ

۱۵۷

ولہ

[illegible]

ولہ

وصل ہو گا شراب پی پی کے
ہجر ہی مین یہ پارسا ہون گا
ہر قدم پر یہ ناز ہوتی ہے
سمجھے کیا تیری چال اور انہی سے
کیا ملاؤ سکو نات سے قاصد
خط کا سرنامہ کیون حنائی ہے
موت آئی نہین ہے پیری مین

ولہ

نامہ بر سے نامۂ احباب سے
تین ترینی تو دو آنکھین مری
خط جو لکھنے مین ہوا ہے جوش اشک
رو رہا ہون کیا الہ آباد مین
دیکھون اوسکا خندۂ دندان نما
قاصدا پرزے اوٹھا لے جیب کر

ہاے بیداری ہے یہ یا خواب ہے
اب الہ آباد بھی پنجاب ہے
ہند کاغذ کا کف سیلاب ہے
دائرہ جو ہے یہان گرداب ہے
جست و جو ہے گوہر نایاب ہے
یہ جواب نامۂ احباب ہے

ولہ

ہان ہنسی لب پر ہے و دل مین درد ہے
فصل گل ہے کیون نہو ہمسر بہار
نے ہوا سر گشتہ ہے میرا غبار
اسقدر نامونکے لکھنے مین ہون صرف
قاصد محبوب کی آمد نہین
بو ہے گل لائی نہین ہرگز نسیم
نامۂ محبوب جو لائے صبا

راز رکھتا ہے نہان جو مرد ہے
سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے
سامنے اوسکے بگولہ گرد ہے
ہاتھ مین ہر دم قلم ہے فرد ہے
اسلیے ہر شعر مین آورد ہے
اوسکی بازیگاہ کی یہ گرد ہے
مجکو ناسخ گنج بادآورد ہے

[illegible]

سنہ نبایا جب سنا بوسی کا نام
یاد ہمن سے یون وہ سمن نزدیک ہے

دور سے آواز آتی ہے مجھو
آج بوسے پیرہن نزدیک ہے

مثل انجم روزن دیوار مین
اوس پری کی انجمن نزدیک ہے

خود بخود خم مین جو ہے جوش شراب
ساقی پیمان شکن نزدیک ہے

دور ہے گر چشمہ حیوان تو ہو
یار کا چاہ ذقن نزدیک ہے

جو ہے اشک آنکھوں سے جاری یہان
کیا مزار کو کفن نزدیک ہے

خط نکلتا ہے کہاں خط شعاع
آپ کا سورج گہن نزدیک ہے

گور اگورا سنہ نظر سپہر آئیگا
یاسمین اب یاسمن نزدیک ہے

بام ہے اوس ماہرو کا کیا ہے دور
اس سے تو چرخ کہن نزدیک ہے

کر وضو ناسخ برای فاتحہ
روضہ شاہ زمن نزدیک ہے

۱۵۹

ولہ

کسکو فرقت مین خواہش مل ہے
پانی پینے مین یان تامل ہے

تیرے عاشق ہوے ہین سب معشوق
تھا جو گل آگ اب وہ بلبل ہے

سنہ ہین تلوار آپ کی خمدار
قلزم عشق کا یہی پل ہے

ہو نہ موقوف قلقل مینا
ورنہ ساقی ابھی مرا قل ہے

ولہ

جو ترا نقش قدم ہے پھول ہے
نکہت گل رہگذر کی دھول ہے
بادہ گلرنگ بھر کر جام مین
ہنسا ساقی تو دیکہا پھول ہے

کچھ رہا ہے وہ اگر کچھ رہ گیا ہے دود
اپنی جانب سے بھی ہنود ثقیل ہے

آنکھیں ہیں مشتاق راہ جانان میں ہوئیں
سیل جو ہے سرمہ کا وہ میل ہے

کیا کہوں شان اوسکی نوبت خانے کی
جس میں اک قرنا سے اسرافیل ہے

یوسف ثانی جو ہے وہ خود فروش
کا نپور ہے مصر گنگا نیل ہے

ہے ہمارے سینہ و دل کی شبیہ
تعزیہ خانوں میں جو قندیل ہے

داغ سودا مجکو ناسخ کم نہیں
کس کے سر کو حاجت اکلیل ہے

اوس پری رخسار پر پڑتی کبھی ہے جو نظر کی
سچ تو یہ ہے سوجھتی ہے کیا ہی مجکو دور کی

آہ پڑ جائی الہی تجھپہ مجھ محجور کی
محتسب نے صراحی کیا ہی چکنا چور کی

دور سے دیکھی جھلک جسکے عارض پر نور کی
بام جانان پر نظر آئی تجلی طور کی

رکھتی ہے پہلا جو اوٹھا شعلہ سیہ داغ کا
ہو گئی کافور سردی مرہم کافور کی

دیکھتی ہے بادہ گلگوں یہ رنگت اوڑ گیا
گل نے پیدا کی ہے رنگت ساغر بلور کی

جان بخشی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
لیجئے فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی

پڑتی ہے روشن دلوںکو تیرہ جانوں سے غرض
جسطرح ہے شمع کو حاجت شب دیجور کی

ساقیا کیا ہے ترے شیشے کی آگے دور بین
سوجھتی ہے نشہ میں نہایت دور کی

نغمۂ نَے میں ازل کے روز سے ہے جا ہوا — کیوں نہ ہو صورت مشابہ شیشۂ طنبور کی
خط مشکیں یار کے رخسار تاباں پہ نہیں — مشک کی پروانی ہے یہ ہیں شمع وہ کافور کی
ہے یہ فرق حق و باطل دفع عیسیٰ کا ہوا — جان ہم میں دار پر جاتی رہی منصور کی
بیٹھتے سجا جو گر گر پڑتی ہے آہ جو ہو — کیا ہے آہ ناتوان ہے یہ دل رنجور کی
سے قاتل یار سر رکھتا ہوں پاے ادو شق — عشق میں حالت بہم پہونچائی ہے مزدور کی
وادی ایمن ہے اک بستی تاریک ہے کلیم — رکھ چراغ طور میں تھی مرے ناسور کی
داغہاے یاس کی سوزش خوش آتی ہے مجھے — غسل میت میں ہے کچھ چاہت نہ دلن کافور کی
چاند سورج ایک جا یا تو نہیں آتے نظر — کم نہیں روز قیامت سے شب اس مغرور کی
گھر ہمارا ہجر میں تاریک ہے مانند گور — ایک حالت ہے شب ماہ و شب دیجور کی

کیا برستی ہے سجا پے ابر رحمت بیکسی
ہے یہی تربت مقرر ناسخ مغفور کی

ہر سخن کے ساتھ لب پر نالہ جانکاہ ہے — تیری فرقت میں سخن تکیہ ہمارا آہ ہے
آگئے ہیں کسقدر ہم بھی فریب عشق میں — بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے
پھر بہار آئی ہوئی پھر لو کے شاہ جنون — دست ہر گل میں ہمارا بہی تنخواہ ہے
کیا عجب ہے کہ اگر بھولا ہوں میں راہ وطن — یاد غربت میں مجھے جو ربت گمراہ ہے

وله

۱۶۱

دیکھکر قبرونکو اے دل کوچ اپنا یاد کر
سب یہ گویا میل ہین راہ فنا کے سامنے

تجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آگیا
کیون طلب ہوتا ہم کا سے دوا کے سامنے

خط ہوا انکا ہونگی لیتا جا ملے گے راہ مین
کہتے ہین یہ درد کو ہم پیک صبا کے سامنے

[illegible] کشش [illegible]
دل نہین کیونکر ہمارا دلربا کے سامنے

جسم ناسخ خاک سرداب مین ہو مرقد [illegible]
التجا ہے بادشاہ کربلا کے سامنے

همت عالی تو دی یارب مگر زر چاہیے
آسمان مجکو بنایا ہے تو اختر چاہیے

ذکر قامت فکر عارض مین مقرر چاہیے
یہ غزل گلزار ہے اسمین صنوبر چاہیے

آنکھ کیا کھولون کہ ہے محو تصور دل مرا
گھر مین وہ محبوب آیا شب ادب چاہیے

بوسہ مانگا مین نے وہ کہنے لگا گھر سے نکل
جو کہ سائل ہے وہ دروازے کے باہر چاہیے

ہون وہ میکش تھا خرابات ازل مین کلام
جام ہی مجکو چاہیے [illegible] چاہیے

شیشہ ہی ہے گلا ساغر ہے تیری چشم مست
تجکو شیشہ چاہیے ساقی نہ ساغر چاہیے

مین ہی حیران جمال دوست گھر کا نہین
ورنہ انسان کے آئینہ کو بھی گھر چاہیے

گلشن کوئے بتان مین بند ناصح خار سے
کان عاشق کو [illegible] چاہیے

تہوڑے کانٹے جنکے رکھدو ہم بیابان [illegible]
کیا [illegible] چاہیے

[illegible]

[illegible]

ولہ

هوگیا کوکب اقبال مرا مثل زحل
نہین چلتا مرے کہنے پہ مرا سر روان
تنگئی عالم امکان کی یہ قاطع ہے دلیل
ہر قدم پر مجھے ہوتی ہے وہ دین مین لغزش
چشم بسمل کی طرف جاتی ہے ہوتی ہی نگاہ
پہر جو جانانہ خفا ہوتا ہے تو ہاتھ
سر زاہد مین نہایت ہے مگر سودائے رفعت
ہون وہ دیوانہ کہ جو دعا مانگتی ہین

کیون نہ سلگا ہو نکو اب آہ شرربار چلے
ایک وہ تیر جو کیا حکم تو سہ تار چلے
آئے دو چار جو آپس مین وہ چار چلے
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی بیمار چلے
جس طرح رند سوی خانۂ خمار چلے
تا سر پیر مغان آپکی دستار چلے
کیا عجب ہے سوی فلک اوڑ کے جو دستار چلے
جلد اب فصل بہار آئی کہین کار چلے

خواب مین ہم جو وطن کو چلے پیشو سنا
آج ناسخ کی طلب کو شتر اسوار چلے

یوسف کب زلیخا رہو برابر ہی ہے
کہتا ہون جو حال اپنا سب سکو طبیب یابس
اوسکی کوئی قاصد کب جس سی ہو خالی
لکھتا ہون جو مژگان سی تو ہوا قلم
[illegible]

اودھر ما وکا جو یا نہین جھو سو سفر ہی
پہونچو نہ بیابان خشکی انکھون تر ہی
نامہ مجکو بہیجا سو بشر جیتا ہے
نوک قلم ہو پیکان ناوک قلم سر ہی
خط لیجاتا ہوا بہیجا قاصد پر اجر ہی

۱۶۳

[illegible]

ولہ

[illegible]

کھچا جاتا ہے عالم ہر طرف سے تیری جانب کو
بجا ہے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہے

مرے محبوب سے آغوش بھی کوئی نہیں خالی
وہ بحر حسن ایسا ہے کہ عالم اوسکا ساحل ہے

ازل سے جانتے ہیں ہم نہیں مہر و وفا گرنہ
جہاں میں از نالش خلق کی تحصیل حاصل ہے

دلیل عقل ہے وارستگی بند علایق ہے
کہ سودائی جہاں میں قابل طوق و سلاسل ہے

کیا ہے مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنوں نے
کہ نالاں شتر وحشت میں جرس کی طرح محمل ہے

ہماری زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے
دم اپنے جسم میں گویا دم شمشیر قاتل ہے

نہیں عشاق کو آرام ممکن بعد مرنے بھی
دلا یہ گور راہ عشق میں پہلی ہی منزل ہے

ہماری مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو
برنگ تخم شبنم ان گلوں میں حال حاصل ہے

توقع ہے شب فرقت میں مجکو صبح ہونیکی
معاذ اللہ کتنا موت سے انسان غافل ہے

ہوا آزردہ خاطر اسقدر جو اوسکی سختی سے
ہمارا شعر بھی کیا اب لئیم آواز سائل ہے

نکل جانا بدن سے جان کا آسان ہے مجکو
نکلنا کوچہ قاتل سے لیکن سخت مشکل ہے

نقاب ایسی جھلکتی ہے فروغ روئے جاناں سے
سمجھتا ہوں کہ مجھ میں اور سمیں ایک حائل ہے

نکرنا سامنے اوسکے کبھی دعوی فصاحت کا
مرا محبوب ناسخ غیرت سحبان وائل ہے

مجکو جوش جنوں سے ہم شکل غزال جستہ ہے
دام گیسو سے گریزاں اب دل وارستہ ہے

جنت کو ہی صنم سے مرغ دل نکلا جو ہا — داغ ہا ہی یاس سے صورت ہو طاؤس کی
وصل کر دن کریوں چھوٹا ہی ہو تیری غمزے کا — عید کو جیسے رہائی ہو کسی محبوس کی
او مدفون بکیہ لیگا تو مری تربت اگر — نکلی گی وقت اذان منہ سے صدا ناقوس کی
پاینچہ سرکا دے اپنی ساق سیمین سے صنم — یہ نہیں وہ شمع حاجت ہو جسے فانوس کی
التجا ہی بس یہی ناسخ خدا سے رات دن — جلد ہو مجکو زیارت بادشاہ طوس کی

دوست جب سے اک برہمن زادہ ہے — دل ہمارا کعبہ پر آمادہ ہے
ترک کروا یا ہے عشق سادہ رو — زاہد نے دین ہی کتنا سادہ ہے
ہا ہے پہندا پڑگیا زنار کا — قید اب مرغ دل آزادہ ہے
جسکی مسجد پر نہ پڑتی تھی نگاہ — وہ در بت خانہ پر افتادہ ہے
زاہدا مین کیا کرون ظرف وضو — دوش ساقی پر سبو ہی بادہ ہے
رشتۂ زنار جو ہے تا کمر — بس یہی راہ عدم کا جادہ ہے
کیا کرون فرقت مین گلگشت چمن — اک قلم خاشاک آتش دادہ ہے
نالۂ ناقوس ہے جا ہے اذان — آستان تیک سجادہ ہے
ہجر مین سیری ہے دہن سے آشنا — جام ساغر ساقیا اب بادہ ہے

ولہ

فرقت ساقی مین ہے موج شراب

ولہ

ولہ

وحشت عشق نہیں مری مر رہنے کو
جو گڑہا آیا نظر وہ گور ہے

ہجر کی شب کا جو ہوا ایسا ہی طول
صبح ہوتی ہو اپنی بہور ہے

اوس بت شیرین ادا کی پور پور
نے تکلف نیشکر کی پور ہے

راتکو چوری بہی پہونچا جو مین
غل مچایا اوسنے دوڑو چور ہے

مے کشی مجھسے چھوڑاتا ہی بزور
ساقیا زاہد بہی کوئی زور ہے

کر بہی ادنی و اعلی پر قیاس
بہترین شیرین ہین سمندر شور ہے

کر رہا ہی جلوہ تیرے سامنے
چاند شاید اے صنم شب کور ہے

رہنے دے میرے دل پر داغ کو
تیرے باغ حسن کا یہ مور ہے

ہر قوی کو چرخ کرتا ہی ضعیف
مار بہی اکدن غذائے مور ہے

جو نظر آتا ہی ناسخ ہے وہی
ڈہونڈہتا ہی جو اوسے وہ کور ہی

دیر جسکا کعبہ مقصود ہے
بت اگر گم ہی خدا موجود ہے

ہی بخیر انجام اہل عشق کہا
سوز فرقت آتش نمرود ہے

بت بہی سجدے کرتے ہین جسکو صنم
وہ مرا نام خدا معبود ہے

سودہ الماس کہا کر مر رہون
زندگانی ہجر مین بے سود ہے

ہین یہ بیتابی کی مضمون کہ سنگ گا ہو — نامہ کی بندہنی ہی سیمابی کبوتر ہو جاے

ہو رباعی مین جو وصف قد جانان موزون — بیگمان مشہورہ ہین مصرع صنوبر ہو جاے

شب فرقت مین اندہیرا یکا اندہیرا ہی رہی — شمع روشن ہو تو شعلہ ہین اژدر ہو جاے

ہاتہ پہیلا کی صبوحی یہ دعا مانگتی ہین — محتسب صورت مینا کہین بے سر ہو جاے

باندہون اوس زلف کا مضمون جو مین سحر بیان — ہو یقین شعر مرا سانپ کا منتر ہو جاے

کیا ہی قسمت مین ہو نقصان بنگ غنچہ — شیشہ مے مجہہ ملی جاہے تو ساغر ہو جاے

کیا ہی وہ دشمن جان صبر کہ وحشت ہی مجہے — نہ کہین سنگ جبریل و پیمبر ہو جاے

اے پری ضعف ہی ہر چند مگر سایہ کی طرح — ہاندون دیوار تری بیند اگر در ہو جاے

لوح یاقوت ہو آئینہ تری پیر تو سی — عکس پڑ جاہی تو چاندی بہی [illegible] ہو جاے

کون منت کش ہو دربان ہو جانان کی — ایکدم [illegible] دیوار اگر [illegible] ہو جاے

نہ کبہی شکل تری دیکہی نہ آواز سنی — اے پری غیر کو کور [illegible] ہو جاے

پان اکسیر کی بوٹی دہن یار مین ہی — ورق نقرہ لپیٹین ورق زر ہو جاے

آتش مے سی نہین جلتی ہو ساقی مجہے — بط مے کا بہی اگر نام سمندر ہو جاے

زیب اورنگ ہوا ہی شہ عادل ناسخ
کیون نہ نوروز کو دن رات برابر ہو جاے

و له

دل کی صورت سے گریبان پارہ پارہ کیجیے
راز پنہان جی مین ہے وہ آشکارا کیجیے

جی مین آتا ہے کرین معزول تن سے دستونکو
سو تیغونکی ہے جو سمرن استخارا کیجیے

سست ہے دل کوئی آہو چشم ایسے کے لئے
جی مین آتا ہے چکاریکو چکارا کیجیے

پیری آئی الگی ہین ہم کنارے گور کے
اب تو ذوق ہمکناری سے کنارا کیجیے

مین ابھی ہوتا ہون حاضر جان نثاری کو جان
آپ اگر دل سے بلا لینیکا اشارا کیجیے

بیدلی کا غم نہین کچھ ہمکو اے صیاد لو
مانگے جب دلدار پھر کیا دلکو پیارا کیجیے

شاعری سے فائدہ پڑھیے کوئی اسما عمل
جس سے گھر مین تخت پریونکی اتارا کیجیے

کرچکے پاؤنکو صحرا مین بھی خارونکی نیاز
کوہ پر سر کو بھی چلکر نذر خارا کیجیے

آشنائی پیش کفار اپنی یکرنگی مین فرق
کیا خدا سے ابھی تو شکوہ تمہارا کیجیے

آسمان کہتے ہین اے ناسخ یہ سیرکے پارسے
مہر و مہ کو روز و شب تجھ سے وارا کیجیے

کمال اوکی جلوے سے بام روشن ہے
بہ رنگ مطلع ماہ تمام روشن ہے

وہ ماہ صبح گیا اور وقت شام آیا
سیاہ صبح ہوئی شکر شام روشن ہے

شب فراق گئی روز وصل آ پہنچا
طلوع صبح سے عالم تمام روشن ہے

و له

کبھی ہوگی نہ یہاں گنج معانی کی کمی
ورنہ ہو صرف سے قارون کا خزینا خالی

ایک کو نفع سے ہے ایک کو نقصان یہاں
جام ہر جا ہے جو ساقی تو ہے مینا خالی

دل میں محبوب الٰہی کا تصور ہے مدام
شکر ہوتا نہیں ہم سے یہ مدینا خالی

کیا بھلا عشق و محبت کو جگہ ہو ناسخ
یار کے سینے کو کرتا نہیں کینا خالی

دل میں جو یاد رہی چمن کو ہی یار کی
ہے طرز ہر نفس میں نسیم بہار کی

مرتے ہیں ایک طفل دبستاں کی یاد میں
ہے لوح مشق لوح ہمارے مزار کی

آوارہ یوں ہوا ہوس میں پیرہن سے میں
جس طرح اڑتی پھرتی ہے ٹہنیاں انار کی

آیا ہے دو سیّت پہ نظر آتا نہیں مجھے
آنکھوں میں تیرگی ہے شب انتظار کی

لطف شراب سے ہے خبر پر میں کیا کروں
بر دشت ساقیا نہیں مجکو خمار کی

صحرا نورد کیا سکے پیچھا ابھی دیوں میں
اڑتی پھریگی خاک بھی مجھ خاکسار کی

ساغر دکھا کے مجکو یہ فرقت میں نہ رلا
ساقی یہ کہو پری ہے کسی بادہ خوار کی

مژگاں نکو نہ کیا نہیں دردکو یار نے
تلوار سر پہ قتل کو پھر آبدار کی

کیا جل رہی ہیں آنکھیں مرے سے جمال دوست
ہے آنسوؤں کو قطرہ نہیں حالت شرار کی

قاصد یہ کہنا غور سے عرضی کو دیکھیو
ملتی ہے شبیہ آپ کے زار و نزار کی

ناسخ رہی جو دور کی جلوہ گاہ کی
مٹی اڑی خراب ہماری غبار کی

وله

راہ رو کیونکہ نہ کہین جانب جانان چلی
خط کا آغاز ہوا اب نہ رہی حسن عاشق

یون جو بازار مین تن تنگی و مغرور چلے
نازا و ٹھوا و گرگس سو کہ یہ مزدور چلے

گر تری گور غریبان سے سواری نکلے
ساتھ ہی مقبرۂ ناسخ مغفور چلے

صفت ابروی قاتل مین جو تقریر چلی
ہے یقین میری زبان صورت شمشیر چلے

نکلی ہم سبزۂ رخسار کی نظارے کو
بوٹیان ڈھونڈ ہی مجھ کو طالب اکسیر چلے

بارش ہجر مین بجلی کی تو ہی تیغ زنی
نہ کہین قوس قزح سے بھی ہاں تیر چلے

وصف مژگان نہین یہ تیر اپنا قلم چلتا ہے
کہ نہ ایسا کبھی عت سے کوئی تیر چلے

غل مچاتا ہوا گوشۂ زندان سے ران
جوش وحشت مین جو ہم توڑ کے زنجیر چلے

یون ہی تربت مین سر زلف ہمارے ہمراہ
ساتھ دیوانے کی جسطرح سے زنجیر چلے

مشتعل شعلۂ آواز لیے ہجر کی شب
سو ہی تاثیر مری نالۂ شبگیر چلے

سو ہی خار چلی جاتی ہین یون ہم بیتاب
جیسے اک طرف کو ورق تیر چلے

اپنی غنچے کو موافق نہوئی باد چمن
آئی دلگیر تری کوچے مین دلگیر چلے

خوب تو دشت ایک مین دنیا سے سفر کر آئے
شمع کی ساتھ ہی اس بزم سے گلگیر چلے

مر کے لوٹا تو نہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام
راہ مین تھک کے جوان بیٹھ رہے پیر چلے

روز محشر ہے گماں ناسخ وہ بخشا جائیگا
ہی محبت جسکو محبوب خدا کی آل کی

شب تاریک ہی پر نور گلیوں میں ستا ہی	ہوا ثابت یہی کاشانۂ جانانہ کا رستہ ہی
نہیں غم گر رقیب روسیہ ہی خندہ زن ہم پر	شگوں ہنسا دیکھا لیتی ہیں تو احسنبہ ملتا ہے
سجا ہی شیشۂ گلدستہ پہ شیرازہ ہی اے گل	صراحی لوان تری مدح سی بہو بکا ہنستا ہے
ہوا ہی رعد برق انداز میری جانکو ظالم	تری فرقت میں مجمر گولیو نکا منہ برستا ہی
رہیں سی ہی کنارہ ہمکنار اغیار سی ظالم	ترستا نہیں تجکو ہمارا جی ترستا ہی
جو واقف نرخ بازار محبت سی نہیں ہیں کہتے	کوئی دل نقد جان کر جو ہاتہ آئی تو سستا ہے
نہیں جان ہے جبتک پہنچو نگا نہ پہنچونگا	عدم کا اور قاتل کی گلی کا ایک رستا ہی
نگہہ پڑتی ہی کسکی ای فلک تیر ستارو پر	قبا ہی یار میں جس نور سی جھلکی کا دستا ہی
رگ جاں جانتا ہوں میں تیری موی مشکینکو	کہ مرغ روح دام کاکل پیچاں میں پھنستا ہی
مثال ہی پری رو ہی جو تیری لف پیچاں نے	نہیں ہوتا وہ جان بر جسکو کالا ناگ ڈستا ہے

گنہگار اب جو میرا حال یار آیا نظر ناسخ
وہ اپنی کاکل مشکیں سے مشکیں میری کستا ہی

بام جاناں پر رسائی آج ہے	وصل کی شب ہی شب معراج ہے

ولہ

171

ہی تو تھی فرقت میں یکجا پانی پیوں
قطرہ جو ہی ریزۂ الماس ہی
دور ہی وہ لالہ رو اپنا دل تو کی
داغ حسرت تو ہمارے پاس ہے
دشت غربت میں ہوا [illegible]
بس ہماری پاؤں پر الماس ہے

ولہ

جاتے چلتے کیوں نہ رک جاتی نسیم اصفہان
جاتی جب صحن گلستاں میں وہ گل اس چال سے

وادی صحرا میں او لیلی جو رکھے گی قدم
نالۂ زنجیر نکلے گا ترے خلخال سے

راستے ہیں نقطۂ الف پر ہو کبھی ممکن نہیں
اوس دہن کو سر اپا کو غرض کیا خال سے

یار نے سنت کا پہنا ہے لباس اے طیور
کیوں نہ وحشت ہو زیادہ مجھکو اگلے سال سے

ہو رہے ہیں آتش سے ایندھون یہ مشتعل
جل اوٹھی ہو تیغ اپنا اگر رومال سے

آئینہ لیکر گل رعنا کی پھر دیکھو بہار
پہلے گال اپنے لگاؤ میں تمہارے گال سے

وصل کی شب جسگھڑی ایجان بجتا ہے گجر
چوٹ لگتی ہے مرے دل کو بہت گھڑیال سے

غنچۂ گل سے نکلتی ہے یہ ہر دم بوے گل
کب نکلتا ہے ہوا میں گل ترے ہی شال سے

اسقدر ہے یار رہوان ہم غم میں بیقرار
ہے مشابہ حال میرا صفحہ کے حال سے

یار آتا ہے پر اوٹھ سکتا نہیں بستر سے میں
ناتوانی نے کیا محروم استقبال سے

جالی برقع کی نہیں لیلی تمہارے عشق میں
خاک صحرا چھانتے پھرتے ہیں ہم غربال سے

یا رسول اللہ ناسخ کو بچا لینا ضرور
عشق ہے اوسکو تمام اصحاب سے اور آل سے

وله

اٹھ نالو کو ہی جانان انتہا کا وقت ہے
جل ہی میت یوسف میں ہم دیکھ کا وقت ہے

ہاتھ اوٹھا کے بیٹھو میرے منہ پہ شکو
درد دل اب ہو گیا درد جگر کا وقت ہے

جتنے ادنیٰ ہیں سمجھتا ہوں میں اعلیٰ ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہیں ذرات مجھے

کوئی جاناں دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل سے صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

جیب میں چاک اپنے گریباں کس طرح کر ڈالتا
قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

اندنوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

اوس پری کی شرمگیں آنکھیں ہیں کیونکر حیا
دیکھ کر مجھکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

ہو گیا اوس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا ہے پہلا کیا اکڑ کا توسن چھوڑ دے

پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جو کہ تہمتن چھوڑ دے

سیر کو سینے کے نسبت سوزن جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گر تنگ ہے
پائے آسائش اگر رشتے کو سوزن چھوڑ دے

خود نمائی کی جو لہر آئی تجھے اے حسن سبز
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست مجھکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

دام سے تن ہو تن سے جان ہو جائے رہا
کر کے بسمل مجھکو اب صیاد گر تن چھوڑ دے

ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجر اپنی وحشت
بس دل نادان خیال وصل روشن چھوڑ دے

ولہ

۱۲۳

ولہ

اگرچہ آتی ہے ہر بار بہار پہولی یہین
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم بلبلوں کی

امید وصل ہی سے ہم جیوتے ہیں ہجروں سے
وہاں نہ نقشہ بنیں تیاریاں ہیں جہولوں کی

کہاں امید رستی ہے جیتی جی ہم سے
یہ مشت خاک ہے بس منتظر بگولوں کی

جو چشم اہل وطن میں نہ ٹہرے کیا پروا
ہماری خاک سے روشن ہیں آنکہیں غزالوں کی

جو آئی وہ تو نہ پہولا سماؤں قبر میں
خبر کرے کوئی اوس گل کو میرے پہولوں کی

نجات ناسخ عاصی ہے کچھ مولا
تمہیں تو امتیں بخشو گے سبب رسولوں کی

باغ ہستی میں ہیں بس نخل ماتم چاہیے
دی خوشی اوروں کو اگر دو ہمیں غم چاہیے

تنگ اس عالم میں ہوں اک دوسرا عالم چاہیے
[illegible] عرش اعظم چاہیے

فرقت محبوب میں جاری کروں سیلاب اشک
[illegible] زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

ہے تر [illegible] وقت سبزہ خط کی نمود
[illegible] خاطر [illegible] رستم چاہیے

سارے عالم [illegible] محبت ہے مجھے
جو غنی بالذات ہے [illegible] خاتم چاہیے

اک پری اندام کو تسخیر کرنا ہے مجھے
یا سلیمان اک دم کو آج خاتم چاہیے

اک [illegible] وصت [illegible] تجھکو بتوں کی یاد
کہتے ہیں زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے

اوسکی [illegible] بہشت کی [illegible]
جتنی [illegible] ہیں اونہیں [illegible] چاہیے

[illegible marginal text]

ہمسے او پچھے کی غیر کی حالو میں پھنس گیا
کیا پوچھتے ہو کہ تھی یہی تقدیر یار کی

لاکھوں ہی گوشہ گیر ونکی ابروئے خونریز
ہر چند یہ کمان ہی نہ تیر یار کی

ہم پر جو کچھ ہوا اسی سے مرد دلکر یا تہ سی
ہی غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی

بیڑی بھی خار دار بنی جیسے خار دست
الفت نہ تھی جنون مرے پاؤں سے خار کی

ناسخ ضعیف ہماری ہی زنجیر آہنی
کافی ہی اوسکی قید کو زنجیر یار کی

پہنچی ہی سلسلۂ جذبۂ مجنون لیلے
بنکے مجنون نہ چلی جانب ہامون لیلی

جو زمین شعر کی ہی ایک ہی وادی مجکو
ہوں وہ مجنون کہ ہر ایک ہی مضمون لیلی

حسن اور عشق ہیں آپس میں پڑے ایک سے ایک
قیس مجنون ہو تو کم کیوں ہو کہ مجنون لیلی

چاند کو دیکھکے مجنون یہ کہا کرتا ہی
جلوہ گر ہی سر حجارۂ گردون لیلی

شکل ہو شاہد مضمون کی طرح جب تسخیر
غزل قیس کو کیوں سمجھی نہ افسون لیلی

اسی پہ یہی تو بنایا ہی جو مجنون مجکو
اب یہ لازم ہی کہ میں تجکو بناؤن لیلی

ایک ہیں عاشق و معشوق نہیں دل دوئی
قول مجنون کا ہی یہ بیت کہ میں ہون لیلی

السے تم غیرت سلمی ہو کہ عذرا ہیں عذار
ہو نہ شیرین ہی ہر اک کا گل سیگون لیلی

تو وہ شیرین ہی کہ تجھپہ ہوئی شیرین فرہاد
تو وہ لیلی ہی کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی

۱۷۵

[illegible]

گیا تھا باغ میں پھیلا نیکو دم بھر نہ ٹھہرا میں
گلی اوس سرو کی یاد آ گئی قمری کی کوکو سے

ملی خسرو کو شیریں لیک دیکھو یا جان شیریں کو
قوی ہے مشت زر فرہاد تیری زور بازو سے

ترے آگے جو نکلی بات منہ سے یہ نہیں ممکن
زبان شمع کو لگتی نہیں محفل میں تا لو سے

ہر دو لکا کسی گل کی تصویر میں عالم ہی
کہ جیسے عطر کا شیشہ ہو پر ہو لو نکی خوشبو سے

نسیم باغ کو بھی یار آتی ہیں لگا رونے
کہ ریزش جسطرح ہوتی ہے اکثر گلکی خوشبو سے

تحک سی ہو دو چندان جسطرح حسن جمال بصر
سنہرا رنگ چہرہ کا چمکتا تھا ہی گیسو سے

شہادت گو نہ پائی میں نے جان تو کردیا مجکو
امید اتنی نہ او نازک بدن تیری بازو سے

بدن پر چاندنی جب پڑ گئی سمجھا یہ ناسخ
بیلا ہے ... سیاہ عشق ہجر مہ رو سے

طمع ہی نہیں مجھکو ہرگز کہ سیم و زر ملجای
کسطرح سے آتی ہی وہ سیم بر ملجای

مری نظر سے جو تیری کبھی نظر ملجای
تو جان جان کی دل دل سے سیم بر ملجای

نکل چلا ہوں کہ اوسکی کہیں خبر ملجای
خدا کرے مجھے رستے میں نامہ بر ملجای

بلا سے جان ہے نظر سے اگر نظر ملجای
نگہ سے لطف بڑا دل سے دل اگر ملجای

دل اپنا ہو ابھی دریا جو وہ گہر ملجای
دماغ لو مجھے فلک پر جو وہ قمر ملجای

یہ جی میں آتا ہے اسی بحر میں یہ غوص
کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجای

[illegible]

کیا ہی چاک قبا ہیں حق مصلوب	تیری وحشت کی دستکاری ہے
نعرہ زن ہے رقیب جا ہے نقیب	میرے محبوب کی سواری ہے
جام سے چشم یار یاد آئی	ہمکو مستی میں ہوشیاری ہے
طپش دل سے ہوں میں وحشت نورد	حرکت میری اضطراری ہے

اندنون ہے غضب جنون ناسخ
مجھکو غیرون سے چشم یاری ہے

پیرہن شیشہ تو جام خالی ہے	گردش آسمان نرالی ہے
منزل ماہ تیرے جلوے سے	آج دالان سے ہلالی ہے
آسمان پر نظر جو کی شب ہجر	سہم سے مقبرے کی جالی ہے
سفلون سے پوچھتا ہوں غربت میں	کہیے کیسا مزاج عالی ہے
اسقدر ہو گیا ہوں زار و زبون	کہ مجھے خوف شیر قالی ہے
نور مہتاب ہے دہوئیں کی مثال	ہائے کیا آج رات کالی ہے
شعر رنگین مرے پڑہے اس سے	لب محبوب میں یہ لالی ہے
جانتا ہوں تری نہ آئی سے	میری جان آج جانے والی ہے
سبحہ دندان یار روتا ہوں	ہر شرہ موتیے کی ڈالی ہے

[illegible]

ولہ

[illegible]

جس جگہ ہو خوان غم مہمان ناخواندہ ہوں میں
کیا ہی غم کھاؤں کی ناسخ ہو گئی ہی خو مجھی

سیل اشک آنکھوں سے جاری ہجر میں برسات ہے
تیس دن بارہ مہینے اپنے گھر برسات ہے

بات جب کرتے ہیں ہم حاسد کا پھر جاتا ہے منہ
یہ تہ پیڑا دیو کا ہی یا ہماری بات ہے

رات کالی ہے ماہ تابان پوچھتا ہے حال کیا
جانتے ہیں دن کو تیری ہجر میں ہم رات ہے

تنگنائے دہر میں پوشیدہ ہے وہ آفتاب
روز ساں دیوار ہی بس جلوہ ذرات ہے

ناسخ اوس بت کی جدائی میں نہ پوچھ کر خدا
رات دن روز زبان افسوس ہی ہیہات ہی

آب ہی سے وہ گل تر تازہ ہے
نشہ کی سرخی نہیں ہی غازہ ہی

یار ہی کا شانہ دل میں مقیم
چاک سینے کا جو ہے دروازہ ہے

باغ میں آواز چاک جیب گل
صاف ہم دیوانوں پر آوازہ ہے

پیٹ کا بھرنا تو کچھ مشکل نہیں
کیجے کیا حرص بے اندازہ ہے

چہرہ جانان ہے قرآن مجید
خط جسے کہتے ہیں وہ شیرازہ ہے

گیسوئی چلا ہی جرس لیلی نہیں
ساربان ہے قیس ہے جنازہ ہے

مر گیا ہوں وادی غربت میں میں
پر وطن کا شوق بے اندازہ ہے

ولہ

[illegible]

[illegible]

سیر ہر کنج چمن کی ہو تم غیر کی ساتھ
کہیں ہم زندہ ہوں پر ہمکو پہنچتی ہے خبر

بلبل دل مجھے اے جان خبر دیتا ہے
کیا ہے رزاق بط مے کو بھی پر دیتا ہے

آسمان نشۂ رفعت سے نہ بہکا مجھکو
ساغر مے کے عوض دیدۂ تر دیتا ہے

ذکر اے جان ہے کیا تیرے قد بالا کا
دل مجھے عالم بالا کی خبر دیتا ہے

آمد آمد ہے کسی بت کی مرے بت پر
زیست اب مجھکو خدا بار دگر دیتا ہے

یاد جس مست کو آتی ہے وہ چشم سیگون
طاق نسیان پہ وہیں جام کو دھر دیتا ہے

کرے ہم بادہ پرستونکو خدا کیا مفلس
جام کے ساتھ کف گل میں بھی زر دیتا ہے

کیا الہی ہے قفس ساں کی ہے سنہری رنگت
زر سے وہ خانۂ آئینہ کو بھر دیتا ہے

کر گدن کا بھی ذرا حوصلہ دیکھے کوئی
اپنے قاتل کو پس از مرگ سپر دیتا ہے

اوس سے قد سے عبث ہے طمع بوسۂ لا
سرو آزاد جو ہے کب ثمر دیتا ہے

کیا ہے اللہ خدا کو بھی تنگ لسینے حسد
نہ دہن دیتا ہے اونکو نہ کمر دیتا ہے

سائل مے کوئی ہوتا ہے اگر اے ناسخ
ساغر عمر کو گردون وہیں بھر دیتا ہے

وہ ہی یا میں جسکو دلا چاہتا ہے
خیال اوسکے پٹوں کا شہپر ہوا ہے

تڑپتا ہے کیوں اور کیا چاہتا ہے
مرا طائر جان اوڑا چاہتا ہے

[illegible]

دل پاک ایسا حرم ہی کہ حاجی
فدا اوسپہ کعبا ہوا چاہتا ہی

سویدا کی جا سنگ اسود کو چوما
ارے تجھکو سودا ہوا چاہتا ہی

جو چینِ جبین پیشانی پر آب افشان
یہ صفحہ مطلا ہوا چاہتا ہے

نہین بردم پڑا تھا جلایا ہی مجھکو
یہ قاصد مسیحا ہوا چاہتا ہے

پیالہ مجھہ آزاد کا بھر دے ساقی
نہین میرا پیالا ہوا چاہتا ہی

فزون چشم جانان کی ہر دم ہی وحشت
یہ آہو چکارا ہوا چاہتا ہے

گذر اوس نے کیا ہی اکثر چمن مین
درختونکو سایا ہوا چاہتا ہے

بہشت آج گلزار ہی جو رہی تو
ہر اک نخل طوبا ہوا چاہتا ہی

جو زیر قدم غیر نے سر کو رکھا
تو خار کف پا ہوا چاہتا ہے

پڑا کان مین سرو بالا کے بالا
جنون یان دوبالا ہوا چاہتا ہی

جنون ضعف اگر یون ہی زنجیر پا ہی
تو زندان ہی صحرا ہوا چاہتا ہی

ولہ

می عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی
آسمان اوسکا وہین کاسۂ سر لیتا ہی

قتل انکھونکی سیاہی سے جو کر لیتا ہی
کار شمشیر سپہر سے وہ مگر لیتا ہی

غیر کا کچہ نہ چلی گر نہ ہو دشمن اپنا
چوب بہتی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہی

ولہ

دی کسیکو قاو جو نشان کا چاہیے
پاؤن کو [illegible] سیر راہ صفا چاہیے
میرا غبار کوے صنم کو اوڑا چاہیے
بامرسل الریاح اب اری ہوا چاہیے
[illegible] زلف کی جو زمین [illegible] چاہیے
اس عارضی کی [illegible] کوئی [illegible] چاہیے

[illegible]

چمن میں یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے

کیا ہے فرقت محبوب نے یہ زار مجھے
کہ رنگ زرد بدن ہو رہا ہے بار مجھے

نکر سکا میں کوئی کام حسب خواہش دل
سوا ہے جبر نہیں خاک اختیار مجھے

ہوا ہے خط میں ہوا ہو گئی ہے جان مگر
ہنوز پیک صبا کا ہے انتظار مجھے

شب سیاہ جدائی میں جوش سودا ہے
سحر کی جیب کو کرتا ہے تار تار مجھے

جنون کا گل داغ جنون شگفتہ رہے
تمام عمر رہا موسم بہار مجھے

جو میل سرمہ ہے انکھوں میں موج بادہ جار
برنگ گل نظر آنے لگی ہیں خار مجھے

پڑا ہوں کنج لحد میں جو میکشوں کی طرح
ہوا ہے اب یہ ضمنی تربت کا خمار مجھے

میں فاقہ مست خرابات ہوں پیر مغاں مگر
حریف جانتے ہیں نہ بادہ خوار مجھے

شرار تیشہ سے دلکی ہوں تجھسے کیا پنہاں
دکھائی دیتے ہیں پتھر کے بھی شرار مجھے

برنگ برگ خزاں کیوں نہ میں رہوں نالان
کیا بہار نے فرقت میں بیقرار مجھے

کسی کو میں نے دو جا کنار میں نہ کبھی
ہوا ہے گور میں کس واسطے فشار مجھے

ہوا یقین کہ نہ روزے ہوے مرے مقبول
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے

سحر اٹھیں اٹھوں بہشت و نعیم کی گو نا صبح
ملا نہ چین کہیں غیر کوچہ یار مجھے

۱۸۱

کسطرح سیراب ہوں ہم تشنۂ دیدار ہی | چاہ زمزم کسطرح چاہ زنخدان ہو رہی
پھر آئین حاجی ہزاروں ایک حنبال نہیں | وادی کعبہ سی دل کا بیابان ہو رہی
بو سی ریتا ہی معطر راتدن اپنا مشام | اونچ ہی کی گرچہ ہم سی زلف پیچان دور ہی
چلتے چلتے ہونگی آخر تب کہیں پہونچنگے ہم | منزل جانان تنگ باغ رضوان ہو رہی
بوسۂ لب کیا ابھی لفظوں ہی میں الجھا ہی | ہو گیا ثابت خطن سی بھی بدخشان ہو رہی
آرزو ہی بوسۂ لب میں ہوا ہوں جان بلب | موت آ پہونچی ہی نزدیک آب حیوان ہو رہی
وہ کتابی رو دلا جستجو ملتا نہیں | پاس ہی پر مثل اوراق پریشان ہو رہی
زندگی کی اب مجھی صورت نظر آتی نہیں | مثل عیسی وہ طبیب درد ہجران ہو رہی
جاتا ہی میں قابو پاکر چھوڑونگا کبھی | میری پاس آتا ہی کب تابان ہو رہی
آنکھ مردہ نہ کیون سمجھون فراق یار میں | دردوہ مجھسی نہیں ہی جسم سی جان دور ہی

راتدن ناسخ ہی میری چشم باطن کو حضور
گر بظاہر روضۂ شاہ شہیدان دور ہی

نظر آجائیں جو آئینی تری رانوں کی | کیوں الٹ جائیں نہ دیدی سر حیرانوں کی
دیکھکر طاق حرم عشق میں گر سی سجدہ کنان | طاق یاد آگئی زاہد ہمیں میخانوں کی
غل مچایا ہی جنون کیا مری زنجیر نی آج | پھٹ گئی پردہ گریبان کیطرح کانوں کی

ولہ

ہم سفر وہ ہی جسی عشق ...
دشت غربت مقام اس ...

۱۸۲

دیکھیے کیا ہو عشق میں ناسخ
اندنون دل مرا مشوش ہے

او بہارا مسال دل پژمرده ہے
داغ سودا بھی چراغ مرده ہے

میری بیتابی ہے بجلی کی طرح
چاند تو ہے ابر تیرا پرده ہے

شکوه میرا ہے تجھے اے دل عبث
رنج و غم جو ہے ترا آورده ہے

کم کرو صاحب غریب آزاریان
خاطر افسا تر بہت آزرده ہے

دمبدم اوٹھتے چلے جاتے ہیں لوگ
دہر گویا بزم برہم خورده ہے

خاک سے اوٹھتا نہیں جو نقش پا
کیا مری تصویر کا یہ گرده ہے

تو ہی بھڑکا گئی باد بہار
دل ہمارا آتش افسرده ہے

نبض بے جنبش ہے رشتہ شمع کا
شمع پیش روی جانان مرده ہے

دلکو جانیکا نہو کیون غم مجھے
وه مرے آغوش کا پرورده ہے

روتے ہم جو تیرے قد کو کرکے یاد
سرو گلشن کاه دریا برده ہے

وحشیون کو لوٹنے کے واسطے
فرش سبزه دشت مین گسترده ہے

ہو رہا ہون مست اپنے حال میں
بدگمان سمجھے مجھے می خورده ہے

زیست بھر دہر کی عذاب حشر کر
زاہدا تیرا ہی یہ دل گرده ہے

کیون نہ ہون مرہون احسان یار کا
مجھسی ناسخ خود بخود گرویدہ ہے

آج سی وحشت فزون ہر روز ہے	سلسلے مبارک ہو دلا نوروز ہے
ہے جو وہ شمع شبستان مجھسی دور	یان چراغ داغ بزم افروز ہے
اوسکی ہم تو کہتے ہین کچھ عاشق نہین	مدتون سی ایک بوسہ روز ہے
دیکھیے قسمت ہے کس غمخوار کی	دل مرا دن رات غم اندوز ہے
طائر رنگ حنا اوڑتا نہین	آپ کا یہ مرغ دست آموز ہے
آفتاب اوس مہ جبین کے سامنی	اپنی نظرون مین چراغ روز ہے
نوحہ خوان ہے ساز مطرب بجے مین	راگ مجھکو مرثیے کا سوز ہے
چاہیے تاریک ہے فرقت کی رات	جو فتیلہ سوز ہے جان سوز ہے
کیا ہمارے زخم کو ٹانکے لگین	سوزن مژگان فقط دلدوز ہے
خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے	فوج غم پر آج دل فیروز ہے
داغ کہنہ پھر نیا ہو جائیگا	آج سے کہتے ہین جشن نوروز ہے

ولہ

کون ہی بت ہے تو خدا جانے	کفر کیا شی ہے کوئی کیا جانے

ولہ

آنکھون کے واسطے ہی تحیر چاہیے
کانون کے واسطے ہی تقریر چاہیے
[illegible]
شاید مس شفق کو ہی اکسیر چاہیے

۱۸۴

[illegible]

آرام خوش قدوں سے کوئی پائے ہے مجال
جز سرو بیٹھتے ہیں سب اشجار کے تلے

زلف سیہ میں چہرۂ روشن تو نہیں
خورشید ہے حجاب شب تار کے تلے

اعجاز حسن دیکھیو جاندار ہو گیا
بالش پروں کا دم میں سر یار کے تلے

نقش جبیں ہو ناسخ طاعت گزار کا
نقش قدم نہیں قدم یار کے تلے

ایسے مری مژہ کے ہیں بادل بھرے ہوئے
پل مارتے ہیں دیکھیے ہیں جل تھل بھرے ہوئے

ہم میکدے میں آئے تو خالی نظر پڑے
رہتے تھے خم شراب کے اول بھرے ہوئے

زاہد وہ بادہ کش ہوں کہ مانگوں اگر دعا
اوٹھیں ابھی شراب کے بادل بھرے ہوئے

ہوں محو چشم یار شکاری ہیں کیا کروں
ہر چند آہوؤں سے ہیں جنگل بھرے ہوئے

نکلی زبان خشک ہر اک خار دشت کی
پوچھا جو آبلوں کی ہیں چھاگل بھرے ہوئے

مثل سبوے بادہ خرابات دہر میں
خالی وہ گھر ہیں آج جو تھے کل بھرے ہوئے

اب قافیہ بدل کے دلا فکر کیجیے
اشعار اس غزل میں ہیں مہمل بھرے ہوئے

ولہ

تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے

جوش حباب بادہ نہیں خم میں ساقیا
مینا ہے آسماں میں ہیں اختر بھرے ہوئے

ولہ

نظر آتا ہی جو ساقی مجھی ساغر خالی
روح سی جسم بھی ہوتا ہی مرا جب خالی

دست شمشیر کی مانند نہیں عیب اگر
رہتی ہین ہاتھ جوانمرد کی اکثر خالی

سچ کیون بادہ پرستو ہی تہی دستی کا
بھر بھی جاتی ہین جو ہوجاتی ہین ساغر خالی

گر چھلکتا ہی چھلکنی دی مرا ساغر عمر
جام می دیکھو ساقی نہ ہو دم بھر خالی

نظر آتا ہی نہین اوسکی سوا کچھ مجکو
کیون نظر آئی نہ دیار بھرا گھر خالی

عمر جاوید زر و زور سی کب ملتی ہی
آب حیوان سی رہا جام سکندر خالی

آمد آمد ہی تری یار کی اب ای ناسخ
جلد اغیار سی کاشانہ دل کر خالی

رو رو کی داغ گنتی ہین ہم ہجر یار کی
یہ قطرہ ہا ی اشک ہین دانہ شمار کی

ہوجائین جب کہ لال بہبوکا سی ہاتہ پاؤن
مہندی لگا کی باندہی تری جبہ سار سکی

باندہی ہون میں تیغ ابرو خمدار کا خیال
یون تو نہ کٹ سکین گی یہ دن انتظار کی

عریان پلنگ جو لیٹی کو مین ہوا
تیوری چڑہا کی آپ نی کپڑی اوتار کی

گرنی لگی ہین برگ خزان شور شن جنون
شاید قریب آگئی دن ہین بہار کی

جلتی ہین آنکھین جا فتیلہ ہی پلک
بس ہین بہی چراغ شب انتظار کی

دیوانہ کون ہی کسی زنجیر چاہیی
عاشق ہین ہم بندہی تری گیسو تار کی

[illegible]

وله

نازکی دیکھو کہ ورزش کر کے کہتا ہے گل
شاخ گل کی اب کلائی کو مروڑا چاہیے

دشت وحشت میں کہاں ہیں حوصلہ وادی
اے جنون اس قافلی کا ساتھ چھوڑا چاہیے

ہم کہیں کو جاتی ہیں کہتی ہے دنیا کی ہوس
توسن عمر رواں کی باگ موڑا چاہیے

کر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھکر
عشق میں ناسخ بشر کو ضبط تھوڑا چاہیے

داغ لیجاتا ہوں تیرے لالہ رخسار سے
پھول لایا ہوں گلچیں جسطرح گلزار سے

رہتی ہیں محروم اوس خورشید کے دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے

کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے پرہیز بیمار کا بیمار سے

جیتے میدان صف ابروی خمدار سے
ہو جیسے جنگ سخن میں غالب اس تلوار سے

گو خورشید رو ہے بندہ و لاغر ہوں مینا
جاؤنگا مانند ذرہ روزن دیوار سے

ہی پہ پہلو لا صفا جسکو چاہتی ہیں جبا
جل گیا آئینہ عکس آتش رخسار سے

تہا شب فرقت میں کیا تاریک اپنا گہرا
ساقی کر مانند اوس چاندنی دیوار سے

ساتھ ہو لیتی ہیں گہر تک کاروان لکھ کارواں
یوسف ثانی گذر جاتا ہے جب بازار سے

کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہیں
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے

سیر ہی پہلو میں بیجا مرغ دل ... فاختہ
کیجیو ... ہو نہ سرو قامت دلدار سے

۱۸۷

ردیف الرا

[illegible]

[illegible]

و له

[illegible]

و له

[illegible]

خشک ہو اس گل کی جدائی سے ہوا ہنستا چمن
تیری زلفوں کو بھی دیکھا ہے ظلموں کی سند

بلبلیں کھو دیں گی میری قبر کو منقار سے
کھینچتا ہے کی یہ یہی تو پست جسم زار سے

چور کیا تا نسخ میں دزدان معانی کو کہوں
پھول لیجاتے ہیں گلچین گلشن اشعار سے

روتا ہو ناصح اپنے منہ پر رکھکے دامان تو سہی
اٹکے یاں پائے نہ اک تار گریبان تو سہی

دیتے ہیں زاہد لیے سر کو مجھکو سوسن جا بجا
پیچ ڈالوں شیخوں کو تا ایمان تو سہی

عندلیبو تمکو جلاتا ہے بہت اے باغبان
آتش گل سے جلے تیرا گلستان تو سہی

دیکھتا ہوں ہے سراسر چشم خفا ہوتا ہے تو
چوم لوں اک دن تیرے رخسار تابان تو سہی

پھر نظر کیجے زلفیں مژگان جانان کیطرف
بار آنکھوں سے کروں خار مغیلان تو سہی

دشت غربت میں وطن کی یاد آتی ہے چراغ
کور کر دوں دیدہ غول بیابان تو سہی

اے پری پیکر ستم سے تو نہیں آتا ہے باز
تیری میں نالش کروں پیش سلیمان تو سہی

جب شب تب پڑے ہیں چھپ سے [illegible]
چشم دل سے دیکھ لوں میں تجھکو عریان تو سہی

تیرگی دیکھی بہت اب آفتاب داغ سے
صبح کر دوں تجھکو بھی شام غریبان تو سہی

رہن ہو اگر تیرا عمامہ دلوا دوں شراب
زاہدا تجھکو کروں مرہون احسان تو سہی

اندلیوں پہ پٹنے لگی اغیار پر تیری نگاہ
ان پر آنسوں کروں اب تیر باران تو سہی

و له

[illegible]

رو مجھ جب فرقت میں کتنی بام یاں پر چڑھ گیا — کیوں گذر جائے نہ سیل اشک اپنے بام سے
کیا کروں تھا صد علاج اپنے دل ناکام کا — کام چشم و گوش کو ہے نامہ و پیغام سے
دیدہ و دل بیں ازل سے ہے جدائی کا خطر — شیشۂ مے دور رہتا ہے ہمارے جام سے
کاکل پیچان سے نکلا ہے نسر ٹوپی میں دل — لگ گیا کنج قفس میں مثل بلبل دام سے
صبح تک ہے شب فراق یار میں جلتا ہے دل — روز ہوتا ہے چراغ داغ روشن شام سے
جوش مستی میں ترا گلرنگ کر دیگا ہے — کونسا غازہ ہے بہتر بادۂ گلفام سے
خفتگان خاک کا آیا شب فرقت میں دھیان — پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں کیا آرام سے

ولہ

دل بر میں ہے جسم میں نہ جی ہے — کچھ میری خبر تمہیں ابھی ہے
آخر شب وصل ہو گئی ہائے — رخصت کا تمکو قصد ابھی ہے
کی میں نے جو غم سے سینہ کوبی — نوبت یہ صبح کی بجی ہے
قد ہے اوتنا ہی راست اوسکا — رفتار میں جسقدر کجی ہے
کیا آمد محتسب ہے ساقی — مندیل جو شیشے نے سجی ہے
ہے تو ہی غنی ہر ایک محتاج — جو ہے ترے آگے ملتجی ہے
اے روز فراق نیم جان ہوں — تیری ابھی دو پہر بجی ہے

جابجا اوس ماه تابان کا جو پرتو پڑ گیا | جلتی تهی گرداب یا مین سنبل اسکی

وه یهی پیکر کہا کرتا هی اکثر فجر سی
ابتو یا سبحان تهی ہماری چاهنی والی ہو

دل سی اب وحشت کو رخصت ہو گیا مجنون کیجی
داغ سودا کو چراغ گور مجنون کیجی

عشق ابر بیکران اشک جگرگون کیجی
چشمہ خنجر سی جاری قلزم خون کیجی

دل کو خنجر پار مین اشک جگرگون کیجی
گوهر نایاب کو اک قطره خون کیجی

فرقت محبوب مین کرتی هین شب بیدار یان
باده خواری هوچکی اب شغل افیون کیجی

بند کر کبهی کیسی حکمت سی خم مین بیکشو
جیمین آتا هی کہ واعظ کو فلاطون کیجی

لیجی تحت الثری کو کیسی همت اگر
اپنی قبضہ مین اجی اب گنج قارون کیجی

جسکو رو رو کر تا کہل نجاوی راز عشق تو
هر شرار آه کو بهی قطره خون کیجی

اژدها هی کاکل پیچان کی مضمون باندهی
آج پیدا نظم مین تاثیر افسون کیجی

کیا سیه هجر مین تار شعاع آفتاب
کیون نه اب ان بهر خیال زلف شبگون کیجی

هو اگر ساقی خرابات جهان مین دسترس
باده گلگون سی پر مینای گردون کیجی

هجر ساقی مین کہتا هی فلک سمکو شفق
رو رهی ایسا کہ اس شیشی کو پرخون کیجی

بہاگی جاتی هی شب وصل شتک ان سی
آج اس شب دیر کو جیحین سی گلگون کیجی

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

حکم شافی سے دوا آب بقا ہو جاوے	جلد اب میرے مسیحا کو شفا ہو جاوے
رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہال نوخیز	خضر ساں عمر دراز اسکو عطا ہو جاوے
چمن دہر میں ایسا ہو یہ گل بالیدہ	جسم پر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جاوے
ہو مبارک اسے دنیا میں سعادتمندی	زلف پیچیدہ جو ہے بال ہما ہو جاوے
سہل ہو جاوے جو پیش آئے اسے امر محال	ناخن شیر خدا عقدہ کشا ہو جاوے

ولہ

جسم اپنا خشک فرقت میں سراسر کیجیے	چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
جیتے جی ہو جائیے اوس سرو قامت پر فقیر	بس کسی آزاد کے تکیے میں بستر کیجیے
بیوفا ہیں کب دکان سنگ زن کو چھوڑیے	وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
اپنے دل سے کیجیے الفت اوس سنگی کی عوض	چھوڑ کر اب سر کو عشق صنوبر کیجیے
اور چلیں صحرا میں وحشت سے بلا پائے ہیں	بہر پرواز اب خط جانانہ شہپر کیجیے
اور شاعر سخن سے تشبیہ دیتے ہیں	کیا درخت لکو تر سے قد کی برابر کیجیے
لعل خنداں سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے	درج مروارید کو اب بیدہ تر کیجیے
جلوہ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا	آپ اپنے پرتو سے ریزہ زر کیجیے

[illegible]

ولہ

[illegible]

مریض ہو تو ہی کیوں مر گئی نہ ہم افسوس		رقیب آئی عیادت کو یار کی بدلے

ولہ

آتی جاتی ہے جا بجا بدلی		ساقیا جلد آ ہوا بدلی
آ گئے تھی گرداب ہی بو ہی چمن		تو نے پوشاک اے صبا بدلی
برگ تر آئے برگ خشک گرے		ہر شجر نے بھی اب قبا بدلی
ان چھوون سی ہین جمع پانچون آس		راگ مے باغ مینہہ ہوا بدلی
نالہ آتشین جو کرتی سے		تیری عاشق ہو ساقیا بدلی
رنگ چہرے کے یان بدلنے لگے		آنکھ تیری جہان ذرا بدلی
ہو دہوان میری آتش می کا		نام لوگوں نے رکھ دیا بدلی
منہ نہ دیکھوں سپہر ظالم کا		بیچ مین وکے دہی ردا بدلی
اثر دست یار سی برسون		تیری رنگت نہ اے حنا بدلی
دہوپ سا کی سیکشی مین لطف نہیں		بھیجد سے جلد اے خدا بدلی
رند میخوار جب پکارتے ہیں		دور سے دیتی ہے صدا بدلی

ولہ

شب وصل مین بھی ہے تہ ستی تلوار چھوٹی		خونخوار کی عادت جو پڑی پر نہ چھوٹی

خالی رہتا گھر کا ہوتا ہے بُرا ۔ گر نہیں شادی تو دل میں غم رہے

ولہ

کمر تیری گم ہے مجھے جستجو ہے ۔ دہن بھی نہاں ہے یہی گفتگو ہے

جو ہیں موشگاف اونکی یہ گفتگو ہے ۔ کمر کا تری جسم میں ایک مو ہے

یہ اندھے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہیں گم ہیں ۔ جو آنکھیں ہیں روشن تو پھر تو ہی تو ہے

گرانا نہ ہرگز نہیں جان دونگا ۔ مئی ناب نذا بدمری آرزو ہے

مرا گل ہے ایسا کہ اے عندلیبو ۔ نظر سے نہاں رنگ بھی شکل بو ہے

کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا ۔ کہ سرو لب آبجو آب جو ہے

نہیں ہوں مخاطب تو ہے مخاطب ۔ وہی میں ہی تھا نہیں اب تو ہے

مجھے ہوش آیا تو کیا جوش آیا ۔ یہ نسبت العنب بھی بڑھی تند خو ہے

حضور اوسکے کرتے ہو اپنا نظارہ ۔ نظر بازرہ ماہ آئینہ رو ہے

جنون تار تار زاب کر دینگے گریبان ۔ کہ ناصح کو در کار تار رفو ہے

وہی جام دیتا ہے ساقی کہاں تو ۔ ترا کلمہ تو شکل دست سبو ہے

بہاتا ہوں آنسو جو آنکھوں سے ہیہم ۔ دلا داغ الفت کی یہ شست شو ہے

لب جام تر ہو یہ ہے فکر ساقی ۔ بلا سے اگر خشک میرا گلو ہے

[illegible]

چھلنی ہے ہر ایک کی تیر عشق سے کلیجہ | مصحف رخ چشم بد سے حرز یمانی چاہیے
گر نہیں باران رحمت اشک حسرت ہی سہی | سبز ہی کشت آرزو کو ایک پانی چاہیے
دیکھتی ہے مجھکو انگلی تیری مہندی کی بہار | اسلیے چہرے کی رنگت زعفرانی چاہیے
تہا میں جب تک ادہر آیا عشق تو آتا نہ تہی | اب جو آپہنچا تو ہے گہر ناتوانی چاہیے

باغ عالم میں ہیں گلہا سے معنی خندہ زن
کاغذ دیوان کا نسخہ زعفرانی چاہیے

یار کی شیریں ادائی کا جہان میں شور رہے | پور جو اوس گل کی ہے وہ نیشکر کی پور ہے
زلف رخصت ہو گئی آیا ہے خط رخسار پر | جسجگہہ تہا مار آگے اب وہاں جا مور ہے
بعد مردن بہی جیا جا دل جو ہاتہ آیا عزیز | جو مری ہڈی ہے وہ زندان ناگو رہے
خاک بہی حاصل نہیں جس سے رنج دہقان فکر | ہم زمین شعر کو سمجھے زمین شور ہے
ملنے کب شمشیر قاتل سے جدا یا تہا بدن | دست جراح سے زخم میں کہیں جور ہے
مثل پروانہ عجب کیا گر جلا اوسکا جگر | رشتہ شمع آتش رنگ حنا سے ڈور ہے
شب سیہ رنگوں کو عبرت ہے گرمی مزاج میں سدا | پیری میں نا جوانی ہے جنونکا زور ہے
نور ظلمت جو ہے حکمت سے وہ جاتا نہیں | شب سیہ ہے رات کو بینا جو انکو کور ہے
دیکھتی والے میں کسکی کاکل پیچاں کی ہم | آتی گر مار سے سمجھیں قطار مور ہے

وله

فرقت ساقی میں کیا ہوا دل تو دیکھا
خشت خم کا سر پہ کیا لا سر توڑ دیا
جوش مستی میں بت مستی کا سر اسکے توڑ
شیشہ کی ہے رنگ بہت بہتر توڑ دیا

۱۹۴

[illegible]

اونکی قامت کو جو دیکھی ہین ذی صنوبر شمشاد
بعد اب تعزیر کو شاخ صنوبر توڑ دی

ہجر مین ہم ہو گئی ہین ناتوانی سی تولن
آنسوؤنکا تار خاک امی دیدۂ تر توڑ دی

ہے یہ گل چینی نہ پہنچو باکسی گلچین کو رنج
باغ مین پہولونکی جا کانٹے بھی اگر توڑ دی

مرگیا ہون آپ پر کیجیو تو بہلا غم کیجیے
گور مین آنسو گلی کی سلک گوہر توڑ دی

مین تو کیا شیشے بھی کہتے ہین باجان کی
آنکہ پد جلوۂ ساقی تڑپ کر توڑ دی

دلکو دل سے راہ ہو ایسی محبت کیجیے
اپنی گھر کا اوسکے گھر مین اسطرح در توڑ دی

زاہدا پیر مغان کا بھی تصرف دیکھنا
نام اگر لے لیجیے شیشے سے پتھر توڑ دی

خاطر ساقی نہ ٹوٹے گی کہیں ماہ صیام
اپنی توبہ کی طرح رندونسے ساغر توڑ دی

یا علی ناسخ اندھیری گور مین گھبرا گیا
خلد مین دروازہ مثل باب خیبر توڑ دی

ولہ

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر بنی ہین صورت تیر شہاب اختر کے

پاؤن پر سر آ رہا ہے ناتوانی سے جنون
پڑگئی حلقے مری آنکھوں مین اب زنجیر کے

خوف تیری تیغ ابرو کا جو ہے نزدیک بھی
حلقۂ جوشن ہوے جوہر اک شمشیر کے

جسم کم سے خاکساری پہ ہے ضعف دیکھیو
یہ نہین اشعار میرے نسخے مین اکسیر کے

گرد ہوا اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوانون ہو گئی ہو گیا مر دا سر پیر کے

[illegible]

اشک اور آہ کی یہ آب ہوا کا ہے اثر
ای شادی جو مری گھر میں غم ہو جائے

گیا ہے بینا سے فلک شیشہ ہی کی آگے
قد جو بڑھ جائے تو رتبے میں نگیوں کم ہو جائے

اوسکی اختری سی پوشاک کی ہے جو سے
ریم و خون ہے جو مرے زخم میں ہم ہو جائے

ساقیا جام کا پیاسا ہوں مہینے سے کا
کہیں شوال نہ اب مجھکو محرم ہو جائے

تو شب تار میں لے پردہ جو ہو زیب فلک
جو ستارہ ہے وہ اک نیر اعظم ہو جائے

کاش وہ ہمدم ہو کر جائے کبھی وصل
دل مضطر کو تو تسکین ز دم ہو جائے

سیکشی میں جو تر الکعبہ ابر و یاد آسے
ای صنم ساغر می چشمۂ زمزم ہو جائے

کاہیکو باندھ سے احرام چلو سے کعبے کو
حرم دل ہے جو ناسخ کوئی محرم ہو جائے

ولہ

ہو گیا بیتاب سنکر آہ مجھ بیتاب کی
میرے سیم اندام میں حالت ہوئی سیماب کی

شغل سونیکا ہے تیری عشق میں اے سیمتن
رات دن بیٹھا گنا کرتا ہوں لہریں آب کی

ہو نہ وہ دونوں صورت عناب آتش میں نظر
آتش سودا کی گویا شاخ ہے عناب کی

زخمی اوس نے کیا تیغ ہلالی سے مجھ کو
چاہیے پٹی کو بھی چادر مہتاب کی

ہمکو ملیں گو نہ دنیا کی تماشے بعد مرگ
یاد بیداری میں آئینگی یہ باتیں خواب کی

ہو گیا اک رنج میری جانکو عیش وصال
آگئی جس رات آواز حریم خواب کی

یہ نہیں اعجاز خط تیرے دہن سے کم نہیں
ہوگئی کیون آہ میری شب فرقت دراز
جرم نظارہ پہ گر آنکھیں نکالو غم نہیں
کیا توقع رکھے اپنے لبسی کہ مژگان میں نگر
آجتک مشہور ہے قصہ جو برق طور کا
داغ فرقت سے جلوں کیونکر نہ مثل آفتاب

نالہ نکلا ہے یہ چاہ ماہ نخشب چاہ سے
عشق ہے مجکو تیرا اوسکی گیسو کوتاہ سے
تیر کیا ہوں نہیں ڈرتا ہوں ناوک شاہ سے
آنکھ اگر پھوڑی علاج اوسکا ہوگ کاہ سے
جا پڑا تھا اک شرر تیری تجلی گاہ سے
کردیا ہے امی فلک نے جدا اوس ماہ سے

بے محابا ظلم اے ناصح جو کرتا ہے فلک
کیا نہیں ڈرتا ہے عاشق نالۂ جانکاہ سے

شعلہ اٹھتی ہیں جو تیرے ہوئے آتشناک سے
یاس ہے نظارۂ رخسار آتشناک سے
جہپ کے بجتی ہو کہان صبح عاشق جیسا سے
حسن السیاہی تیرا جو روز و شب شمس و قمر
سیل سے چہٹ جائیگا مجسے بدن بلکہ آئے
رہتی ہے ہی سے ولا بنیاد عشرت استوار
خوب جی دیکھا خرابات جہان میں سکشور

کم نہیں جسم اجرام سے حسن و خاک سے
آگ لگ اوٹھی نہیں شعلۂ ادراک سے
جہان تک لیتا ہوں میں تکوا اپنے الکی چاک سے
سنکالہ جانکے میں خیمۂ افلاک سے
ہاتھ میرے میں زیادہ کیفیت لاک سے
بجتی ہے دیوار گلشن دار است تاک سے
کوئی گھر بہتر نہیں ہے دار است تاک سے

١٩٧

آنکھی رشت رویکی جو مین مضمون لکھون
خود بخود صفحۂ قرطاس کو سطر ہو جائے

فرش سندس جو ملا خلد مین اہل تو کیا
یہی ہوس کوچۂ محبوب مین بستر ہو جائے

اثر سختی ایام سے ساقی ہے یقین
پینے بھر سے مینا ابھی پتھر ہو جائے

کر کے دو سر کو تلوار سے قاتل نے کہا
اب تو شاید سر یہ قامت کے برابر ہو جائے

ولہ

بھیجی ہین شعر وصف ابرو خمدار کے
حرف بھی لکھتی ہین جو ہین بانکی تلوار کے

کیون جلا سکتی نہین شعلے ترے رخسار کے
مو ہین کیا بال سمندر گیسو خمدار کے

نکلی برقع سے شرارے آتش رخسار کے
جالی مین روزن نہین کیا منقار ہین سوفار کے

دو قدم جب دم چلا خون ہوگئی دو چار کے
کیا ترے قبضہ نے سیکھی چلبلی تلوار کے

کیا خزان پاس اسکی تیر ہے گل رخسار کے
پھول کملاتے نہین ہرگز گل کے ہار کے

اپنے روضے کی جو جالی ہمنے دیکھی بعد مرگ
یاد آ وہ دم آگئی روزن تری دیوار کے

اسقدر ہون ناتوان ہرگز پہونچ سکتا نہین
ڈھونڈتا ہون مین جو پیچھے سایۂ دیوار کے

شام سے او سے ماہ تابان کا ہے ہمکو انتظار
کیون نہین آنسو ستارے دیدۂ بیدار کے

مے پرستی مین جو آیا بت پرستی کا خیال
نشہ کے ڈورے ہی وہین رشتے ہوئے زنار کے

مار ڈالا جان سے جس سے لڑائی تو نے آنکھ
ساقیا ڈورے ہین تیری آنکھ مین تلوار کے

حد سی زیادہ تجھ میں نزاکت ہی بحر حسن
انگیا کو چاہیی ہی کٹوری حباب کی

سو جائیں اسکی بخت کہ جاگیں پہر کبہی
ہو آرزو اگر مجہی فرقت میں خواب کی

شام سیاہ ہجر نہ تا ہو کہیں سپید
خواہش ہی ابر و مہ لو کو خضاب کی

نبتا جو جام بادہ تو ہوتا میں بد نشاد
سبحہ بنا کی کیوں مری مٹی خراب کی

رہتی ہیں اسمیں عاشق و معشوق ایکجا
دنیا سی خاصیت ہی جدا تیرہ دوآب کی

برپا ہر شب گال میں باران شہاب ہی
دن رات ہم بہگو تی ہیں گملی سحاب کی

زنجیر میں یاد آئیں وطن کی بہاریں
دشت جنوں میں دیکہیں لہریں سراب کی

اوس مست کی رہوں جو ٹھیی سی ڈو شال کی
اڑ لگ گلاب سی بہی بو شراب کی

منہ ایکو دکہا نہیں سکتا ہی شرم سی
اسکو اسطرح ہی بیٹہا ذہن آفتاب کی

مارا ہی مجکو یار نی بہولا میں اسلیی
میری لہو لوتا نہیں جہنٹیں شہاب کی

مجہ ناتوان کی ہی ہر اک آہ شعلہ بار
خم گشتہ قد کمان ہی تیر شہاب کی

اسی رشک ماہ تیغ جو رشک ہلال ہی
قبضی میں بہی لگاو کرن آفتاب کی

اوس بیت کو آفتاب سپر کی بہانہ ہی
تیغ نگہ کو چاہیی سان آفتاب کی

رنگ حنا ہی آگ بطمی کو بہونی
حاجت ہی سیکشی میں نجہ کیا کباب کی

جلتا ہی عیش اوسقدر اوسکو نہیں ثبات
برہم شتاب کیوں نہو محفل شراب کی

ولہ

آئی بہار اب ہے آمد ساقی گلفام کی
طالب مینا ہے دل مشتاق آنکھیں جام کی

یوں نہ اے [illegible] جان کر دیتی ہیں باتیں کام کی
پر خبر رکھتے نہیں تم عاشق ناکام کی

اس سے بہتر یک چشم کو تسخیر کرنا ہے مجھے
چلی ہیں بھر غذا حاجت ہے اک بادام کی

ہے یہ بلبل اب [illegible] اور اپنی زبان
رسم کی ہے موقوف اونسے نامہ و پیغام کی

آسمان پر کیوں نہ کھینچے تجھ سے تشبیہ آفتاب
کلک قدرت نے کھینچی تصویر اوسکے نام کی

تیری چشم مست سے ہوئے کیوں نہ بیہوش [illegible]
ساقیا اک شیشہ کو ہے حاجت جام کی

طائر دل کو نہ قید آئے کاکل جانان سے عشق
ہوتی ہے کب اور طائر کو محبت دام کی

صبح اب کرتا ہے ہم کس [illegible]
رو رہی ہو انتظار نامہ بر مین شام کی

ہے قلم سے پھول نکلے ہیں برنگ شاخ گل
کھینچے ہیں تصویر جب ہم عارض گلفام کی

لکھوں نامہ پہ اپنا نام آیا ہے صدا
خط بہی گم ہو ایسی ہے تاثیر میرے نام کی

[illegible]
روشنی ہے رکھ جانا نہیں چراغ شام کی

بادہ ہو اور [illegible]
گردش ساغر ہوئی گردش ہے ایام کی

[illegible] آنکھیں ہوئی گل [illegible]
پالی ہے بادام نے صورت گل بادام کی

ناک کو بھی ہے تری بوسہ [illegible] اشتیاق
سیر کانوں کو ہے حسرت تری شمام کی

فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
غبار اشک غم ہے سحاب کے بدلے

حصول علم سے کیا ہو جو ہے سو قسمت ہو
جبین نوشت پہ ہیولی سبا کتاب کے بدلے

کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نے ضعیف
کہ مجکو شیب کہا یا شباب کے بدلے

شب وصال کی کوتاہ تھی کہ بس شام
طلوع صبح ہوا ماہتاب کے بدلے

فراق یار مین مانند شبنم نرگس
سرشک ہین مری آنکھوں مین خواب کے بدلے

کب اوسکو دیکھنے کی شکل آفتاب ہے تاب
شعاع حسن ہے منہ پر نقاب کے بدلے

جو آرزو ہے دلا ماتا آئی صید مراد
تو چاہیے ہے سکون اضطراب کے بدلے

ضرور ہے پرورش جان ہے کیا تن آسانی
بط شراب ہو مرغ کباب کے بدلے

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملیگا عذاب کے بدلے

گم ہوا مین جیب سے تیرا رو نظر آیا مجھے
آئنہ جب مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

ہو گیا ہے تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے

حلقہ گیسو سے آنکھ اوسکی نظر آتی نہین
چین مین گویا کہ یہ آہو نظر آیا مجھے

مین نے جانا یہ بھی ہے اسی طرح تپ نصیب
آنکھ مین جسکی کوئی آنسو نظر آیا مجھے

جب وہ بہلا چوٹی مین ہے بان ڈالا یار نے
سنبلستان مین گل شبو نظر آیا مجھے

عرق آلودہ نہیں ابروئے خمدار ترے
شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر میں ہے

حسن کی لاف زنی کرتے ہیں جو چاند کے
کب بھلا حسن قبول اتنا بھی تصویر میں ہے

گیسوؤں میں جو حلقہ گیسو جو نہیں ان کا
ہوا قید جو تو سلسلۂ پیر میں ہے

کچھ نظارۂ جاناں نہیں کچھ داغ جنون
چشم مینا ہے جو حلقہ مری زنجیر میں ہے

کیا ہی شیریں ہے بیان عالم پیری میں کلام
ایسی کیا ہی حلاوت شکر و شیر میں ہے

قتل عالم کو کیا روکو مری لاش پر
اشک پیکان تمہارے مژہ تیر میں ہے

نہیں تقراض میں ہرگز مری داغوں کے گل
شعلۂ شمع ہی جس طرح کی گلگیر میں ہے

غم نہیں ہجر کی شب کا ہے اگر رنگ سیاہ
برق اسود سطریان نالۂ شبگیر میں ہے

ق

یا رسول عربی جلد کرو میری مدد
ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر میں ہے

گر بری ہے مری قسمت تو بھلی ہو جاوے
دخل کل آپکو تو دفتر تقدیر میں ہے

تن واحد ہو نہیں ای میری خدا ہے واحد
راندن لشکر اعدا مری تدبیر میں ہے

عفو ہوں میرے گنہ عفو ہو میرے گناہ
چشم سی تیر دعا تو وہ تاثیر میں ہے

لطف مرشد کا یہی ہے کہ ملے باغ بہشت
اور جیسی کا مزا نسخۂ اکسیر میں ہے

تو ہی ہے دونوں کو ہے کون بھلا اس کے سوا
نہ وہ تقریر میں ہے اور نہ تحریر میں ہے

مطمئن کیوں دل ناسخ کو خداوند اب
محو ایسا ہی یہ دل ہے تری تکبیر میں ہے

شعلۂ رخسار جاناں نے لگائی ہے جو آگ
رنگ لو کیا کٹ گئیں ہیں پھولنے والوں کے سر

ماہ تاباں آج مہتابی ہے آتشبار کی
تیغ سی ہے چال اس محبوب چنچل یار کی

کلیۂ احزان ہو شور دری ہی گلستاں غم نخور
یاد رکھ یہ بات ناسخ حافظ شیراز کی

پاؤں تیرا سمجھ گیا تو پیرہن خاک سے
ہوں وہ دیوانہ کہ ہوں میں گرد زار عشق کو تجھ
ایک مشت خاک کا بھی تجھسی شرمندہ ہوں
نقش پا ہے یار آغوش تصور میں لیا
جلتے ہیں حاسد ہزاروں شان تربت دیکھکر
کھینچی ہو اوس نے پر وکی اگر تجھکو شبیہ
ابھی مصور اور رنگوں کی نہیں کچھ احتیاج
وہ نہ آئیگا عبث شمل گیاہ خار دار
خوب تجھکو دیکھتا تہا میر جا نکے بعد
حوریں جنت کی کھینچی آتی ہیں دنیا کی جسکی
ہے یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیریں لقا

کشتۂ حسرت ہوں آکسیر خاک سے
ہونگی پیدا دانۂ زنجیر خاک سے
ہو مرا گھر بھی فلک تعمیر خاک سے
بعد مرنیکے ہوئی تقصیر خاک سے
ہو رہی ہے آگ کی تاثیر خاک سے
ہو مصور گردہ تصویر خاک سے
خاک ہوں بس کھینچو تصویر خاک سے
نکلیں ہیں صبح وست دامنگیر خاک سے
چشم دشمن کھلی تعمیر خاک سے
کب ہی بہتر سنہ تسخیر خاک سے
کی رواں اشکوں نے جو ئے شیر خاک سے

بیٹھ جانا ہوں جلو ہام پر ...
وہ پری رو مری محفل میں ...

ماسوا اللہ کو بیدل سے بھلا بیٹھا ہوں — کیوں نہ بہ تشویش کہیں ہاتھ کی آتش بھی ہے
راحت و رنج سے ہم خانۂ گرد ونہیں سمجھے — شان سینہ پہ سے ہولناک بھی ہے نیش بھی ہے

ولہ

روٹھے ہوئے تھے آپ کبھی لن ترانی سے من گئے — بگڑی ہوئی تمام مری کام بن گئے
ہم سروِ قدِ گور ہوئے تب وطن گئے — نرگس کے پھول بن کے گل یاسمن گئے
لینے کو ایک گل کی خبر ہم وطن گئے — بو سے چمن کو واسطے سو سے چمن گئے
باغ بہشت اور بھی سرسبز ہو گیا — مسموم جب جہان سے امام حسن گئے
جب کیوں نہ لگی رہے نہ بھلا مجکو آن — کیا کیا جہان سے نہ مری ہم سخن گئے

ولہ

آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہے — خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے
بُرّشِ تیغ قضا کے آگے — سرکشوں کی رگِ گردن کیا ہے
آپ کر دیتے ہیں ہر سخت کو نرم — دستِ داؤد میں آہن کیا ہے
آپکا دام بلا آفت سے — طائرِ عرش نشیمن کیا ہے
آپ کی برقِ غضب کے آگے — مہ نو کیا ماہ کا خرمن کیا ہے
آپ سے ہو جو قوی سو ضعیف — پیل تن کیا ہے تہمتن کیا ہے

خواہین ہی جسطرف گذر اقدم کو سا ہی
وہ پری وہ ہوگیا مجبور میری خاکسی

چونٹیونکی جہید ترب سی نظر آتی نہین
میری دلکی ہین عیان ناسور میری خاکسی

کیا ہی عبث سے اوڑ ہی جاتی ہی کوئی پاکرو
ہم ہی ہین ہی ہوا معذور میری خاکسی

وہ سیل ہون کہ جلتی ہی جو ونکو ہی ہوا
ہوتی ہی پیدا شب دیجور میری خاکسی

پہنسیم کو ہی جانان بات کو آئی اگر
منتشر ہو صبح کا کافور میری خاکسی

زندگی بھر نقش غم ناسخ مجھے چھپتی رہی
اب بنین گی خانۂ زنبور میری خاکسی

خاکمین ملجائیے ایسا اکھاڑا چاہیے
لڑکے کشتی وہ پہستی کو پچھاڑا چاہیے

وہ سبھی فکر کی ورزش خون نفس روبیر
کہہ رہا ہے سرو کو جڑ سے اوکھاڑا چاہیے

کیسون رویئن پہوٹ کر ہم قصر جانانکی طرف
دیدۂ تر اپنے دریا مین کڑاڑا چاہیے

اور تختون کی بہار ہی قبر کو حاجت نہین
خانۂ محبوب کا کوئی کواڑا چاہیے

ہے شب مہتاب فتنہ مین تقاضا جنون
چادر مہتاب کو بھی آج پہاڑا چاہیے

انتہا کی لاغری سے جب نظر آیا نہ مین
ہینسکے وہ کہنی لگی بستر کو جہاڑا چاہیے

کر چکی ہے تیری رفتار ایکعالم کو خراب
شہر خاموشان کو بھی چلکر اوجاڑا چاہیے

منہ بنا کیون ہے قاتل پاس ہے تیغ نگاہ
باغمین ہنستی ہین گل تو منہ بگاڑا چاہیے

ولہ

اثر درکار ہے تو جا پہنچ عرش معلی تک / نہیں سقف فلک تک نالۂ شبگیر لوہے کی

ہوا کا اعلی ہے اپنی حفظ میں محتاج ادنی کا / در گنجینۂ زر ہیں لگو زنجیر لوہے کی

صفائے ظاہری سے کب باطن صاف ہوتا ہے / ملمع سے تو صورت ہوتی ہے تغییر لوہے کی

برش کب تیغ ابرو کی ملی تیغ مہ نو کو / کہاں شمشیر چاندی کی کہاں شمشیر لوہے کی

جنوں نے پایا زیر دست اسکو اگر کیا ہیں تجربین / خطا ہیں لوہار و نکی تجھ تقصیر لوہے کی

کروں تحریر تا صبح توڑ اسکے تیر مژگان کا / جڑے سو نوک قلم مانند نوک تیر لوہے کی

ولہ

حویلی ہوگی انکا کسطرح ای یار سونے کی / تڑے ہے تو سے ہوتی ہے گلی دیوار سونے کی

مرے جوش جنوں کی بھی خبر زر دو لوہار و نکو / ہوئی زنجیر اسکو واسطے تیار سونے کی

تو وہ سونیکا پتلا ہے اگر بیٹھے کہیں کھل کبھی / وہیں ہو سونا ملکی کسطرح ای یار سونے کی

کہاں تھکا زر سرخ سے وقت اہل جوہر کام آوے لبریز / کوئی زر دار بنوا تا نہیں تلوار سونے کی

بہار آئی حسینو تمکو بھی سودا ہو گیا تجھ سے / بنائیں چلد زر گر بیڑیاں دو چار سونے کی

بڑھی ضد اندنوں اغط سے ہے مجھے رند مشرب تکو / پیالی میکشی کو چاہیے خمار سونے کی

خوشی سے اپنے سر کٹوائیں جو عاشق زر ریز / کوئی زر دار بنوائے اگر تلوار سونے کی

ہوا ہے حسرت زر ہیں سے کیا مناسب ہو / اگر لگوائیں اپنے قبر میں دو چار سونے کی

زر گل کی تصور میں ہوئی ہے استقدر لالان / اگر بلبل کی قفس میں ہو گئی منقار سونے کی

کہاں اوس گورے بدن کی ہے چمک ہی خوشبو | زبان حال سے ہر دم یہ ہے تقریر چاندنی کی

کسی میں بدنکا دیکھنے والا ہون ای ناسخ
کروں ہر بات میں کیونکر نہیں تحقیر چاندنی کی

میری تربت پہ کبھی پاؤں نہ کہو دنیا سی | جی میں ہی ہاتھ پہ ہو اون کلمہ منکر عجاز سی
خندہ زن مانند گل ہوں رنگ کی آواز سی | باغ عالم میں ہو کون آگاہ میری راز سی
حبب کی مطرب بجاتا ہی مری اشعار گرم | سازکی جلتی ہیں پردی شعلۂ آواز سی
خط نکلتی ہی چلی جیسا رجانا کی بہار | ہو گیا انجام گل کا سبزہ کی آغاز سی
پنجۂ محبوب مہندی سی ید بیضا ہیں | پانچ حصی کر دیا خورشید کو اعجاز سی
مار ڈالا ہی تری انگیا کی چڑیا نی صنم | مرغ دلکو کم نہیں گنجشک بھی شہباز سی
قد و قامت پہ نہیں موقوف حسن آفت جنگیں | تیرہ بازی کچھ نہیں چلتی ہی تیر انداز سی
اگر آنکھوں کو جو پہر جاتی ہو چلاتا ہی ہمیں | پہلی بجلی کوندتی ہی رعد کی آواز سی
سمجھو نکا سیتی صدا اصور اسرافیل کو | ہی قیامت مجھکو الفت اوس کج ناز سی
ہی رنگ طائر تصویر تیری ہاتھ میں | طائر رنگ حنا واقف نہیں پرواز سی
طرفہ عاشق ہوں مرا معشوق کہتا جانی کو | اور تو کیا خود نہیں ملتے ہیں ہمراز سی
روند ڈالا خوب تونی عالم بالا کو آج | چرخ اطلس کم نہیں کچھ فرش پا انداز سی

قتل کرتا ہے اسیری کو کہوں میں بیمار دل چال
قافلے پھرتے ہیں معشوقوں کے پیراہن میں یار

آنکھ چشم سیہ جا ہے سویدا دل میں ہے
جا ہے لیلیٰ نہ کیوں مجنون اپنے محمل میں ہے

اب غزل ایک اور پڑھیے بزم میں ناسخ مگر
کسرہ توجیہ فتحہ سے بدلیے دل میں سے

آیا نہیں وہ ماہ مہینے گذر گئے
پیہم جدا سر کی صف عشاق بے نگاہ
رندوں کو ایک سی ہے شب عیش مختصر
ہے حشر سے زیادہ جلوہ خانہ آپکا
وہ یار ہم پیالہ وہ ساقی وہ مے کہاں
شاید حباب قبر سے دوڑینگے تک سر
دیکھا ہے رات نشہ میں خواب میکشو
کیا کیا ہمارے دیدہ گریان دیدگی

رو دیا میں آہ کہ سفینے گذر گئے
پیٹوں کے تیر توڑ کے سینے گذر گئے
زاہد ترے ہزار مہینے گذر گئے
مجبور اپنے سر سے پسینے گذر گئے
سب اپنی میکشی کے قرینے گذر گئے
کیا ہی نشان کے دفینے گذر گئے
ہم دیر سے پہنچے کہ مدینے گذر گئے
اس بحر سے ہزار سفینے گذر گئے

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو
ہنس کر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

یہ میں کب کہتا ہوں دروازہ ستمگر کھول دے
مجھکو کافی ہے جو کوئی روزن در کھول دے

[illegible]

او کماندار مجھے تیروں کے سوفاروں کو
وہ سبدم پھر فغاں ملتی ہے منقار نئی

موت آتی ہے جنون غم نہیں عریانی کا
ہو گی پوشاک مری وہ سطح تیار نئی

کہکشان ہے نہ ثوابت ہیں نہ سیارے صبح
نظر آتی ہے جدائی میں شب تار نئی

کبھی لیلی کبھی شیرین کبھی عذرا سلمی
تیری خدمت میں ہے ہر روز ایک پرستار نئی

دوش ہے ہمکو اگر قدر ... ن کی نہین
ڈھونڈ لینگے ابھی ہم بھی کوئی سرکار نئی

دلکو اوس زلف چلیپا میں جو لٹکا دیکھا
نظر آیا مجھے منصور بنا دار نئی

گل تر دام محبت میں ہیں تیرے تازہ اسیر
جسطرح دام میں بلبل ہو گرفتار نئی

بولچال ایسی کسی کی بھی نہیں ہے ...
تیری گفتار نئی ہے تری رفتار نئی

کب جوانی میں ہے پیری میں جو کیفیت ہے
مے کہنہ سکے برابر نہیں زنہار نئی

رہتی ہے حسن سپیدوں کے گلے میں زنجیر
کفر انکا ہے نیا اور ہے زنار نئی

اپنے آغاز محبت کا خیال آتا ہے
دیکھتا ہوں کوئی بلبل جو گرفتار نئی

جب بگولا کوئی اوٹھتا ہے میں سمجھا
میرے رہنے کو حویلی ہوئی تیار نئی

پوچھیں ان سے کفن کو بھی بدل سکتے گا
روز پوشاک پہنتے ہیں جو سرکار نئی

نہیں ممکن کہ نئی ساری غزل ہو ناسخ
باتیں دو چار پرانی ہیں تو دو چار نئی

[illegible]

اوس ماہ کی فرقت میں جو نالے ہی نکل آئی
تاروں کی سوا اشک ہمارے نکل آئی
جب منہ کو دکھاتی تمہارے نکل آئی
سرکا جو شفق صاف ستارے نکل آئی

۲۱۰

عاشق ہیں جو سوزن تترہ سے	اپنی چپکن بہی سوزنی ہے
دیکھا جسے ہو گیا وہ عاشق	تیری آنکھوں میں موہنی ہے
کیونکر سے بیاض پلکہ ہی ضبط	جو اشک ہے ہیرے کی کنی ہے
اے ماہ مرے کفن کے لائق	تیری محفل کی چاندنی ہے
وہ ماہ ہے تو کہ چاندنی سے	تیرے گھوڑے کی گردنی ہے
جلتے ہیں داغ یاس دل میں	ہر شب اس گھر میں روشنی ہے
اوس سے چہرہ نشین سے کیا ہو نسبت	نہ مہرہ تو ایک گنجفی ہے
[illegible]	گویا ترے جوتے کی انی ہے
سورج تو بنا سنہری ٹوپی	سورج کی کرن کرن بنی ہے

ناسخ جو فقیر ہوں نہیں غم
میر اللہ تو غنی ہے

ولہ

جب چوک سے تمہاری سواری نکل گئی	حسرت ہوئی کہ جان ہماری نکل گئی

ولہ

ابرو کمان سے جدائی میں کٹا برسات کی	اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہے ہوا برسات کی

ولہ

ولہ

ولہ

چمن جمین اور بہی ہے تجہمین ہے بات نئی	دہج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
خط لو بنسہ نہ قرآن کو کرد ہی منسوخ	لوح حفظ اسی اوتری ہی یہ آیات نئی

ولہ

نہ تری گات بری ہی نہ تری بات بری	نظر آئی نہ مجہی تیری کوئی بات بری
گرچہ اے جان نہین تیری کوئی بات بری	پہ مری بات نہ مانی ہی یہی بات بری
چاہیے یہ کہ نہو میری بری بات بری	آپ تو جانتے ہین میری بہلی بات بری
جو ہم یون کہین شب بہلا تجہسی لپٹ کر سوئے	واہ کیا سنہ ہی کہ نکلی نہ کبہی بات بری
بات کی غیر سی تو نی مری کیا بات رہی	ہو گئی تجہسی یہ اسی شکسی مری بات بری

ولہ

ہجر مین یار جہلتی ہین اک آفت سی	گو کبہی جاڑا کبہی گرمی کبہی برسات سی

ولہ

سر کا زمرد کوئی پیمانہ چاہیے	کہہ کیا کرون تجہی تجہ نہ چاہیے
اے عندلیب شاخ تر و تازہ ہی گل	مجکو چمن سبزہ بیگانہ چاہیے

ولہ

پر کوئی آشنا نہین ...
لگ گئی داغ اک غلامی کا
ورنہ یوسف برا نہین ...
گلہ اپنے یاد فا کیون ہون
شکوہ اس سے وفا نہین ...

ہم فقیر ایسی ہین ای شاہ کہ جہاڑا جو لگا	پہاڑ دین تاپنی کو بال ہما کو جو ملی

ولہ

کمال ای غیرت گل ہی تری نازک کمر تیلی	رنگ گل بھی نہین باغ جہان مین سقدر تیلی
کہین دیکھی ہی شاید آبدار ایسی ترے تنکی	کہا رہی شرم کر پانی سی ہی آب گہر تیلی

ولہ

باغ مین آج جو اوس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی

ولہ

ہر شب وصل جو اے ماہ جبین تھوڑی سی	ہی مرے جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی
سمجھی ہم سینہ سی نکل آیا تارا	کھل گئی بالو سی جو تیری جبین تھوڑی سی
وسعت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک	چاہیی مجکو جگہ زیر زمین تھوڑی سی
کیا لب لب ہی تری تنگ دہن مین شکر	دیجیو ہمکو بھی ای طفل حسین تھوڑی سی
تیری ہی نام کی ایجان ہوس گنجایش	وسعت دل بھی ہی مانند نگین تھوڑی سی
کیا پہنچ ہی تری دلبر تکا ہی ماہ جبین	چاند کی رو رو جو گھستی ہی جبین تھوڑی سی
سنگ اسود کی طرح سب نے زاہد سیاہ	کیا جو سجدو سی ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطر داری	میری خاطر بھی تو ہو وے بت چین تھوڑی سی

رباعیات

دیکھی کسی نی میری عزت افسوس
اوس نی لف سیاہ پر پڑی بخت سیاہ
کانٹی کرتی ہین ہر قدم پر پابوس
چلنی پڑی کالی رات مین کاکوس

رباعی

سیلاب رواں ہی چشم تر سی ہر دم
کس طرح پلک پلک سی لگجای کبہی
سوتی نہین اک آن شب ہجر مین ہم
ملتی نہین دیا کو کنارے باہم

رباعی

بہیجا ہی جو مین نی یہ محبت نامہ
یہ حال ہی دم بہر نہین امید حیات
لکہنا نہ جواب مین عنایت نامہ
گویا کہ یہ نامہ ہے وصیت نامہ

رباعی

رہنی کو عجب مکان ملا ہی یار
کرتا ہون کسی خط مین جو نامہ تحریر
ہر سمت سی خاک آتی ہی لیل و نہار
ہو جاتا ہی بعد لکہنی کے خط غبار

رباعی

ہوتا ہی جو خط روانہ سوی جانان
ہوتی مری جان ہی ہی ساتہ اوسکی روان

کیون بحر فنا مین ہون نہ مانند حباب
ہین واقعی اصل مین ہی ہی بر نقش بر آب

رباعی

ہای شمع شبستان پہ گلن خامہ
پہیلاتی ہی تیرگی لسان خامہ
کالی راتون کا حال کرتا ہی بیان
کیونکر نہ سیاہ ہو زبان خامہ

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

اشک آتش ہو کے ہو گئی بجلی نالہ
ہر لخت جگر ہے آگ کا پرکالہ
ایسی مرے داغ دل نے بہڑکی ہے آگ
ہر دائرہ مثل شعلہ جوالہ

رباعی

حیران ہیں بیٹھے ہوئے گرد سارے مونس
تصویر کی جسطرح کہینچی ہو مجلس
غربت میں ہوا ہے ضعف ایسا طاری
نقطے کیطرح ہوں اثر سے میں بیحس

رباعی

کب دیکھیے ہوتا ہوں دوچار گلشن
کسدن نظر آتی ہے بہار گلشن
غربت نے کیا ہے خار صحرا مجکو
تہا پیش ازین میں خار گلشن

رباعی

ہے خالق صباح سے امید مجہے
دیکھا نہ غم فرقت جاوید مجہے
مانند سحر کرون گریبان صد چاک
شاید نظر آجاے وہ خورشید مجہے

رباعی

احباب اگر وطن میں ہیں آسودہ
بیتاب ہیں غربت میں ہم کیسے ہیں بیہودہ
غفلت ہے اگر جواب لکہنے میں نہیں
خامہ ہے سراہی پا ہے خواب آلودہ

رباعی

ہے روز ازل سے دانہ زر یہ دوران
کیا خاک ہو سیر کوئی اسکا مہمان
خورشید کو دیکھو آسمان کو دیکھو
اتنی بڑی ہے خوان میں ہے اک گردہ نان

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

اے دوست نوروز منور ہے آج | خورشید اریکۂ حمل پہ ہے آج
ثابت یہ دلیل ہے کہ بیتابی میں | سینہ ہے روز و شب برابر ہے آج

رباعی

ہر چند ہوں پیر اور سر پہ اجل | بس پر نہیں چھٹ کی سوا فکر عمل
ہے رشتۂ عمر مختصر سا لیکن | شیطان کی آنت ہے مرا طول امل

رباعی

آیا غربت میں ہمکو ماہ رمضان | ہر مصحف رخ کی یاد جا ہے قرآن
ہر شام کا سارے روزہ آرزو خیال | پر مجکو ہے اشتیاق زلف جانان

رباعی

کچھ غم نہیں نظر و نشو اگر ہے پنہان | ہر دم مرے دل میں ہے وہ محبوب جہان
کافی ہے یاد مصحف عارض یار | حافظ کو ہے نہ احتیاج قرآن

رباعی

غربت میں دکھیا ہے مجکو ایسا حیران | مطلق ہے خیال جان نہ یاد جانان
ہے خال رخ یار جو نقطۂ سہو | اور ابرو ہے خدا ربط اق نسیان

٢١٥

رباعی

اے نامہ برو کہیں میری وفا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

رباعی

غم سے میں ہوا ہوں آ سرتا پا خشک
سیلاب سے ہاں ہیں چشم سے خشک ہیں
سب سے رو رو دن میں خون ہوا ہی خشک
جس طرح سے ہیں لب و دریا خشک

رباعی

ملتا ہے نہ قاصد نہ کبوتر ای وای
مر جاؤں اگر میں تو بجا ہے مکتوب
محبوب کو تا کوئی مرا خط پہنچائی
یا رب کوئی استخوان ہما ہی لیجائی

رباعی

کرتے ہیں خراب و یخ تر نامہ
مضمون غم ہجر سے جاری ہے لہو
آلودہ خون ہے نامہ تا سر نامہ
ہے حلق بریدہ کبوتر نامہ

رباعی

وہ خط نہیں لکھتا تو ہو کیوں دلتنگی
ہمنے بھی کیا نامے کا لکھنا موقوف
تازہ یہ زمانے کی نہیں نیرنگی
اب اپنی قلم کو بھی ہے عذر لنگی

رباعی

ہو رنج مرے دلکو دیا ہو آرام
فاقوں سے تباہ میری حالت ہے مگر
جز ذکر خدا نہیں ہے مجکو کچھ کام
[illegible]

رباعی

کرتے ہیں وہ دشمنی گریبان کو چاک
اور غم سے کئی سینہ سوزان کو چاک
یا ہم کوئی ان وہی الہی کر دن
سرنامہ مکتوب عزیزان کو چاک

دیوان دوم ناسخ

رباعی

[illegible]

رباعی

مشہور زمانہ ہے یہ کیون مینا ہین
سے رات بڑی تمام رات تو لسن آج
کوئی منظر آئی نہین توحید ہمین
اس شخص کو لازم ہے بڑی آئینہ

رباعی

آتا نہین پاس جسپہ ہم مرتے ہین
ہوتا جو وصال کیون یہ ہوتا سودا
فرقت ہی مین زندگی بسر کرتے ہین
لڑکے ہمین سنگسار کیون کرتے ہین

رباعی

یا ایک پری سے وصل تھا آٹھ پہر
یا کاکل دلدار سے تھا ربط مدام
یا دیتی ہین رنج مجکو جن شام و سحر
یا لوٹتے ہین سانپ مری چھاتی پہ

رباعی

اوس رشک پری کو سمجھتے ہین ایسے یار
یا زلف کی بو سے تھا معطر مشام
لو پہنچاتی ہین آسیب شیاطین مجکو
یا یار سیہ کرتے ہین آکر بد بو

رباعی

کیا اوج و درو ذرہ ہے تو کیا گھٹاتا ہے
تنکا جو ہوا سے اڑ کے ہوتا ہے بلند
پھر سو ہی حضیض آسمان لاتا ہے
آخر وہ زمین پہ ضرور آتا ہے

۲۱۷

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

تھم جائیں غم شاہ میں کیونکر آنسو
جاری ہی رہیں گر زندگی بھر آنسو
پیتا ہیں جو پیاسے عطش شاہ میں آب
بہتا ہے نہ کیوں چشم تر سے بن کر آنسو

رباعی

تعریف کروں کیا میں شہ والا کی
موسیٰ کی ہے کچھ قدر نہ یاں عیسیٰ کی
شبیر کا جو لہو بنا ہے یہ شفق
اوسکے ہے دلیل رتبۂ اعلا کی

رباعی

شک مجکو جنازہ کا ہے جو ہلی پر
سمجھا میں لحد سرا میں جب پایا گھر
بیحس ہے بدن ضعف سے آنکھیں ہیں بند
مردوں کی طرح کیا ہے میں نے یہ سفر

رباعی

ممکن نہیں ایسے میں کوئی تنگ نفس
اعضا میں شکنجے ہیں تو محبوس نفس
ہوں زمزمہ سنج بوستان معنی
ہو جاؤں نہ کس طرح گرفتار قفس

رباعی تاریخ

وہ مومن افضال الٰہی سے ہیں
خوش ہم تو ان افضال الٰہی سے ہیں
ہے مصرع تاریخ بقول ناسخ
وہ مومن افضال الٰہی سے ہیں

رباعی تاریخ

[illegible]
حاصل یہ ہوا کہ [illegible] مجکو بدنام

رباعی تاریخ

عزیز القدر میرزا احمد [illegible]
باقبال و بحشمت باد الٰہی
چہ خوش تاریخ [illegible] صحت اوست
سلامت با کرامت باد الٰہی
۱۲۵۴

۲۱۸

رباعی تاریخ

[illegible]

قطعہ تاریخ

[illegible]
۱۲۵۴

فقط

قطعهٔ تاریخ

یا علی آزرده‌ام پیش تو فریاد از فلک	نیر و دهر تخطهٔ جوهر و بیداد از فلک
ماه چون بر سینه‌ام افتاد سال حسن آن	گفت دل ما رسید بر من بیقیاد از فلک ۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

وقار محسن الدوله بهادر	فزون صبح و مسا باد الهی
بحالش مهربان هر دم بُوَد	جناب بادشاه باد الهی
دو شمشیر او را عطا شاه جهان کرد	مبارک این عطا باد الهی
رقم زد مصرع تاریخ ناسخ	همه شمشیر خدا باد الهی ۱۲۴۴

قطعهٔ تاریخ

شکر ای خالق آدم از گل	یافت دل هند شفائی کامل
روح در قالب من باز رسید	مرغ خوش‌خوان بچمن باز رسید
چشم از خواندن خط شد روشن	اشکها شد بچراغ غم روغن
باد آن لخت دل مه‌طلعت	صد و سی سال بجاه و حشمت
نور چشم پدر و مادر باد	صاحب اولاد به کرّ و فر باد
علم در سینهٔ او نافع باد	اختر طالع او طالع باد

قطعهٔ تاریخ عطای شمشیر

۲۱۹

به فیض محمد خان بهادر

ای قدرت و حشمت تو افزون بوده
در سینهٔ اعدای تو دل خون بوده
شمشیر تو با فتح و نشان تاریخ
شمشیر مبارک و همایون بوده ۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

برای سال مسعود خطابش	خرد گفته که اعلیٰ این خطابست ۱۲۳۵

قطعهٔ تاریخ آصف جاه والی دکن

دلا نواب آصف جاه مغفور	ازین دار فنا شد ها ی افسوس
ندا آمد پی تاریخ از غیب	دکن تاریک شد ها ی افسوس ۱۲۴۴

قطعهٔ تاریخ

شدم محبوس چون در خانهٔ خویش	خلاصم داد یک مرد بزرگ
چنین تاریخ خواندم در حضورش	رها شد ی مرا از دست گرگ ۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

جان بلب بد مرا از غفلت ملاح آه	می بزد خاک گینه با یار گریه از بحر من
چون دگر بار ره خطا شمود سال عیسوی	گفت دل بار سیه بخت این سفینه از بهر من ۱۸۳۹

قطعهٔ تاریخ

دزد در خانهٔ ناسخ چو زده نقب بشب	نه زر و سیم و نه بد پس خجل آمد بیرون
سحر تاریخ سیحی چو بدم سر دزد	دزد از خانهٔ مفلس خجل آمد بیرون ۱۸۳۰

قطعهٔ تاریخ

شده نواب فیاض زمانه	که شد شایستهٔ عالم پناهی

قطعهٔ تاریخ

زغواصی قلزم دین
بکف آمدش دُرّ توحید و ایمان
شب و روز میداشت شغل عبادت
شده اکنون مقیم ریاض جنت

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

محرم بست و هفتم پنجشنبه	برادر رفت سوی باغ رضوان
شر و شی گفت تاریخ وفاتش	بود محشور با شاه شهیدان

قطعهٔ تاریخ

ز جیجک دختر میرزای ذیقدر	دریغا چار ساله رفت صد حیف
نوشتم مصرع تاریخ فوتش	ز دنیا چار ساله رفت صد حیف ۱۲۴۴

قطعهٔ تاریخ

نمود غصب خطوط مرا ز افسوس	سیاه روز چرا آن جفا شعار لعین
نوشت کاتب اعمال او پی تاریخ	سیاه همچو قلم باد روی آن خائن

قطعهٔ تاریخ

فسوس و بکف هزار خامه ای وای	هم ریخت پر و بال خامه ای وای
گشتند چو خط تلف بگفتم تاریخ	صد حیف تلف چهار نامه ای وای ۱۲۴۵

قطعهٔ تاریخ

داد حق پوری حسام الدوله را	کرد دلها را البعث شاد قرین
گفت تاریخ سال تاریخ سعید	هست لبسند سعادتمند این ۱۲۴۵

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

۲۲۱

قطعهٔ تاریخ

نامه ام از وطن رسید امروز
که بود الفت این خبر جانسوز
یعنی آن نوبهار گل رخسار
داد سر چون انار آتش بار
از شرر ها بسوخت سر تا پا

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

[illegible] ۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

سینه تا آه دردناک شود
رفت و اماں صبر [illegible] چاک شود
جیب صبر و شکیب چاک شود
گشت تاریخ مصرع استاد
ای [illegible] آرزو که خاک شود
۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

دریغا ازین دار فانی گذشت
حکیم و طبیب و لطیف و ظریف
خرد گفت سال وفاتش یقین
صد افسوس میرزا محمد شریف
۱۲۳۱

قطعهٔ تاریخ

بجنت ششم جمعه ذیقعده رفت
ولایت علی خان والا نژاد
سروشی سنین وفاتش بگفت
که یارب به شبیر و شبر بداد
۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

ز دنیا به ذیقعده رحلت نمود
ولایت علی خان جنت مکان
خرد بهر سال وفاتش بگفت
ششم جمعه شد آه سوی جنان
۱۲۴۸

قطعهٔ تاریخ

رفت میرزا محمد سی ناگاه
به ریاض عدم ز باغ وجود
گفت سال وفات او ناسخ
حیف ذیحجه پنجشنبه بود
۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

ازین دار بنصف صفر پنجشنبه
[illegible] نامی میرزا علی خان سجاد
خرد گفت سال سنین وفاتش
گرامی وا میرزا علی خان سجاد
۱۲۴۶

قطعهٔ تاریخ

[illegible] ۱۲۴۵

قطعهٔ تاریخ

[illegible]

قطعهٔ تاریخ

[illegible] ۱۲۴۹

روضهٔ عالیه میرزا کاظم علی ست | آدمی چیست که شاید ملک آنجا خادم
بریاضت چو ابوذر بتقاوت سلمان | همچو رستم بشجاعت بسخاوت حاتم
خود فرقان بسر و درع احادیث ببر | زانکه او بود باقلیم شریعت حاکم
بود در صنعت موجود و جود صانع | متفکر متدبر متامل دایم
بهر رای حکما بود حکیم حاذق | علم او بود زا استقام صحیح و سالم
خشک نان پاس شبانگاه تناول میکرد | همچو ماه رمضان بود همیشه صائم
نفرت از جملهٔ لذات جهان فرموده | آنچه لازم نبود خود دگر فته لازم
گفت روح القدس از سر تفتیش | یا الٰهی بجنان با د بموسی کاظم

۱۲۳۹

قطعه تاریخ

بلبل نغمه سرا نوحه گر است | گشت ماتم کده باغ ایجاد
گل بپوشید لباس سوسن | گریه چون جوی کند هر شمشاد
جای بو خاک بسر هست نسیم | زلف سنبل بکف صرصر داد
نام او میرزا کاظم علی ست | آنکه پا در چمن خلد نهاد
اندرین باغ برنگ نکهت | بود از قید تعلق آزاد
حامی مذهب اثنا عشری | نافی کفر و ضلال و الحاد

قطعه تاریخ

۲۲۳

[illegible]

مرزا کاظم علی [illegible]

۱۲۳۹

قطعه تاریخ

[illegible]

بود او را کب به کشتی نجات … بود او مستمسک حبل المتین
پیرو ارشاد ختم الانبیا … عاشق زوار امیر المؤمنین
چشم ظاهر رفت اگر پروا نداشت … دیدهٔ دل بود او را دوربین
روزه‌ها سی و شصت چون شاه نجف … سعی نمود افطار با نان جوین
بر لب نان جوین بود این سخن … تارک لذت بنا شد این چنین
عیسی این عهد گر خوانم سزاست … می‌نمودی روز و شب آئین دین
هست تاریخ وفات آنجناب … عرش اعلی شد ز دفن او زمین
۱۲۳

قطعهٔ تاریخ

شد محمد سلیم خان به بهشت … شب شنبه به نصف ماه دوم
هست تاریخ این غم خونخوار … حیف و تحجبه بود شانزدهم
۱۲۴۳

قطعهٔ تاریخ

جناب میرزا کاظم علیخان … ز دنیا شد سوی فردوس عازم
زبان و دل موافق بود او را … نماند با عمل در دهر عالم
همیشه بود آن عاشق مناقب … بجهد شب قائم و هر روز صائم
محبت قائم آل عبا بود … از دین محمد بود قائم

الیضاً

قبلهٔ دین و کعبهٔ ایمان … هادی خلق عارف و کامل
شارع شرع و حاکم احکام … حامی حق و نافی باطل
داشت طبع جواد و سر جواد … دل او بود مو... با ذل
خضر راه یقین و هادی دین … پیرو شرع و عالم و عامل

۲۲۵

[illegible]

گرد سعدی ... اعلی ...	... برنا ... اجل ...
... سعدی ...	... در بحر رفت از ...
... سال ...	... محفوظ بود ... ۱۲۴۹

ایضاً

امروز چه با ... گردید	... پریشان
پژمرده گل حدیقهٔ دین	خارستان گشت این گلستان
آمد و رود ... ظلمت جهل	گل شد افسوس شمع ایمان
چون خضر نهان ز خلق گردید	خضر ... ریاض ...
صندوق دل صدوق او بود	... کتب حدیث و قرآن
مطبوع عیش بود ترک لذات	... بود پاره نان
غالب شد به هوای نفسش	در کشور زهد چون سلیمان
اغراق بدان گرش بگویم	... بود ز نصیر سلمان
شمشیر زبان همی کشیدی	بر فتح عدوی شاه مردان
تاریخ وفات او نوشتم	بوده خورشید اوج ایمان ۱۲۴۹

قطعه تاریخ

قطعه تاریخ ... ۱۲۵۰

جناب میرزا ... [illegible]

ایضاً

[illegible]

عیان شد همی اشعار روان پاک او | مجتنب از ماسوا الله عاشق الله بود
ور خدا ای پادشاه کشتگان کربلا | اشک خون در چشم بود و لب پر آه بود
نیست ممکن ... | همچو خاک خشک در چشم ترا ... بود
هادی اهل ضلال و پیرو ... | بهر گمراهان ... کفر خضر راه بود
همچو شاه انبیا ... | از برای کشور دین شریعت شاه بود
... یزدانی ... | کز ریاضت جسم ... چون کاه بود
داشت خورشید دلش ... | داغ سجده چون کلف بر ... چون ماه بود
گفت ناسخ سال تاریخ وفات آن جناب | وای ... کشتی دین رسول الله بود

١٢٣٦

قطعهٔ تاریخ

به روی بام باب دائره های | بر روی من در غم چرخ بگشاد
نوشتم مصرع تاریخ بخشش | سبب ما را ز فلک بر من بفتاد

١٢٤٣

قطعهٔ تاریخ

مژده باد دلا که باد بهار | به گلستان آرزو بدمید
غنچه های مراد من بشکفت | تا که گلبن عشرتم خندید
سبز شد دوحهٔ تمنایم | ثمر سرو و از نخل امید

۲۲۶

قطعهٔ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

۲۲۷

قطعهٔ تاریخ

شدای سید علی ضامن مبارک   افضل الله این دل خواه خلعت
نوشتم مصرع تاریخ مسعود   همایون باد یا الله خلعت

۱۲۵۱

قطعهٔ تاریخ

به سید علی ضامن از لطف حق   شد کدخدائی همایون و مسعود
خدا ایشان دهد و اولاد صالح   شود نیک و مسعود و اولاد صالح
صد و شصت ساله شود والد تو   ز وضع تو راضی شود والد تو
جناب معلای او قبله من   تو هم هستی ای نیک خو قبله من
فزون جاه و اقبال هر روز بادا   عدوی شما حسرت اندوز بادا
خدا و نبی یاور و یار باشند   ائمه معین و مددگار باشند
رقم سال کردم به بیت حسنی   همایون و مسعود شد کدخدائی

۱۲۵۱

قطعهٔ تاریخ

نور چشم شفا ز چیچک یافت   دلم این مژده مبارک یافت
محو رنج و هموم غربت شد   ساز بزم نشاط عشرت شد
سجدهٔ شکر حق ادا کردم   در حق نامه بر دعا کردم

تاریخ امام باڑه شاه جمجاه

[illegible]

جناب محمد علی ... پسندیدهٔ بارگاه بادشاه ... بصدق و صفا ... جناب ... بود در ... ایام زمان ...

۳۲۹

تاریخ جشن شاه جمجاه محمد علی شاه بادشاه

صد ... سال ... باشد | جاه و اقبال سلامت باشد
قوت ... را | شمس کن چهرهٔ تابانش را
... عالم باید | نام چون رستم و حاتم باید
سال این زینت ... سال | ... عافیت و ... اقبال

تاریخ دروازهٔ امام باڑهٔ شاهی

شد ... فصل بهار | همه هندوستان شده گلزار
... از ین گلشن | گل انصاف خنده زن چمن
عهد نوشیروان ثانی است | موقع عدل و حکم رانی است
... شهنشاه است | دل او ... است
همه شاهان خراج و باج دهند | سر خدمت به پای او بنهند
... سراسر مراد بادا | ... شاهان زیر او بادا
سال جشن جلوس ... مراد | یا رب این بادشه شهنشه باد ۱۲۵۳

[illegible]

[illegible]

بعدل و حکم چو نوشیروان اسکندر — عیان ز جبهه او صولت سلیمانست
اگرچه هست بظاهر شه شهنشه دوران — مگر بباطن او بوذری و سلمانست
امام باره بنا کرد و مصرع تاریخ — امام باره دگر دون بنای سلطانست

ایضاً

حضرت ظل الهی دین پناه — خلق پرور عدل گستر پادشاه
جان فدای پادشاه کربلاست — در عزای پادشاه کربلاست
هست ابوالفتح معین الدین لقب — عاشق اولاد سلطان عرب
در جهان نوشیروان عادل است — بیگمان کشور کشای باذل است
حامی او حیدر دلدل سوار — دشمن او باد زیر ذوالفقار
تعزیه خانه بنا فرموده است — صرف زر راه خدا فرموده است
هست تاریخ بنای خسروی — پاک ماتم خانهٔ آل نبی

۱۲۵۳

تاریخ تسبیح خانه

ساخت سلطان جهان خانهٔ تسبیح جلیل — که گشته انس و ملک ذکر خدا و تهلیل
شاه جمجاه ابوالفتح معین الدین است — که بطاعات خدا کیست ورا مثل و عدیل
یا الهی صد و سی سال مبارک باشد — بحق کعبه و محراب و مقام و قندیل

۲۲۹

نوشیروان عصر ابوالفتح شاه هند [illegible]

۱۲۵۵

ایضاً

این سبیل [illegible] آب حیات [illegible] سلسبیل

۱۲۵۲

[illegible]

تاریخ چاه

آب این چاه ز شیر سینه خورد	شربت قند و نبات پاک ست
ره هست تر مصرع تاریخ رسید	چشمهٔ آب حیات پاک ست

۱۲۶۰

تاریخ حمام

سلطان جهان خدیو با دل	کسرای زمانه شاه عادل
زینت ده تخت و چتر و دیهیم	رشک شاهان هفت اقلیم
بنیاد جفا و جور برکند	طرح انصاف و عدل افگنده
با ده صد و بست سال آمد	با مرتبهٔ جهان پناهی
حمام لطیف کرد تعمیر	تاکید شود بعصر تعلیم
پاک ست تمام خشت و آهک	پاکیزه و طاهر ست بی شک
تاریخ سعید هست ظاهر	حمام لطیف و حوض ظاهر

۱۲۶۰

ایضا

محمد علی بادشاه زمانه	ملک پاسبان و فلک آستانه
چو نوشیروان هست در عدل و انصاف	دعا گوی او هست از قاف تا قاف
در بحر فیض هست دریا دل او	تمنا که هر دو جهان حاصل او

این حوض فیض بخش [illegible]
آب آب [illegible]
تصنیف [illegible]
یہ چشمهٔ فیض [illegible]

تاریخ [illegible]

[illegible]

بحکمش چه تحفه طرفه شد درست	که از کهکشان بست قدرش رفیع
کند سلطنت تا صمد بست سال	بچون خدای بصیر و سمیع
بسعی خدا در دو عالم بود	برای جنابش [illegible] شفیع
خرد مصرع سال تاریخ گفت	برآمد [illegible] مستقیم [illegible]

تاریخ مخلع شدن حسین علیخان بهادر

چون جناب امیر ابن امیر	یافت وقت سعید خلعت سعد
بهر تاریخ بانگ هاتف غیب	دو دوش تا [illegible] سنید خلعت سعد ۱۲۳۴

تاریخ کدخدائی فرزند ارجمند حسین علی خان بهادر

از محمد تقی خان آملی

همیشه بود ذات امجدش شاد	مبارک بود شادی کدخدائی
احبائش باشند خرم الهی	فزون حشمت و جاه و اقبال باد
جهان را ز فیضش بود کامیابی	دل دشمنان باد پر غم الهی
بتحریر اخلاق او خامه فرسود	کند دست گوهرفشانش [illegible]
برون از قیاس است [illegible]	[illegible]

۲۳۱

فقیر محمد خان بهادر

آسمان جهان سلطانی	نیر طارم جهانبانی
دست پر نور او زرافشان است	لب جان بخش گوهرافشان است
متصل توسنی شرربار است	تیغ او بر عدو شرربار است
کنیت شاه چون ابوالفتح است	بر جنود عدو ور افتح است
لقبش هم سزد معین الدین	هست بی شک معین دین مبین
از انوشیروان عادل هست	بادشاه کریم و باذل هست
حامی او محمد است و علی	که محمد علی است اسم جلی
صد و سی سال حکمران بادا	حکم او در همه جهان بادا
تندرستی بود سراپایش	چست و چالاک باد اعضایش
هر دم آب باد آب بقا	باد اکسیر لقمه های غذا
یا الهی بحق آل رسول	کن بالطاف هر دعا مقبول
سال تاریخ جشن سعد جلوس	که جلوس هست میمنت مانوس
هست این مصرع ای خدای کریم	باد فرمان ده هفت اقلیم ۱۲۵۳

تاریخ تولد

حکومت بر نوشیروان خان	زهی تا بجاست مبارک بود

بجود از سوابق سبق بردہ است	دل حاتم طائی افسردہ است
حکومت کند تا صد و بست سال	زیادہ شود عز و جاہ و جلال
تن و جان او باد یارب صحیح	بود عمر او ہمچو خضر و مسیح
گدا خلعت فاخرہ یافتہ	بدستار پشمینہ زر بافتہ
ز بس عزت خویش انگاشتہ	علم از تفاخر برافراشتہ
شدہ سال انعام خلعت جہان	سلامت انوشیروان زمان ۱۲۵۵

قطعہ دعائیہ

ظل سبحان غیرت نوشیروان	بادشاہ بادشاہان جہان
حسن میں یوسف ہی سلطان جمیل	خوان نعمت عام مانند خلیل
ہی سوار ہاتھی پہ اس طرح	پایہ تخت سلیمان جسطرح
شل رستم میں پیادہ ہی جیسا	راکب افراس سب افراسیاب
ہی عمارت میں عیان اوج فلک	پاسبانی کرتی ہی فوج ملک
ہی سواری میں عجب شان و شکوہ	فیل سب محمود ہیں مانند کوہ
ابر رحمت ہی سواری کا غبار	ہر طرف باران زر ہی بار بار
فاخرہ خلعت عطا کرتا ہی روز	توڑی ہی ہمت عطا کرتا ہی روز

تاریخ سال گرہ شاہ

صد و سی جشن گرہ سال مبارک ...

جشن شاہی صد و سی سال مبارک باشد
تاج کلاہی صد و سی سال مبارک باشد
تخت و دیہیم ابو الفتح معین الدین
یا الٰہی صد و سی سال مبارک باشد
چتر تا دور فلک باد و علاء گردون
بادشاہی صد و سی سال مبارک باشد
علم او شرع نبی کرد مروج بجہان
دین پناہی صد و سی سال مبارک باشد

مبارکباد

[illegible]

مبارکباد

عید اضحی بہ شہنشاہ مبارک باشد
بلکہ صد عید بہ ہمراہ مبارک باشد

بعد احمد مختار ہمایون بادا
التفات اسد اللہ مبارک باشد

صد و سی سال با قبال و بدولت یارب
حشمت و مرتبہ و جاہ مبارک باشد

قوت روح لطیف و بدن پاک لطیف
بجہانبانی دل خواہ مبارک باشد

فیل اورنگ و ہوادار و سواری سعید
ای شہ ہند بہ ہمراہ مبارک باشد

بہ مراد تو بود سیر ہمہ سیارات
روز خورشید شود ماہ مبارک باشد

تہنیت

بہ شہنشاہ زمان تاجور کشور ہند
رشک دارا و فریدون جم و اسکندر ہند

ہفت سیارہ بفرمان تو با ہفت فلک
ہفت اقلیم بحکمت بود ای داور ہند

حالت ہند تبہ بود بجور ظلمت
بقدر الحمد کہ شد سعد بسیط یا در ہند

سر اعدای تو پامال سیاہ تو بود
تا ابد باد ترا پای مبارک سر ہند

کہکشان ہست نشان تو فلک نقارہ
کثرت ثابت و سیارہ ہمہ لشکر ہند

سکہ بر سیم زر و مہر و مہ اشاہی و زر لان
ای فدای قدم تو ہمہ سیم و زر ہند

ہست عالم بدم رشک مسیحت زندہ
روح خاک قدمت لشت پی پیکر ہند

بجلوس صد و سی و چہارم

۲۳۴

مادری داد گری تا بابد باد نصیب
تاج خواہی صد و سی سال مبارک باشد
صد و سی جشن جلوس شہ ما از ماہی
تا بماہی صد و سی سال مبارک باشد
زندہ است از اثر فیض نگاہش عالم
خوش نگاہی صد و سی سال مبارک باشد

قطعۂ دعائیہ

یہ بادشاہ انوشیروان عادل ہے
یہ آفتاب درخشان بہ پایۂ کامل ہے
اسی کی پشت پہ رسول کریم و ظل ہے
کہ بس حبیب خدا کا یہ بادشاہ ظل ہے
جہان نواز رعایا نواز بخت شکن
یہ تاجدار کریم و رحیم و عادل ہے
بکنی خدا سے شہنشاہ کی بقا اب بھی
اسی کے جشن سے ہی تیغ عاشقان
یہی کہ قبلۂ ایمان ہے یہی کعبۂ دین
اسی کا فیض سے آباد و خانۂ دل ہے

مدیح

[illegible] ابوالفتح سلطان غازی

۲۲۵

یہ بادشہ صدہی سال سلامت رہے
کہ نظم کشور دنیا و دین میں کامل ہے

ہمیشہ تا چہ زمزم رہے یہ قبلۂ فیض
خدا سے بس یہی کعبہ بہی آج سائل ہے

دعا وہ اوسکی لیے مانگتا ہے کعبے میں
جو سوئے پنجتن پاک دل سے مائل ہے

لسان غیب قربان بحق ابراہیم
اسیکی تیغ سے اسکا حسود بسمل ہے

تاریخ ضریح

عرش میں بنا ہے کہیں اعلیٰ مقام ہے
یارب یہ ہے ضریح مقدس کہ قصر نور
اوج امام باڑہ ہے مانند آسمان
غم میں امام باڑہ سیہ پوش ہو گیا
رونا تمام کعبہ پرستو نکو چاہیے
زمزم غم حسین میں ہتا ہے چشم تر
بانی ہے اس ضریح مقدس کا وہ جناب
نوشیروان عادل ابوالفتح فتحیاب
دیدار امام عصر کا اسکو نصیب ہو
تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی

یہ روضۂ حسین علیہ السلام ہے
ہے یہ امام باڑہ کہ بیت الحرام ہے
اوس میں ضریح غیرت ماہ تمام ہے
یہ جائے اشکباری خیر الانام ہے
روتا یہاں خلیل ہے یہ وہ مقام ہے
پرآب چشم چشمۂ کوثر مدام ہے
جو تاجدار ہند شہ خاص و عام ہے
دریائے فیض و ابر کرم لاکلام ہے
مومن جو ہے یہ ورد اوسے صبح و شام ہے
بولے ملک ضریح قبول امام ہے

[illegible] ابوالفتح سلطان غازی

فلک

تاریخ تولد همایون فرزند ارجمند جناب اسد علیخان

فلک با کواکب بشب و روز جو یا	ستای ابو الفتح سلطان غازی
ز دامان امید سائل فزون ست	عطای ابو الفتح سلطان غازی
کند فقره فقر محو از دفا تر	سخای ابو الفتح سلطان غازی
بلطف جناب قوی باد اقوی	قوای ابو الفتح سلطان غازی
نشد بادشاهی باین عدل و بخشش	سوای ابو الفتح سلطان غازی
بسان خلیل ست بر خوان نعمت	صلای ابو الفتح سلطان غازی
نصیب سر حاسدان باد یارب	بلای ابو الفتح سلطان غازی

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابو المظفر معز الدین غازی الدین حیدر شاه زمن بادشاه غازی

بحمد الله که با اقبال و دولت	بتخت زر جلوس شاه گردید
زمین و آسمان یک بزم عیش ست	ز ماهی خرمی تا ماه گردید
مبارک بادای آفاق عالم	طلوع آفتاب جاه گردید
ندا آمد بگوشم زود یارب	که شاه امروز شاهنشاه گردید
پی سال همایون جلوسش	بگو تاریخ کظل الله گردید ۱۲۳۴

تاریخ مسجد مولوی دلدار علی مجتهد

دلبند زهرا و دلدار علی	کامل اندر اجتهاد و اتقا
ساخت چون مسجد شده تاریخ آن	مسجد اقصای ثانی شد بنا

1227

تاریخ غسل صحت مصنف

بس کن عمر تا سنخ چست و چالاک	نصیب دشمنانت باد سستی
نوشتم سال تاریخ شفایت	الهی باد دایم تندرستی

1232

تاریخ کدخدائی مرزائی بیگ

کدخدا شد چو بروز مسعود	پاک دین و دل پاکیزه سرشت
سال تاریخ عروسی ناسخ	کدخدا شد مرزا ایم بنوشت

1231

وله ایضا

چو گردید مرزای من کدخدا	ببالید جسم دلم گشت شاد
دلا سال تاریخ جشنش بگو	که این کدخدائی همایون شواد

1231

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزائی بیگ

شد امروز مولود مرزا محمد	بکن طول عمرش عطا یا الهی
پی سال مولود او گفت ناسخ	بثروت بود دایما یا الهی

1233

وله

من

الحمد که ماندم محفوظ
سر ز تیغ و قدم از بند بلا
سال این رد بلا ای ناسخ
گشت مرقوم کمین کشف بلا

تاریخ فتح یافتن نواب

حافظ وارث علی صاحب

عیش خارج شمار باد
محفل عیش عزت گلستان باد
یا ارسطو بحق صاحب عصر باد
آفتاب اقبال بایان باد
الفت آسمان حشمت و جاه
شیرازه گردون مطیع فرمان باد
جشن نواب محسن الدوله
نواب محسن الدوله بهادر
تاریخ خطاب
شده نوشته ۱۲

گفت تاریخ تولد ...		روز جمعه ... ۱۲۰۹
	تاریخ مسجد	
... سال بنا ...		...
گر ... آسمان ندا آمد		... ۱۲۲۶
	تاریخ	
همایون خلعت از شاه زمن یا		جناب با شکوه و حشمت وجود
برای سال تاریخ مبارک		نوشتم باد این تشریف مسعود ۱۲۳۸
	تاریخ خسوف شدن ماه	
از خسوف این شب چهاردهم		در نظر ماهی شد شب تیره
سال تاریخ خامه ناسخ		زد رقم واهی شد شب تیره ۱۲۳۹
	تاریخ	
زهی چاهی لطیفی بحر فیض		که آبش شربت قند و نبات است
پی تاریخ خضر فکر ناسخ		بگفتا چشمه آب حیات است ۱۲۳۰
	تاریخ کدخدائی خواجه وزیر صاحب	
لله الحمد که خدا گردید		مونس دل پسند من امروز

تاریخ تولد فرزند ارجمند
نواب محسن الدوله بهادر ۱۲۴۹

محسن الدوله بهادر ...
صاحب اقبال و اجلال ...

تاریخ جلوس نواب ...
... علیخان بهادر ...
... ۱۲۱۲

تاریخ وفات مصحفی سرود [illegible]

از دشت [illegible] بسال [illegible] مصحفی [illegible]

تاریخ وفات خواجه حسن [illegible]

تاریخ وفات شاه عالم بادشاه

جست شاه سلطنت تیمور امروز	کرد در ملک عدم آباد شه کشور پناه
سال تاریخ بی رحلت شاه عالم	گفت دل زیر زمین بادشه گیتی پناه ۱۲۲۱

تاریخ وفات نواب آصف الدوله بهادر

الٰهی آصف الدوله بهادر	بحق نایب تو باد مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش	بود با حیدر کرار محشور ۱۲۱۲

تاریخ وفات نواب سعادت علیخان بهادر

افسوس که نواب یمین الدوله	از ملک فنا رفت بحکم تقدیر
بر سینه و سر دست زنان میگفتند	پیش تابوت او چه برنا و چه پیر
با ناله و گریه بر لب هر کس بود	نواب وزیر بای نواب وزیر
از صدمه لشش بهم بس میگردید	زاغ و ملخ و گرگ و بز و روبه و شیر
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	افسوس وزیر بود آصف تدبیر ۱۲۲۹

تاریخ وفات والد مصنف

والدم چون زین جهان رحلت نمود	یا اله العالمین مغفور باد
گشت ناسخ سال تاریخ وفات	با رسول هاشمی محشور باد ۱۲۱۶

تاریخ وفات استاد [illegible]

٣٣٩

مولوی مخدوم [illegible]

سید مخدوم از جهان [illegible]
گفت سید بزرگی و مرد صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ
مخدوم زمانه مرد صد حیف

تاریخ وفات مرشد و ران
محمد کربلای شاه شهیدان

[illegible]

تاریخ وفات مرزا گدا علی مرثیه گو

رفت چون مرزا گدای علی
زین جهان سوی سید الشهدا
سال تاریخ گفت دل ای وای

[illegible]

چون بمسجد نرفت سحر نماز / طاق از بار غم دوتا گردید
مهرهٔ سبحه شد کف افسوس / سبحه چون سلک شکوه‌ها گردید
شد رخ صبر ناخراشیده / جامهٔ ضبط ناقبا گردید
کرد یک عمر اجتهاد و ولی / اشک حرف او خطا گردید
هست سید علیش اسم شریف / از سمک شهره تا سما گردید
دست ماتم شکست بر سر دل / سینه با تعزیه سرا گردید
ناخدای سفینهٔ ایمان / غرقهٔ لجهٔ فنا گردید
گفت سال وفات او ناسخ / جسم وی خاک کربلا گردید ۱۲۳۱

تاریخ وفات علی مرزا فرزند مرزا آقا بیگ

روان است اشک آه از دیدهٔ من / چو طفل شیرخواره رستم از دست
برای سال فوتش فکر ناسخ / بگفتا بچه طفل اشک است

تاریخ وفات امیر الدوله بهادر نائب آصف الدوله بهادر ۱۲۲۶

زین جهان نواب حیدر بیگ خان / عازم ملک عدم گردید تا هی
سال تاریخ وفاتش پیر عقل / گفت رحلت کرد امیر الدوله وای

تاریخ فوت پسر مرزا جعفر فصیح

[illegible]

۲۸۰

تاریخ [illegible] انوار [illegible]

تاریخ وفات [illegible]

[illegible]

[illegible]

تاریخ فوت حیدر علی هاتف تخلص

چون هاتف خوش کمال خوش فکر — سجان را با اجل سپرده صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ — هاتف بشتاب مرده صد حیف
۱۲۳۴

تاریخ وفات انور علی بیگ استاد محسن الدوله بهادر

انور علی از فیل هفتاد و مرد — هر کس که شنید گفت پیهم افسوس
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ — افسوس ای هفتم محرم افسوس
۱۲۳۰

تاریخ موت صابر بخش

شد مسجد امام باره بتخانه خراب — از فقد تو وای ای صابر بخش
تاریخ وفات آن عزیز دلها — دل گفت که های های صابر بخش
۱۲۳۸

تاریخ وفات مولوی انوار الحق

زین جهان رفت مولوی انوار — بهر گلگشت روضه رضوان
سال تاریخ رحلتش ناسخ — گفت دل بود آخر شعبان
۱۲۲۶

تاریخ وفات مولوی نور الحق

علامه عصر مولوی نور الحق — جان را با اجل سپرده هیهات او امی

[illegible]

تاریخ [illegible]

۲۳۱

گفتم سال آخر جش
شد [illegible] افسوس
۱۲۳۴

تاریخ وفات میر یعقوب عباس تخلص

افسوس افسوس میر یعقوب افسوس
از مردن خود هزار بار [illegible]
تاریخ وفات او نوشتم یارب
عباس [illegible] فردوس [illegible]
۱۲۳۲

تاریخ وفات برادر [illegible]
جناب سید علی اوسط

رفت دنیا سید عالی [illegible]
[illegible] بادی علی [illegible]
گفتم سال تاریخ وفاتش [illegible]
صد افسوس از جهان [illegible]
۱۲۳۲

تاریخ

تاریخ وفات مجتهد کربلایی محمدعلی

چون زجهان حضرت سید سند	آه سوی جنت ماوا برفت
قافلهٔ طاقت و اشک و فغان	از بدن و چشم و دل ما برفت
ناسخ تاریخ وفاتش نوشت	رهبر دین آه ز دنیا برفت
	۱۲۴۲

تاریخ وفات فرزند قبلتی و کعبتی میرزا کاظم علی خان

رفت چون میرزا محمد باقر آه	بست و دو ساله الفردوس
گفت ناسخ سال تاریخ وفات	حشر بادا با امام المتقین
	۱۲۴۲

تاریخ وفات میرزا محمد علی بیگ کامل خط نسخ و نستعلیق

چون میرزا سمی نبی قدر صانع دوران	ز ناسوت شد سوی لاهوت جنت
پی سال تاریخ این رنج ناسخ	بگفتا خرد رشک یاقوت جنت
	۱۲۲۹

تاریخ وفات میرزا حسین ولد میرزا احسن که نوجوان کشته

بست ساله زجهان رحلت کرد	سوخت داغ غم جانکاه حسین

دل گفت صد ... میرزا معصوم بیگ وای ... دنیا گاه
مصراع سال ... ناسخ ... افسوس
افسوس ای ... مردانه ... افسوس
۱۲۳۴

تاریخ مردن کنور جیون سنگه
پروانه پسر راجه بینی بهادر
از مردن پروانه جان سوخته

[illegible]

... از این دار رفت — ... صاحب حال مجلد ... مرد

... — بگو ای ... پی سال مجلد ... مرد

۱۲۳۴

تاریخ وفات میرزا قتیل

شاعر ... میان ... میرزا قتیل — رفت از این عالم ...

... تاریخ سال ... — سعدی شیرازی ثانی ...

۱۲۳۳

تاریخ

... اختر ... — ... بی ناطق

... سال این غم ... گفت ... — ... بی ناطق

۱۲۳۵

تاریخ وفات میرزا حسین قلی

... حسن ... — ز دنیا کرد رحلت ...

... سال تاریخ رحلتش — که شد ... جنت ...

تاریخ وفات میر ...

... — جان ...

تاریخ سال وفاتش گفتم — میر تراب ...

[illegible]

[illegible]

قطعه

تاریخ وفات شیخ صاحب [illegible]

[illegible]

تاریخ دیگر [illegible]

[illegible]

سال وفات [illegible] تاریخ شد [illegible]

تاریخ در دائره [illegible] خوانده میشود

[illegible]

تاریخ وفات [illegible]

[illegible]